فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے ذبیح اللہ اسماعیل ما — تا ابد تڑپے گا عدو تیرا

تو ہے شہید حق داعی مشن انبیاء — بارگاہ ایزدی میں قبول ہو تیرا

تبصرہ

مؤلف

مناظرِ اسلام فاتح فرقِ باطلہ

علامہ خضر حیات بھکروی

پرنسپل دارالعلوم مفتاح القرآن

خطیب مسجد طوبیٰ بھڈوانہ کلاں

مکتبہ اشاعت مجاهد آباد منڈی بہاؤالدین

فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے ذبیح اللہ اسماعیل ما تا ابد تڑپے گا عدو تیرا
تو ہے شہیدِ حق داعی مشنِ انبیاء بارگاہِ ایزدی میں قبول ہوا لہو تیرا

تبصرہ

مؤلف

مناظر اسلام فاتح فرق باطلہ

علامہ خضر حیات بھکروی

پرنسپل دارالعلوم مفتاح القرآن خطیب جامع مسجد طوبیٰ G/16 بھڈانہ کلاں اسلام آباد

مکتبۃ الاشاعت مجاہد آباد منڈی بہاؤالدین

نام کتاب: تبصرہ
تالیف: مناظر اسلام علامہ خضر حیات بھکروی
طبع دوم: ستمبر 2016ء
ناشر: مکتبہ الاشاعت منڈی بہاؤ الدین

نوٹ: کوشش کی گئی ہے کہ عبارت اور بالخصوص آیات قرآنیہ واحادیث مبارکہ میں کسی قسم کی غلطی نہ رہے مگر پھر بھی بتقاضائے بشریت اگر کمپوزنگ کی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو مطلع کر دیں انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں آپ کے شکر کے ساتھ اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

ملنے کے پتے:

مکتبہ الاشاعت منڈی بہاؤ الدین

مکتبہ حقانیہ ڈی سی روڈ گوجرانوالہ

مکتبہ حسینیہ فاروق اعظم روڈ سرگودھا

مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

منیب اسلامک سنٹر بنوں

مکتبۃ الیمان پنج پیر صوابی۔ اسلامک کتب خانہ رحمان پلازہ صوابی

برائے رابطہ:

0345-8263485 - 0300-7563485

انتساب

شہید فی سبیل اللہ

سیّد محمد اسماعیل شاہ دہلویؒ

کے نام

جنہوں نے مسئلہ توحید کے ابلاغ وافہام کے سلسلہ میں طرح طرح کے مصائب وآلام برداشت کئے مبتدعین ومشرکین کی ایذا رسانیوں اشرار کی ریشہ دوانیوں منافقین کی مکاریوں اور ملامتوں پر ایسے حیرت انگیز صبر وتحمل کا مظاہرہ کی۔ زمانہ بھر کی مخالفت کے باوجود ان کے پائے استقلال میں زرہ بھر لرزش تک نہ آسکی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور رسول اللہ ﷺ کی عزت اور مسلمانوں کی شوکت کے لیے بالاکوٹ کی سرزمین کو اپنے خون سے سیراب کر کے جام شہادت نوش فرما کر جنت الفردوس کے مکین ہوئے۔

فہرست مضامین

☆☆☆

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی تہذیب وتمدن کے دو پہلو ہیں۔
پہلا فکری ونظریاتی جس کو دینی زبان میں عقائد کہتے ہیں۔
دوسرا پہلو عملی ہے۔
عقائد میں سے سب سے بنیادی عقیدہ، عقیدہ توحید ہے جس کی ضد عقیدہ شرک ہے۔
رب العالمین کا فرمان گرامی ہے:
"اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ"
ترجمہ: "بے شک اللہ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے کسی کو اور بخشتا ہے اس کے سوا جس کو چاہے۔"
اسلامی تہذیب کا دوسرا پہلو عملی زندگی ہے۔ عملی صورت گری اور فکری پہلو دونوں کے عملی اطلاق کے لیے شارع نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میزان قرار دیا ہے جس کی ضد بدعت ہے جس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ"

ترجمہ: "فرما دیجئے اگر ہو تم محبت کرتے اللہ تعالیٰ سے پس میری اتباع کرو"۔

اللہ قدوس نے زندگی کے فکری و عملی دونوں پہلوؤں کی اصلاح کے لیے قرآن کریم کو بطور راہنما پیش کیا ہے خود نبی مکرم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ:

"وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا"

ترجمہ: "اور آپ ان سے اس (قرآن) کے ذریعے جہاد کبیر کیجئے"۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ روئے زمین پر من حیث المذہب سواد اعظم مسلمان ہیں جو توحید و رسالت کی حقانیت پر متفق ہیں لیکن پھر ان میں کئی فرقے اور جماعتیں جو اپنے مخصوص عقائد و نظریات اور اعمال کی بنا پر اسلام سے قریب و دور ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور تک فروعیات میں شرائع کا اختلاف کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں مگر پھر بھی قرآن کریم نے اسے ایک ہی دین قرار دیا ہے، اور ان کے مسائل میں باہمی اختلاف کو وحدت دین کے منافی نہیں سمجھا۔

اسی طرح اُمت محمدیہ علیہ السلام کے ابتدائی سنہری صحابہ کرام کے دور میں فروعی مسائل میں اختلافات کے متعلق کتب حدیث و مصنفات بھری پڑی ہیں جبکہ تمام صحابہ کرام کو معیار ایمان قرار دیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ ہمیشہ اہلِ حق کے مابین اختلاف مزموم نہیں ہوتا، فروعی اختلافات کے باوجود چاروں آئمہ مجتہدین کو برحق قرار دیا گیا ہے اور جملہ مقلدین ایک دوسرے کا احترام بجالاتے ہیں، لیکن دورِ حاضر

کا اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والا درحقیقت اسلام سے دور فرقہ بریلویہ جواب تک لاتعداد جزوں اور شاخوں میں بٹ چکا ہے سب اپنی نسبت احمد رضا خان بریلوی کی طرف کرتے ہیں، اور سب کے فتوؤں کی توپوں کا رخ علمائے حق اہلِ سنت والجماعت علمائے دیوبند کی طرف ہے لیکن عجیب اتفاق یہ کہ فرقہ بریلویہ کے پیشواؤں اور ائمۃ المشرکین جس سمت سے بھی علمائے دیوبند پر فتویٰ کا گولہ پھینکتے ہیں وہ گولہ بجائے اہلِ حق کے اپنوں پر جا پڑتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہر ایک نے ایک دوسرے کو کافر، مشرک، مرتد، اور گستاخی کے فتویٰ لگا کر یہ ثابت کردیا ہے کہ فرقہ بریلویہ کے نزدیک کرۂ ارض پر کوئی ایک بھی رضاخانی مسلمان نہیں۔

کما قال اللہ تعالیٰ:

"تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتّٰى"

ترجمہ: "تو جانے وہ اکٹھے ہیں اور (مگر) ان کے دل پھوٹ رہے ہیں۔"

وقال تعالیٰ:

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ

ترجمہ: "اور مثال گندی بات کی، جیسے درخت گندا کھاڑ لیا اوپر سے زمین کے، کچھ نہیں اس کو ٹھہراؤ۔"

زیرِ نظر دلکش اور دندان شکن برادرِ مکرم مناظرِ اسلام حضرت علامہ خضر حیات بھکروی صاحب کی تصنیف لطیف جس میں حضرت موصوف نے کچھ بھی نہیں لکھا بس ایک ہی بات کی نقاب کشائی کی ہے

کہ اُنہی کا جوتا اُنہی کے سر پر

بندہ ناچیز علامہ خضر حیات صاحب کا بے حد ممنون ہے جنہوں نے اپنی مایہ ناز تصنیف "تبصرہ" چھپوانے کے لیے مکتبۃ الاشاعت کے سپرد کر دی اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کو فلاحِ دارین نصیب فرمائے۔ (آمین)

عبدالجبار

☆☆☆

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله أفضل الحمد وأكمله وأشمله، حمدا يوافى نعمه ويكافئ مزيده، والشكر لمولى الحمد ومستحقه على ما من به من التوفيق والهداية إلى سواء الطريق، وأنعم به من العرفان والتحقيق، والاتباع والتصديق، لنبيه محمد- صلى الله عليه وسلم الذى فضله على جميع الخلائق، وبعثه بخير الأديان والطرائق، وجعل أمته خير أمة أخرجت للناس،وأعاذ إجماعها المعصوم من كيد الخناس واتباع الوسواس، وحفظ فيها كتابه المبين وشرعه المتين، بقوله إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون وقوله -صلى الله عليه وسلم:لا تزال طائفة من أمتى ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم حتى يأتى أمر الله،وقال- صلى الله عليه وسلم "ستفترق أمتى إلى اثنتين وسبعين فرقة كل فرقة منها تدعو إلى النار،والناجية منها فرقة واحدة، قيل: يا رسول الله من هم؟ قال:هم المتمسكون بما أنا عليه وأصحابى"-والصلاة والسلام على أشرف خلقه سيدنا محمد وآله وصحبه أجمعين.

أما بعد،

راقم الحروف خضر حیات اعوان غفرلہٗ عرض کرتا ہے کہ تقریباً 2001ء کی ابتداء میں مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے بعض رسائل "الکوکب الشہابیہ، سل السیوف" وغیرہ بالاستیعاب مطالعہ کرنے کا موقع ملا جن میں خان صاحب بریلوی نے داعیِ حق حامی توحید وسنت ماحیِ شرک وبدعات حضرت سیّد شاہ اسماعیل شہیدؒ تغمدہٗ اللہ بغفرانہٗ کو نشانِ تکفیر بنانے کی سعی نامشکور کی ہے، اور بذعم خود 70 وجوہ سے لزومِ کفر کا دعویٰ کیا اور آخر میں یہ بات دیکھ کر حیرانگی اور تعجب کی انتہا نہ رہی کہ خان صاحب بریلوی شہید مظلوم پر صریح گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے جیسے غلیظ الزامات اور بہتانات لگانے کے بعد یوٹرن لیتے ہوئے فتویٰ کفر سے دستبردار ہو کر لکھتا ہے کہ انہیں کافر نہ کہا جائے اور یہی بات صحیح ہے اور مفتی بہ ہے۔ راقم الحروف اس سے قبل خان صاحب کا یہ فتویٰ بھی پڑھ چکا تھا کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ خان صاحب کی اس دورنگی چال کا نتیجہ ظاہر ہے خان صاحب اپنے فتویٰ کفر کی رو سے کافر قرار پاتے ہیں، یہ صورتِ حال دیکھ کر راقم الحروف نے ارادہ کر لیا کہ ایک ایسا رسالہ تحریر کرنا چاہیے جس میں علمائے بریلویہ اور خان صاحب بریلوی کی اس طرح کی دورنگی چالوں کو جمع کیا جائے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے راقم الحروف نے مواد جمع شروع کر دیا تدریسی، تعلیمی، انتظامی گونا گوں مصروفیات کے باعث تاخیر پر تاخیر ہوتی رہی۔ 2004ء میں مقصودی مواد تو جمع ہو گیا لیکن تدریسی مصروفیات کے ساتھ ساتھ تبلیغی مصروفیات اس قدر بڑھ گئیں کہ رسالہ کو ترتیب دینا مشکل سے مشکل تر ہو گیا پھر بعض ہنگامی حالات میں دوسری تصانیف کی طرف عطفِ عنان کرنا پڑا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی توفیق اور فضل سے 2006ء کی سالانہ تعطیلات میں تقریباً پندرہ 15 دن کے عرصہ میں مسودہ مکمل

ہوگیا۔ جس میں تقریباً 100 تازیانے درج تھے بعد میں کچھ نئی بریلوی تصانیف منظرِ عام پر آئیں جن میں موضوع کے متعلق کافی مواد تھا جن سے استفادہ کر کے 173 تازیانوں پر مشتمل یہ رسالہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ وللہ الحمد۔

راقم الحروف نے اپنی طرف سے کوئی ایک فتویٰ بھی تحریر نہیں کیا بلکہ خان صاحب بریلوی اوران کے حواریوں کے اپنے فتوے ذکر کئے صرف دو چیزیں عام قارئین کے سمجھانے کی خاطر ذکر کیں۔

1۔ مقصودی نکات 2۔ تبصرہ۔

میری یہ کتاب کسی خاص عنوان پر کوئی فنی تصنیف نہیں ہے بلکہ ایک استغاثہ ہے جسے میں نے قوم کی عدالت میں پیش کیا ہے۔ استغاثہ پیش کرنے کا موجب یہ اُمر ہے کہ علمائے بریلویہ نے جن اُصولوں کی بنیاد پر علمائے دیوبند کی تکفیر کی ہے، علمائے بریلویہ کے اُنہی اُصولوں پر خان صاحب بریلوی سمیت تمام علمائے بریلویہ ومشائخ بریلویہ کی تکفیر لازم آتی ہے یہ تلخ حقیقت ہماری اِس کتاب کے مطالعہ سے واضح ہوجائے گی۔

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زباں
زباں میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سنوارتا ہوں
چراغ میرا ہے رات ان کی

اللہ تعالیٰ اِس کتاب کو بھٹکے ہوؤں کے لیے ہدایت کا ذریعہ اوراہلِ حق کے لیے اطمینان اورثبات کا ذریعہ بنا کر راقم کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

راقم الحروف خضر حیات اعوان آف کلورکوٹ بھکر

پرنسپل دارالعلوم مفتاح القرآن خطیب جامع مسجد طوبیٰ G/16 بھڈانہ کلاں اسلام آباد

لطیفہ: جب تکفیر کی کرن بریلی سے پھوٹی تو اس وقت سے لے کر آج تک جس شقاوت کے ساتھ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ پر غلاظت ونجاست اچھالی گئی۔ الامان والحفیظ۔ کوئی ایسا غلیظ جملہ نہیں جو اس شہید مظلوم کے لیے استعمال نہ کیا گیا ہو۔ ابتدائے بریلویت سے تاہنوز یہ مذموم سلسلہ جاری ہے۔

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے۔

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید وذبیح کا
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار تھا

تیغ خیار کا معنی ہے اچھے لوگوں کی تلوار موصوف کا مطلب یہ ہے کہ شاہ شہید اچھے اور پسندیدہ لوگوں کی تلوار سے مارا گیا ظاہر ہے کہ بریلوی حضرات اور خان صاحب کے نزدیک اچھے اور پسندیدہ لوگ بریلوی ہی ہیں معلوم ہوا شاہ شہید بریلویوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ بریلوی کس علاقہ کے باشندہ تھے مفتی احمد یار صاحب گجراتی اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اسی تقویۃ الایمان کی بدولت سرحدی پٹھانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔"

موصوف آگے لکھتے ہیں:

"معلوم ہوا کہ انہیں مسلمانوں نے قتل کیا اور ان کی لاش بھی غائب کردی۔ اسی لئے ان کی قبر ہی نہیں"؟ (جاء الحق)

مفتی صاحب کی اس مفتیانہ اور مجنونانہ بڑھ سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے وہ پسندیدہ بریلوی سرحدی پٹھان تھے........ اب مناظر اعظم کی سنیئے:

"سکھوں کے مقابلہ میں شکستِ فاش دی اور ۱۲۴۶ھ میں سکھوں کے ہاتھوں قتل کروا دیئے اور ساری سکیم ملیامیٹ ہوگئی۔" (مقیاس حنفیت ص 578)

مناظر اعظم سکھوں کے ہاتھوں شاہ اسمعیلؒ کے شکست کھانے پر خوشی سے بغلیں بجا رہے ہیں۔فاعتبروا یااولی الابصار۔

اعلیٰ حضرت تو موجدِ ملت بریلویہ ہیں۔مناظر اعظم اور مفتی صاحب مجتہدین ملت بریلویہ ہیں۔اس لئے بریلویوں کو تینوں کے ارشادات تسلیم کرنے پڑیں گے۔

مندرجہ بالا تین ارشادات کا حاصل یہ ہوگا کہ شاہ شہیدؒ کو قتل کرنے والے پسندیدہ سرحدی پٹھان بریلوی سکھ تھے۔

الزاماتِ رضا

تازیانہ نمبر1: موجد ملت بریلویہ احمد رضا خان صاحب مجاہد فی سبیل اللہ سیّد محمد اسماعیل شہیدؒ تغمدہ اللہ بغفرانہٗ پر الزامات قائم کرتے ہوئے لکھتا ہے:

☆.....وہابی صاحبو! تمہارے پیشوا نے یہ ہمارے نبی ﷺ کی جناب میں کیسی صریح گستاخی کی۔(فتاویٰ رضویہ ج15،ص197)

☆.....مسلمانو! للہ انصاف، کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان وقلم سے نکلنے کا ہے! حاش للہ! پادریوں پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں مشرکوں کی کتابیں دیکھو جو انہوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں۔شاید ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے کہ ایسے کھلے ناپاک لفظ تمہارے پیارے نبی سچے رسول ﷺ کی نسبت لکھے ہوں کہ انہیں مواخذہ دنیا کا اندیشہ ہے مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگرے سے محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب ودشنام کے لفظ لکھ دیئے اور روز آخر اللہ عزیز غالب قہار کے غضب عظیم وعذاب الیم کا اصلا اندیشہ نہ کیا۔مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول ﷺ کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انہیں ایذا نہ پہنچی؟ ہاں ہاں! واللہ واللہ انہیں اطلاع ہوئی! واللہ واللہ انہیں ایذا پہنچی! واللہ واللہ جو انہیں ایذا دے اس پر دنیا وآخرت میں اللہ جبار

وقہار کی لعنت اس کے لئے سخت کا عذاب شدت کی عقوبت۔

(فتاوی رضویہ ج 15، ص 201)

☆۔۔۔۔۔اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔ میں جانتا ہوں تم یوں نہیں سمجھو گے ذرا اپنے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر دیکھو اور آنکھیں بند کر کے بہ نگاہ انصاف غور کرو اگر کوئی وہابی اپنے باپ کی نسبت کہے کہ تیرے کان گدھے کے سے ہیں تیری ناک بجو کی سی ہے تو کیا اس نے اپنے باپ کو گالی نہ دی یا کوئی سعادت مند مجدی اٹھ کر اپنے بدلگام مصنوعی امام کی نسبت کہے کہ ان کی آواز لطیف کتے کے بھونکنے سے مشابہ تھی ان کا دہن شریف سور کی تھوتھنی سے ملتا تھا تو تم اسے کیسا سمجھو گے۔ کیا اپنے طائفے میں رکھو گے یا بسبب گستاخی پیشوا ذات سے باہر کر دو گے۔ اب تمہیں ظاہر ہوگا کہ اس خبیث بد دین نے جو ہمارے عزت والے رسول دو جہان بادشاہ عرش عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ لعنتی کلمات لکھے۔ (فتاوی رضویہ ص 203، ج 15)

☆۔۔۔۔۔جان برادر! تو نے دیکھا کہ اس شخص کی ساری کوشش اسی میں تھی کہ اللہ اور رسول کو بھی مشرک کہنے سے نہ چھوڑے، تف ہزار تف بروئے بے دیناں۔

(فتاوی رضویہ ص 215، ج 15)

تذییل جلیل: یہ بطور نمونہ طائفہ اور اس کے کفری اقوال اور ان پر کتب ائمہ دین سے احکام کفر واشد الضلال تھے جن کا شمار بظاہر ستر کفریات تک پہنچا اور حقیقۃً تو بے شمار ہیں کہ ساتھ سے گیارہ تک پانچ کفریات کے کلمات میں ہر کلمہ صد ہزار کفریہ کا خمیرہ ہے۔ یونہی کفریہ ۲۳ و ۲۹ بھی مجمع کفریات کثیرہ یہ ستر کیا ان میں سے جس ایک کو چاہئے ستر ۷۰ کر دکھائے تو اب کفریات کو خواہ ستر کہے خواہ ستر ہزار کفریات ٹھہرائے اور کیوں نہ ہوں کہ وہاں عمر بھر یہی کمایا تھا پڑھا لکھا سب اسی میں گنوایا تھا مشقیں چڑھی تھیں مہارتیں بڑھی تھیں ایک ایک قول میں ہزار ہزار کفریے بول جانا

وہاں کیا بات تھی، یہاں قصد استیعاب آب دریا پیمودن ودانہائے ریگ شمردن کے قبیل سے ہے لہٰذا اس طرف سے عطف عنان کیجئے اور ان کے اقوال خاصہ پر خاک ذلت ڈال کر بہت مشائخ کرام کے نزدیک اس سارے فرقہ متفرقہ اور اس کے تمام طوائف سابقہ ولاحقہ کا ایک کفریہ عامہ قدیمہ سن لیجئے کہ انہیں کافر کہنا فقہاً واجب ہے۔ (فتاوی رضویہ ص 235، ج 15)

☆۔۔۔۔اب غور کیجئے کہ اس ناپاک وملعون قول پر انبیاء وملائکہ سے لے کر اللہ ورسول تک اور اس کے پیشواؤں سے لے کر خود اس ظلوم وجہول تک کوئی بھی حکم شرک سے نہ بچا۔ (فتاوی رضویہ)

☆۔۔۔۔صراحۃً حضور اقدس سید المرسلین ﷺ کو فحش گالی دینا ہے۔۔۔۔۔اس ملعون قول نے مسلمانوں کے سچے نبی ﷺ کو کھلی دشنام دے کر ان کے دلوں پر کیسا زخم عظیم پہنچایا۔ (فتاوی رضویہ ج 15، ص 249)

مقصودی نکتہ: خان صاحب بریلوی کی عبارات بالا سے درج ذیل الزامات لگائے جانے کی کوشش کی گئی۔

1) سیّد شہید نے حضرت نبی کریم ﷺ کی شان میں صریح گستاخی کی جس کی تاویل بھی ممکن نہیں۔ **معاذ اللہ**

2) سیّد شہید نے رسول اللہ ﷺ کو کھلی گالیاں دے کر ایذا پہنچائی۔ **معاذ اللہ**

3) سیّد شہید نے رسول اللہ ﷺ کی نسبت بے دھڑک سب ودشنام کے لفظ لکھے۔ **معاذ اللہ**

4) سیّد شہید نے سیّد الانبیاء ﷺ سمیت تمام انبیاء کرام کو مشرک کہا۔ **معاذ اللہ**

گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم

امام اہلِ بدعت احمد رضا خان صاحب لکھتا ہے:

شفاء شریف وبزازیہ ودررو غرر وفتاوٰی خیریہ وغیرہا میں ہے:

اجمع المسلمون ان شاتمه صلی الله تعالٰی علیه وسلم کافر ومن شك فی عذابه و کفره کفر

(الشفاء بحریف حقوق المصطفیٰ القسم الرابع الباب الاول المطبعة الشرکة الصحافیة ۲/۲۰۸)

(الفتاوی الخیریة باب المرتدین ۱/۱۰۳)

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مجمع الانہر ودرمختار میں ہے:

واللفظ له الکافر بسب نبی من الانبیاء لاتقبل توبته مطلقًا و من شك فی عذابه و کفره کفر

جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اسکے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

(الدرالمختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۶)

(مجمع الانہر کتاب فصل فی احکام الجزیة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۷۷)

الحمدللہ! یہ نفیس مسئلہ کا وہ گراں بہا جزئیہ ہے جس میں ان بدگویوں کے کفر پر اجماع تمام امت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ)

حق کی کرامت

مجدد بدعات احمد رضا خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:

☆......جان برادر! یہ پوچھتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ کیسا ہے اور ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے' یہ پوچھ کہ امام و ماموم پر ایک جماعت آئمہ کے نزدیک کتنی وجہ سے کفر آتا ہے۔ حاش للہ حاش للہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تو مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ کے کفر پر بھی ہم حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے' جب تک وہ وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن وجلی نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی نہ رہے فان السلام یعلو ولا یعلی (اسلام غالب ہے مغلوب نہیں۔ ت) مگر یہ کہتا ہوں اور بیشک کہتا ہوں کہ بلا ریب ان تابع ومتبوع سب پر ایک گروہ علماء کے مذہب میں بوجہ کثیرہ کفر لازم ۔والعیاذ باللہ ذی الفضل الدائم (دائمی فضل والے اللہ کی پناہ۔ میرا مقصود اس بیان سے یہ ہے کہ ان عزیزوں کو خواب غفلت سے جگاؤں اور ان کے اقوال باطلہ کی شناعت بائلہ انہیں جتاؤں کہ او بے پروا بکریو! کس نیند سو رہی ہو" گلا دور پہنچا" سورج ڈھلنے پر آیا گرگ خونخوار بظاہر دوست بن کر تمہارے کان پر تھپک رہا ہے کہ ذرا جھپٹا اور اپنا کام کرے چوپایوں میں تمہاری بیجاہٹ کے باعث اختلاف پڑ چکا ہے بہت حکم لگا چکے کہ یہ بکریاں ہمارے گلے سے خارج ہیں بھیڑیاں کھائے شیر لے جائے ہمیں کچھ کام نہیں اور جنہیں ابھی تک تم پر ترس باقی ہے وہ بھی تمہاری ناشائستہ حرکتوں سے ناراض ہو کر اپنی خاص گلے میں تمہارا آنا نہیں چاہتے ہیہات ہیہات اس بیہوشی کی نیند اندھیری رات میں جسے چوپان سمجھ رہے ہو واللہ وہ چوپان نہیں خود بھیڑیا ہے کہ ذیاب فی

ثیاب کے کپڑے پہن کر تمھیں دھوکا دے رہا ہے پہلے (عہ ۱) وہ بھی تمہارے طرح اس گلے کی بکری تھا' حقیقی بھیڑیے (عہ ۲) نے جب اسے اسے شکار کیا اپنے مطلب کا دیکھ کر دھوکے کی ٹٹی بنالیا اب وہ بھی اکے دکے کی خیر مناتا اور بھولی بھیڑوں کو لگا کر لے جاتا ہے للہ اپنی حالت پر رحم کرو۔

عہ ۱: یعنی امام الوہابیہ ۱۲ عہ ۲: یعنی شیطان ۱۲۔

اور جہاں تک دم رکھتے ہو ان گرگ و نائب گرگ سے بھاگو جیسے بنے اس مبارک گلے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ (جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ت) اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں آ کر ملو کہ امن چین کا رستہ چلو اور مرغ زار جنت میں بے خوف چرو۔ اے رب میرے ہدایت فرما' آمین!

معاذ اللہ! اس قدر ان کے خسار و بوار کو کیا کم ہے اگرچہ آئمہ محققین و علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں اور یہی صواب ہے' وھو الجواب وبہ یفتی و علیہ الفتوی وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ و فیہ السداد۔ جواب یہی ہے' اس کے ساتھ فتوی دیا جاتا ہے اور اسی پر فتوی ہے' یہی مذہب اور اسی پر اعتماد ہے' اسی میں سلامتی اور یہی درست ہے۔ (فتاوی رضویہ ص 430، ج 15)

☆.....تنبیہ نبیہ: یہ حکم فقہی متعلق بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالی کے بے شمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام عظمائے اسلام معظمین کلمہ خیر الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر کہ یہ کچھ دیکھتے وہ کچھ سخت وشدید ایذائیں پاتے اس طائفہ کے پیرو پیر دسے ناحق ناروابات پر سچے دل سے مسلمانوں خالص سنیوں کی نسبت حکم کفر وشرک سنتے' ایسی ناپاک وغلیظ گالیاں کھاتے ہیں بایںہمہ نہ شدت غضب دامن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی' نہ ان نالائق ولایعنی خباثتوں پر قوت انتقام حرکت میں آتی ہے' وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم والتزام میں فرق ہے' اقوال کا

کلمہ کفر ہونا اور بات' اور قائل کو کافر مان لینا اور بات' ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے' فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے اس مبحث کا قدرے بیان آخر رسالہ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح (۱۳۰۷ھ) میں کیا اور وہاں بھی بآنکہ اس امام وطائفہ پر صرف ایک مسئلہ امکان کذب میں اٹھتر (۷۸) وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دیا' حکم کفر سے کف لسان ہی لیا۔

بالجملہ اس طائفہ حائفہ خصوصاً ان کے پیشوا کا حال مثل یزید پلید علیہ ما علیہ ہے کے محتاطین نے اس کی تکفیر سے سکوت پسند کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج 15 / ص 256)

نوٹ: بعینہ یہی عبارت فتاویٰ رضویہ ص 236، جلد 15 پر بھی موجود ہے۔

مقصودی نکتہ:

خان صاحب کی عبارات بالا سے واضح ہوا کہ خان صاحب سید اسماعیل شہید اور ان کے طائفہ کو مسلمان ہی سمجھتا ہے اور ان کو کافر نہیں کہتا اور اسی کو مفتی بہ اور درست فتویٰ سمجھتا ہے نیز علماء ومحتاطین کو بھی درخواست کرتا ہے کہ شاہ شہیدؒ کو کافر نہ کہا جائے اور اس کی وجہ خان صاحب یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے نبیؐ نے اہلِ لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔

تبصرہ:

مسلمانو دیکھو! اس افاك اثیم امام المکفرین کی اس شقاوت ضلالت بدبختی اور بدنصیبی کو کہ ایک طرف تو حضرت شاہ شہید مظلومؒ پر یہ افترات اور الزامات باندھے کہ حضرت شہید نے معاذ اللہ امام کائنات فخر الرسل سید الاولین والاخرین رحمت اللعالمین قائد غرالمحجلین محبوب رب العالمین ﷺ کو فحش گالیاں دی کھلی اور صریح گستاخیاں کیں تمام انبیاء کرام اور سید الانبیاء اور اللہ تعالیٰ کو مشرک کہا

معاذ اللہ اور دوسری طرف یہ بدبخت رذیل ورجیم کہتا ہے کہ پھر بھی ہم ان کو کافر نہیں کہیں گے بلکہ مسلمان/ اے محمد رسول اللہ ﷺ کے اُمتی تجھے اپنے دین وایمان کا واسطہ اس شخص کی حماقت وغوایت ذرا دیکھیں جو رسول اللہ ﷺ کو فحش گالیاں دے صریح گستاخیاں کرے اللہ تعالی اور تمام انبیاء کرام کو مشرک قرار دے وہ پھر بھی مسلمان ہے اور اس کے بارے میں کف لسان ہے۔

رضا خانی صاحبو! مسلمان بننا چاہتے ہو تو امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت سویدا اپنے دل کے اندر جماؤ اور اس دریدہ دہن شاتم رسول بہزار زبان وصد ہزار دل اسے تبری اور تحاشی کرو ورنہ یہ سب کچھ پڑھنے سمجھنے کے بعد بھی تمہاری آنکھ میلی نہ ہو بلکہ اسکی امامت اور مجددیت کا دم بھرو اسے امام مانو جو اسے برا کہے الٹا اس سے دشمنی ٹھانو اس بدلگام کی بات میں سو سو طرح کے پیچ نکالو اور رنگ رنگ کی تاویلیں ڈھالو جیسے بنے اس کی بگڑی سنبھالو اس کی حمایت میں عظمت مصطفی ﷺ کو پس پشت ڈالو یہ کیا ایمان ہے کیسا اسلام ہے کیا اسلام وایمان اسی کا نام ہے۔

بدترین توہینِ باری تعالٰی

تازیانہ نمبر 2: فرقہ طاغیہ کے امام موہوم جناب رضا خان فتاوی رضویہ 534 تا 553 تک 12 خدا ثابت کیے اور اس جہول سفیہ سخیق وزنیم نے اللہ سبحانہ وتعالی کو منہ بھر کر گالیاں دیں اگر کافر کے کفریات کی نقل کی شریعت ہمیں اجازت نہ دیتی تو ہم ایسے غلیظ کفریات کو نقل کرنے کی ہرگز جرأت نہ کرتے لیکن چونکہ قرآن کریم نے فرعون نمرود قارون جیسے کفار کے کفریات کو نقل کر کے تردید فرمائی ہے اس لیے اس بے باک کذوب کی شرمناک ذہنیت اور غلیظ تحریر سے بعض الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

☆.....خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:۔وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جس مکان،

زمان، جہت، ماہیت، ترکیب عقلی سے پاک کہنا بدعت حقیقیہ کے قبیل سے اور صریح کفروں کے ساتھ گننے کے قابل ہے جس کا سچا ہونا کچھ ضرور نہیں جھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔ ایسے کہ جس کی بات پر اعتبار نہیں، نہ اُس کی کتاب قابلِ استناد نہ اُس کا دین لائق اعتماد، ایسے کو جس میں ہر عیب و نقص کی گنجائش ہے جو اپنی مشیخت بنی رکھنے کو قصداً عیبی بننے سے بچتا ہے، چاہے تو ہر گندگی میں آلودہ ہو جائے، ایسے کو جس کا علم حاصل کئے حاصل ہوتا ہے اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہئے تو جاہل رہے، ایسے کو جس کا بہکنا، بھولنا، سونا، اونگنا، غافل رہنا، ظالم ہونا حتی کہ مرجانا سب کچھ ممکن ہے کھانا، پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بیحیائی کا مرتکب ہونا حتّٰی کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا، کوئی خباثت کوئی فضیحت اُس کی شان کے خلاف نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 15)

فیصلہ رضوی

بریلوی علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی فاتح رضاخانیت الصمصام علی المشرکین سلطان المناظرین علامہ محمد یوسف رحمانی رحمہ اللہ کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے مصنف سیفِ شیطانی نے اپنے اس بیان سے شرک کدہ دیوبند کے چہرہ پر سے نقاب کشائی کرتے ہوئے اہلِ دیوبند کے دو خداؤں کے تصور کو بے نقاب کردیا کیونکہ اہلِ دیوبند کے اس جاہل مطلق وکیل نے ص 102 کی سرخی میں خود لکھا "بریلویوں کا خدا مشرک ہے" گویا اہلِ دیوبند کے نزدیک خدا بھی دو بلکہ متعدد ہو سکتے ہیں بریلویوں کا خدا جدا ہے اہلِ دیوبند کا جدا ہے، مرزائیوں کا جدا ہے شیعوں کا جدا ہے۔ دو خداؤں کا تصور پیش کرکے مصنف سیف شیطانی خود مشرک ہوا۔ کیونکہ بریلوی تو کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ ان کا خدا جدا ہے اہلِ دیوبند کا جدا ہے اور پھر العیاذ باللہ کا کیا مطلب؟ جب (معاذ اللہ) مصنف سیف شیطانی کے نزدیک

بریلویوں کا خدا ہے ہی جدا تو پھر اس کے مشرک ہونے پر اسے کیا غم۔ بریلویوں کے خدا کو مشرک لکھتے وقت العیاذ باللہ لکھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ خود بھی اپنے بقول اسی مشرک خدا کو ماننے والا ہے۔ مشرک خدا کو خدا مان کر ملاں جی خود بھی رجسٹرڈ مشرک ہوئے ۔

اُلجھا ہے پاؤں نجدی کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

(برقِ آسمانی ص156)

مقصودی نکات: علامہ حسن رضوی کی عبارت سے درج ذیل نکات واضح ہوئے۔

1۔ دیوبندی، بریلوی، شیعہ اور مرزائی سب کا خدا ایک ہے۔

2۔ دو خدا کا تصور پیش کرنے والا یعنی دیوبندیوں کا خدا اور، اور بریلویوں کا خدا اور ہونے کا دعویٰ کرنے والا رجسٹرڈ مشرک ہے۔

3۔ بریلویوں نے کسی کا یہ تصور نہیں کہ دیوبندیوں کا خدا اور ہے، اور بریلویوں کا خدا اور ہے۔

اقرارِ کفر:

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے: عالم گیری 220 ص 258 یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ ونسبہ الی الجھل او العجز او النقص جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔ (بحر الرائق مطبع مصرج 5، ص 129 بزازیہ مطبع مصرج 3، ص 323 جامع الفصولین مطبع مصرج 2، ص 298)

تو وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ کفر۔ اگر اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں کافر ہو گیا۔ (فتاویٰ رضویہ)

تبصرہ:

حسن علی رضوی کی تحقیق کی رو سے احمد رضا خان دیو بندی، بریلوی، شیعہ، وہابی وغیرہ کے الگ الگ خدا کا تصور پیش کر کے رجسٹرڈ اور کٹر مشرک ثابت ہوا۔ نیز حسن علی رضوی کے بقول بریلوی اسی کو خدا مانتے ہیں جس کو دیو بندی خدا مانتے ہیں کوئی بریلوی بھی دیو بندیوں کا خدا الگ اور بریلویوں کا خدا الگ کا تصور تک نہیں کر سکتا تو احمد رضا خان نے دیو بندیوں کا بہانہ بنا کر شانِ باری تعالیٰ میں یہ بدترین اور غلیظ ترین گستاخی کر کے اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنا عقیدہ ظاہر کیا ہے۔

مسلمانو مسلمانو۔ خدارا ان ناپاک ملعون شیطانی کلمات پر غور فرماؤ۔ کیا ایسے کلمات کسی انسانی زبان یا قلم سے نکل سکتے ہیں؟ حاشا اللہ پادریوں پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں مشرکوں کی کتابیں دیکھو ان میں بھی ان کی نظیر نہیں پاؤ گے کہ ایسے کھلے ناپاک کلمات اللہ تعالیٰ کے بارے میں لکھے ہوں۔ مگر اس مدعی امامت ومجددیت کا کلیجہ چیر کر دیکھیے کہ کس جگر سے اللہ رب العزت کی بارگاہ اقدس میں کیسے خبیث اور ناپاک حیلے سے اس قدر بے دھڑک صریح دشنام اور فحش گالیاں لکھ دیں اور روز آخرت اللہ عزیز غالب قہار کے عذاب عظیم وعذاب الیم کا اصلا اندیشہ نہ کیا۔

فتویٰ اقتدار

تازیانہ نمبر3: خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں   کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں نہیں
ہند میں واصف شاہ ہدیٰ   مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

(حدائق بخشش حصہ اول صفحہ 48)

نیز لکھتا ہے:۔

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

(حدائق بخشش حصہ اول)

مفتی احمد یار نعیمی لکھتا ہے:۔

حرمت دامن نبی کی قسم اہل سنت کا عہد ہے کاوش
اب نہ چھوڑیں گے آپ کا داماں اعلیٰ حضرت مجدد ملت

(سیرت اعلیٰ حضرت و کرامات)

بریلوی پیر لالہ جی گولڑوی لکھتا ہے:۔

او صنم تیرے نہ آنے کی قسم کھاتا ہوں
اس دل بے تاب کو دن رات سمجھتا ہوں

(اسرار المشتاق)

مقصودی نکتہ: عبارات مذکورہ بالا سے واضح ہوا کہ احمد رضا خان بریلوی، احمد یار خان گجراتی اور پیر لالہ جی گولڑوی نے غیر اللہ کی قسم کھائی ہے، اب غیر اللہ کی قسم کھانے یا قسم بولنے کا حکم مفتی اعظم بریلویہ جانشینِ حکیم الامت بریلویہ مفتی اقتدار صاحب سے ملاحظہ فرمایئے۔

☆......مفتی اقتدار مفتی اعظم بریلویہ پاکستان لکھتا ہے:۔

"بجز اللہ تعالیٰ کے کسی اور شے کی قسم کھانا ممنوع ہے اور بفرمانِ نبوت غیر اللہ کی قسم بولنے والا کافر و مشرک ہو جاتا ہے۔"

(العطایا الاحمدفی فتاویٰ نعیمیہ ج3، ص493)

☆......جانشین حکیم امت بریلی جناب مفتی اقتدار احمد مفتی اعظم بریلویہ فرماتے تھا۔

سوال نمبر 8:۔حافظ مظہر الدین کا ایک شعر اس طرح ہے۔

ہے نام نسب عشق میں توہین محبت
سوگند مجھے عشق رسول عربی کی

ایک صاحب نے فرمایا یہ شعر خلاف شرع ہے کیا یہ اعتراض درست ہے یہ پوری نعت ان کے ایک مجموعے باب جبریل میں ہے۔

جواب:۔اس شعر کا دوسرا مصرعہ بالکل خلاف شریعت ہے لکھنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہے لفظ سوگند فارسی میں قسم کے معنی میں ہے اور احادیث پاک میں وارد ہے کہ بجز اللہ تعالی کے کسی کی قسم کا کہنا سخت ترین جرم ہے فقہائے کرام تو ایسی غیر اللہ کی قسم کو بحکم حدیث پاک شرک قرار دیتے ہیں۔دراصل مسلم قوم کی بدقسمتی انتہائی بدقسمتی ہے کے بے علم لوگوں نے نعتیں لکھنا شروع کر دی ہیں۔

(تنقیدات علی مطبوعات صفحہ 10,9)

تبصرہ:

مفتی اعظم کے فتوی کی رو سے درج ذیل دفعات لاگو ہوئے۔

(1) غیر اللہ کی قسم کھانے والا بحکم حدیث مشرک ہے تو خان صاحب بریلی، مفتی احمد یار گجراتی، پیر گولڑوی غیر اللہ کی قسم کھا کر بحکم حدیث مشرک ہوئے۔

(2) غیر اللہ کی قسم کھانے والے کو فقہا نے مشرک کہا تو خان صاحب بریلوی، مفتی احمد یار گجراتی، پیر گولڑوی غیر اللہ کی قسم کھا کر بحکم فقہا مشرک ٹھہرے۔

(3) بریلی قوم کی بدقسمتی یہ ہے کہ خان صاحب بریلوی، مفتی احمد یار گجراتی، پیر گولڑوی جیسے جاہلوں نے نعتیں لکھنی شروع کر دی۔

فتویٰ گستاخی وبے ادبی

تازیانہ نمبر4: خان صاحب بریلی آیت اموات غیر احیا سے مرزائیہ کے استدلال کا رد کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ برتقدیر اوّل قضیہ کا اتنا مفاد کہ کسی نہ کسی زمانے میں ان کو موت عارض ہو، یہ ضرور عیسٰی وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کے لئے ثابت، بیشک ایک وقت وہ آئے گا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پائیں گے اور روز قیامت ملائکہ کو بھی موت ہے، اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ موت ہو چکی، ورنہ "یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ" میں ملائکہ بھی داخل ہیں، لازم کہ وہ بھی مر چکے ہوں، اور یہ باطل ہے۔

تفسیر انوار التنزیل میں ہے: (اَمْوَاتٌ) حالاً اومالاً غیر احیاءٍ بالذَّاتِ لیتناول کُلَّ معبودٍ (مردے حال میں یا آئندہ غیر زندے بالذات تا کہ ہر معبود کو شامل ہوت)

(انوار التنزیل (تفسیر بیضاوی) آیہ ۱۶/۲۱ مصطفٰی البابی مصر، ۱/۲۷۰)

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے:

فالمراد مالا حیوۃ له سواء کان له حیوۃ ثم مات کعزیر او سیموت کعیسٰی والملئکة علیهم السلام اولیس من شانه الحیوۃ کالا صنام

یعنی ان اموات سے عام مراد ہے خواہ اس میں حیات کی قابلیت ہی نہ ہو جیسے بت، یا حیات تھی اور موت عارض ہوئی جیسے عزیر، یا آئندہ عارض ہونے والی ہے جیسے عیسٰی وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

(عنایۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی آیہ ۱۶/۲۱، دار صادر بیروت، ۵/۳۲۲)

(فتاوی رضویہ صفحہ 624 جلد 15)

احمد رضا خان سورہ کہف کی آیت: أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا کا ترجمہ یوں لکھتا ہے" تو کیا کافر سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی بنالیں گے ۔" نعیم الدین مراد آبادی اس کی تشریح فرماتے ہیں۔ بندوں سے مراد مثلِ عیسیٰ وحضرت عزیر وملائکہ۔ (خزائن العرفان ص440)

مقصودی نکات

خان صاحب بریلوی کے ترجمہ وتصریح اور صدر الافاضل کی تفسیر سے درج ذیل نکات واضح ہوئے۔

(1) آیت والذین یدعون من دون اللہ میں" من دون اللہ " سے مراد حضرت عزیر حضرت عیسیٰ وغیرہ انبیا کرام ہیں۔

(2) آیت مذکورہ میں من دون اللہ سے مراد حضرت عزیرؑ وحضرت عیسیٰؑ یعنی انبیا کرام علیہم السلام لینا صحیح ہے۔

(3) خان صاحب بریلی نے من دون اللہ سے مراد انبیا کرام علیہم السلام ہونے پر مفسرین کی تائیدات پیش کی ہیں۔

تبصرہ:

خان صاحب بریلوی اور صدر الافاضل نے آیت مذکورہ میں لفظ" من دون اللہ " سے مراد حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام لے کر ایک تو من دون اللہ چسپاں کیا انبیا کرام علیہم السلام پر اور دوسرا انبیا کرام علیہم السلام کو اموات غیر احیا کا مصداق قرار دیا اب یہ مسئلہ ہم مفیاہن بریلی کے آستانہ عالیہ پر پیش کرنے کی جسارت کرتے ہے کہ جناب حضرات مفتیان بریلی کیا فرماتے ہیں دریں مسئلہ کہ جو شخص من دون اللہ والی آیات حضرات انبیا کرام علیہم السلام پر

چسپاں کرے اور من دون اللہ سے مراد انبیا کرام علیہم السلام کی ستودہ صفات ہستیاں لے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

مفتیان بریلی کا فیصلہ:

بریلوی امام المناظرین اشرف العلما علامہ ابوالحسنات مفتی اعظم بریلویہ محمد اشرف سیالوی لکھتا ہے۔

یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ من دون اللہ اور ہیں اور نبی رسول اللہ اور ولی اللہ اور ہیں اور من اللہ الی اللہ اور ہیں دوری اور بعد کے موجب اصام اور حجاب اور محروی کے موجب اوثان پر اللہ تعالی کے تقرف اور وصل کو وسائل اور ذرائع کو قیاس کرنا سراسری محرومی اور بدنصیبی ہے بے دینی والحاد اور منصب نبوت ورسالت کی توہین وتحقیر ہے۔ (گلشن توحید رسالت صفحہ 163 جلد 2)

بریلی محقق مفتی شفیع اوکاڑوی لکھتا ہے اصل میں من دون اللہ کو نہ سمجھنا ہی ان کی بے ادبی اور بدنصیبی کا باعث ہوا ہے گویا من دون اللہ ان کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبے۔ ہمارا دعوی ہے کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں اور کفار ومشرکین بتوں کی عبادت کرتے ہیں ۔۔۔۔۔ ثابت ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں نبی ولی یا فرشتے نہیں ۔۔۔۔ الخ (تعارف علما دیوبند ص:114)

بریلوی مناظر اعظم کا فتوی

بریلوی مناظر اعظم عمر اچھروی حضرت عیسی علیہ السلام کو من دون اللہ قرار دینے والوں کو خطاب کر کے لکھتا ہے تم وہابیہ تو مرزائیوں سے بھی ترقی کر گئے۔ مرزائیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی من دون اللہ کو نبی اللہ بنا لیا تو وہ اسلام سے گئے، اور تم نے انبیا اللہ کو من دون اللہ سمجھ لیا تم ان سے بھی گئے گزرے بھائی تمہارا

عقیدہ اختیار کرتے ہیں اور انبیا علیہم السلام کو من دون اللہ کہتے ہیں تو پہلی خرابی یہ لازم آئیگی کہ انبیا علیہم السلام انکار دوسری یہ کہ انکار قرآن کریم ہو گا۔ جو لَا نُفَرِّقُ بین احدٍ من رسلہ سے ظاہر ہے یہ عقیدہ تمہیں ہی مبارک ہو اور باقی مسلمانوں کو خدا وند اس عقیدہ سے محفوظ رکھے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کو ان کا نبی اللہ ہونا ہی من دون اللہ ہونے سے بری کر رہا ہے۔ اور دوسرا ان کا جواب دینا سبحنك مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق ان کا من دون اللہ نہ ہونا مومن کی تسلی کر رہا ہے۔

(مقیاسِ حنفیت ص94)

تو ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھنے والا پہلا زبعری یہودی تھا۔ جو وہابیوں کا اس امر میں پیشوا ہے تو جو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھتے ہیں وہ یہودیوں میں شامل ہیں۔ (مقیاسِ حنفیت ص127)

اولیاء اللہ یا انبیاء اللہ کی شان میں من دون اللہ کا خطاب دینا اور ان کے مطیعین کو ان کے عابدین کہنا ایمان سے خارج ہونا ہے۔ (مقیاسِ حنفیت ص128)

من دون اللہ کا اطلاق تمام قرآن کریم میں اللہ تعالی نے کسی جگہ مومن پر نہیں کیا چہ جائیکہ معاذ اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اور ملائکہ اللہ پر کیا جائے کچھ خدا کا خوف کرو اور انبیاء اللہ اور ولی اللہ کو غیر اللہ نہ سمجھو ورنہ منکرین میں لکھے جاؤ گے۔

(مقیاسِ حنفیت ص132)

نبی اللہ تعالی من دون اللہ نہیں ہو سکتا اور من دون اللہ نبی اللہ نہیں کہلا سکتا۔ (مقیاس ص94)

مقصودی نکتہ:

مفتیانِ بریلویہ کی مذکورہ بالا عبارات کے مطابق انبیاء اور اولیاء کو من دون اللہ کا فرد سمجھنے والا گستاخ، وہابی، بے ایمان، یہودی ہے۔

تبصرہ:

مفتیانِ بریلوی کے اس فتویٰ کے مطابق خان صاحب بریلوی نعیم الدین مرادآبادی گستاخ، وہابی، بے ایمان، یہودی قرار پائے۔ اور بریلوی زبانِ افتاء میں وہابی کو مسلمان سمجھنے والا کافر تو خان صاحب بریلوی اور نعیم الدین مرادآبادی کو مسلمان سمجھنے والا کافر، بے دین ثابت ہوا

تحریفِ رضا نمبر ﴿1﴾

تازیانہ نمبر5: بریلوی شیر پنجاب جناب مولوی محمد عمر اچھروی لکھتا ہے کہ فقیر نے تمہارے سامنے قرآن مجید سے پانچ آیتیں نبی اکرم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر پیش کی ہیں۔ باقی رہا تمہارا اعتراض کہ شاہد کا معنی گواہ کے ہیں یہ کسی ان پڑھ کا ترجمہ ہے۔ شهد یشهد از باب سمع یسمع اس کے معنی حاضر ہونے کے ہیں۔ (مقیاس مناظرہ صفحہ 109)

مقصودی نکتہ:

شیر پنجاب کے نزدیک شاہد کا معنی گواہ کرنا غلط اور جہالت ہے۔

احمد رضا خان صاحب نے متعدد مقامات پر شاہد کا ترجمہ گواہ کیا ہے۔

سورہ یوسف آیت نمبر 26 کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ۔

ترجمہ: کہا اس نے مجھ کو لبھایا کہ میں اپنی حفاظت نہ کروں

اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی اگر ان کا کرتا آگے سے چرا ہے تو عورت سچی ہے اور انہوں نے غلط کہا اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔ (احقاف آیت نمبر 10)

ترجمہ: تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر وہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس پر گواہی دے چکا تو وہ ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا بیشک اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو۔ (کنزالایمان احمد رضا خان)

رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ

ترجمہ: اے رب ہمارے! ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے اتارا اور رسول کے تابع ہوئے تو ہمیں حق پر گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ (کنزالایمان)

وَإِذَا سَمِعُوْا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰى أَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ

ترجمہ: اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اس لیے کہ وہ حق کو

پہچان گئے، کہتے ہیں اے رب ہمارے! ہم ایمان لائے تو
ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے۔(کنزالایمان)

قَالُوا نُرِيدُ أَن نَّأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَن قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ (113:005)

ترجمہ: بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں اور ہم آنکھوں دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں۔(کنزالایمان)

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَن يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنفُسِهِم بِالْكُفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ

ترجمہ: مشرکوں کو نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں خود اپنے کفر کی گواہی دے کر ان کا تو سب کیا دھرا اکارت ہے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔(کنزالایمان)

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ

ترجمہ: تو کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اور اس پر اللہ کی طرف سے گواہ آئے۔(کنزالایمان)

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَكَفَرْتُم بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔

ترجمہ: تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر وہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس پر

گواہی دے چکا تو وہ ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا بیشک اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو۔ (کنز الایمان)

مقصودی نکتہ:

مناظر اعظم جناب عمر اچھروی کے نزدیک شاہد کا معنی گواہ کرنا قرآن کا معنی بدلنا اور جہالت ہے اور قرآن پاک کا معنی غلط کرنے والے کا حکم زبان اعلیٰ حضرت نے ملاحظہ فرمائیں بریلوی اعلیٰ حضرت مفتیان زبان میں رقمطراز ہے۔ مسیح سے مثیل مسیح لینا تحریف نصوص ہے کہ عادت یہود ہے بے دینی کی بڑی ڈھال یہی ہے کہ نصوص کے معنی بدل دیں۔ (فتاویٰ رضویہ ص215 ج15)

تبصرہ:

خان صاحب بریلوی بتصریح اچھروی شاہد کا معنی غلط کر کے محرف قرآن قرار پائے اور باقرار خود بڑے بے دین اور عادت یہود کے مرتکب ہوئے۔

تحریفِ رضا نمبر ﴿2﴾

تازیانہ نمبر 6: بریلوی علامہ مولوی عبدالمجید سعیدی لکھتا ہے انما کلمہ حصر ہے جس کا ترجمہ بیشک کرنا درست نہیں قبیح جہالت ہے۔

(علم النبی پر اعتراضات کا قلع قمع ص70)

کیونکہ عربی کے ابتدائی طلباء بھی بخوبی جانتے ہیں کہ انما کلمہ حصر ہے۔

(علم النبی)

تحریف قرآن کا حکم:

سعیدی مذکور لکھتا ہے محرف قرآن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ من فسر القرآن برایہ فقد کفر جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی

وہ پکا کافر ہے۔ (علم النبی ص 23)

نوٹ: سعیدی کی کتاب مذکور کی تصدیق بریلوی شیخ القرآن جناب محمد منظور احمد فیضی نے کی ہے۔ اس لیے فیضی صاحب کی اس فتویٰ پر تصدیق موجود ہے۔

فتویٰ سعیدی و فیضی کا ہدف:

بریلوی اعلیٰ حضرت نے انما کا ترجمہ بے شک سے کیا ہے۔

انما عند اللہ ھو خیر لکم

ترجمہ: بے شک وہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس تمہارے لیے بہتر ہے۔ (کنز الایمان

تبصرہ:

علامہ سعیدی اور فیضی کی تحقیق کے مطابق انما کا ترجمہ بیشک سے کرنا غلط ترجمہ ہے اور تحریف ہے اور مرتکب تحریف کا کافر ہے جبکہ خان صاحب نے انما کا ترجمہ بیشک سے کر کے محرف قرآن اور کافر قرار پائے۔

تحریفِ رضا نمبر ﴿3﴾

تازیانہ نمبر 7: بریلوی محقق غلام رسول سعیدی لکھتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول اور نبی بھیجا تو جب بھی اس نے اپنی امت کی وسعت کی) تمنا کی تو شیطان نے لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈال کر) اس کی تمنا پوری

ہونے میں رخنہ ڈال دیا، سو اللہ شیطان کے ڈالے ہوئے (شبہات) کو زائل کردیتا ہے، پھر اللہ اپنی آیت کو پختہ کردیتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا بہت حکمت والا ہے۔۔۔

تفسیر: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول اور نبی بھیجا تو جب بھی اس نے (اپنی امت کی وسعت کی) تمنا کی تو شیطان نے (لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈال کر) اس کی تمنا (پوری ہونے) میں رخنہ ڈال دیا، سو اللہ شیطان کے ڈالے ہوئے (شبہات) کو زائل کردیتا ہے پھر اللہ اپنی آیات کو پختہ کردیتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا، بہت حکم والا ہے۔ (الحج: ۵۲)

الحج: ۵۲ کے چند مشہور تراجم

شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی متوفی 691ھ لکھتے ہیں:

ونفرستادیم پیش از تو ہیچ رسولے ونہ خبر دہندہ از خدا مگر چوں تلاوت کرد بیفگند شیطان در تلاوت او آنچہ خواست پس اجل گرداند خدائے آنچہ درافگندہ باشد شیطان پس ثابت کند خدائے آیت ہائے خودرا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی 1176ھ لکھتے ہیں:

ونہ فرستادیم پیش از تو ہیچ فرستادہ ونہ ہیچ صاحب وحی الا چوں آرزوئے بخاطر بست بافگند شیطان چیزے در آرزوئے وے پس دورے کند خدا آنچہ شیطان انداختہ است باز محکم مے کند خدا آیات خودرا۔

شاہ رفیع الدین متوفی 1233ھ لکھتے ہیں:

اور نہیں بھیجا ہم نے پہلے تجھ سے کوئی رسول اور نہ نبی مگر جس
وقت آرزو کرتا تھا ڈال دیتا تھا شیطان بیچ آرزو اس کے کے،
پس موقوف کر دیتا ہے اللہ، جو ڈالتا ہے شیطان پھر محکم کرتا ہے
اللہ نشانیوں اپنی کو۔

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی متوفی 1230ھ لکھتے ہیں:

اور جو رسول بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے یا نبی سو جب خیال
باندھنے (لگا) شیطان نے ملا دیا اس کے خیال میں، پھر اللہ
مٹاتا ہے شیطان کا ملایا پھر پکی کرتا ہے اپنی باتیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی متوفی 1340ھ لکھتے ہیں:

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر کبھی یہ واقعہ
گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے
پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا تو مٹا دیتا ہے اللہ
تعالیٰ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی آیتیں پکی
کر دیتا ہے۔

حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی متوفی 1961ھ لکھتے ہیں:

اور نہیں بھیجا ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ نبی مگر یہ کہ جب
پڑھا تو شیطان نے اپنی طرف سے اپنوں کے لئے بڑھا دیا ان
کی پڑھنے میں تو میٹ دیتا ہے اللہ جو شیطان کا القاء ہے پھر
مضبوط فرما دیتا ہے اللہ اپنی آیتوں کو۔

حضرت سید احمد اسعید کاظمی متوفی 1406ھ لکھتے ہیں:

اور ہم نے (غیب کی خبریں دینے والا اپنا محبوب) کوئی رسول

اور نبی آپ سے پہلے نہیں بھیجا مگر اس نے تلاوت کی تو شیطان
نے اس کی تلاوت کے دوران (لوگوں پر اپنی طرف سے)
ڈال دیا تو اللہ مٹا دیتا ہے شیطان کے ڈالے ہوئے کو اور پھر اپنی
آیتیں خوب پکی کر دیتا ہے۔

شاہ ولی اللہ، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر نے اس آیت میں تمنی کا معنی آرزو کیا ہے۔ شیخ تھانوی اور سید مودودی نے بھی یہی معنی کیا ہے اور باقی مترجمین نے تمنی کا معنی پڑھایا تلاوت کیا، کیا ہے اور مؤخر الذکر معنی ایک روایت پر مبنی ہے جو شدید ترین ضعیف ہے اور بعض نے اس کو موضوع کہا ہے اور تمام محققین علماء، مفسرین اور محدثین نے تمنی کا معنی آرزو کی، کیا ہے۔ پہلے ہم اس شدید ضعیف روایت کا ذکر کریں گے جس کو اس آیت کے شان نزول میں بیان کیا جاتا ہے پھر اس روایت کا شدید ضعف بیان کریں گے پھر اس سلسلہ میں مفسرین اور محدثین کی نقول اور تصریحات پیش کریں گے۔

فنقول و باللہ التوفیق و بہ الاستعانۃ یلیق

الحج: ۵۲ کا شان نزول

حضرت عبداللہ بن مسعود (رض) کی روایت میں ذکر ہے کہ جب حضور (ﷺ) نے سورۃ النجم پڑھی تو آپ نے سجدہ کیا اور سب مسلمانوں اور مشرکوں نے بھی سجدہ کیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 1071)

مشرکوں نے جو سجدہ کیا اس کی صحیح وجہ یہ ہے کہ آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

افرایتم اللات والعزی۔ ومنوۃ الثالثۃ الاخری۔

(النجم: 19-20)

کیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ کو اور اس تیسری مناۃ کو۔

تو مشرکین اس بات سے خوش ہوئے کہ قرآن کریم میں ان کے بتوں کا ذکر آ گیا اور انہوں نے بھی سجدہ کرلیا۔ اس سلسلہ میں مسند بزار اور تفسیر ابن مردویہ میں ایک شدید ضعیف روایت ذکر کی گئی ہے جس میں ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جب ومنوۃ الثالثۃ الاخری کی تلاوت کی تو شیطان نے آپ کی تلاوت میں خود یہ الفاظ ملا دیئے یا آپ کی زبان سے جاری کرا دیئے:

تلک الغرانیق اعلی فان شفاعتھن ترتجی۔

یہ مرغان بلند بانگ ان کی شفاعت کی مقبولیت متوقع ہے۔

یہ سن کر مشرکین خوش ہوئے اور سجدہ کرلیا۔ بعد میں جبریئل نے آ کر عرض کیا آپ نے وہ چیز تلاوت کی جس کو میں لے کر آیا نہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل کیا اور آپ کے استفسار پر بتلایا کہ آپ نے یہ کلمات پڑھے ہیں۔ آپ رنجیدہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لئے یہ آیات نازل فرمائیں:

وما ارسلنا من قبلک من رسول والا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ مایلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایتہٗ (الحج: ۵۲)

اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر (اس کے ساتھ یہ واقعہ گزرا ہے) جب اس نے آیات کی تلاوت کی تو شیطان نے اس کی تلاوت میں اپنی طرف سے کچھ ملا دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے شیطان کے ملائے کو منسوخ کر دیا اور اپنی آیات کو محکم کر دیا۔

یہ روایت اپنی تمام اسانید کے ساتھ سنداً باطل اور عقلاً مردود ہے، کیونکہ نہ یہ ممکن ہے کہ شیطان آپ کی زبان سے کلام کرے اور نہ یہ کہ اپنی آواز کو آپ کی آواز کے مشابہ کر سکے اور سننے والے اس کی آواز آپ کی آواز قرار دیں، اگر بالفرض یہ ممکن ہو تو تمام شریعت سے اعتماد اٹھ جائے گا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ہم تک صحابہ کی روایت سے جو احکام پہنچے ہیں وہ آپ کا فرمان نہ ہوں بلکہ شیطان کا کہا ہوا ہو۔ نیز حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ شیطان خواب میں آ کر حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مثل نہیں بن سکتا تو جب شیطان آپ کی صورت کے مماثل نہیں ہوسکتا تو آواز کے مماثل کیسے ہوسکتا ہے اور جب وہ سونے والے پر اشتباہ نہیں ڈال سکتا حالانکہ وہ اس حال میں مکلف نہیں ہوتا تو بیدار پر کیسے اشتباہ ڈال سکتا ہے جبکہ وہ مکلف ہوتا ہے۔ امام ابومنصور ماتریدی، امام بیہقی، امام رازی، قاضی بیضاوی، علامہ نووی، علامہ کرمانی، علامہ بدر الدین عینی، علامہ قسطلانی اور علامہ آلوسی اور دیگر تمام محققین نے ان روایات کو رد کر دیا ہے۔ اہل علم میں سوا علامہ عسقلانی اور علامہ کورانی کے کسی نے ان روایات پر اعتماد نہیں کیا۔ سورۃ حج کی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ آلوسی نے فرمایا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب اپنی تبلیغ کے پیش نظر امت میں وسعت کی تمنا کرتے تو شیطان مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کے لئے ان کے دلوں میں اسلام کے خلاف شکوک ڈال دیتا۔ مثلاً شجرۃ الزقوم کے بارے میں کہتا جہنم میں درخت کا کیا معنی؟ درخت تو لکڑی کا ہوتا ہے اور آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے پھر جہنم میں درخت کیسے ہوسکتا ہے۔ قرآن میں مکھی کا ذکر آیا تو کہا اتنا بڑا خدا ہے اور اتنی حقیر چیز کی مثال دیتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم (الانبیاء:98)

تم اور اللہ کے سوا تمہارے معبود سب جہنم کا ایندھن ہیں۔

تو کہا عیسیٰ اور عزیز علیہما السلام کی بھی عبادت کی گی ہے اگر وہ بھی جہنم میں گئے تو ہمارے بت بھی چلے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔قرآن کریم میں ہے:

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ (الانعام:۱۲۱)

جس پر خدا کا نام نہ لیا جائے، اسے مت کھاؤ۔

تو کہا کمال ہے خدا کا مارا ہوا حرام ہو اور تمہارا مارا ہوا حلال ہو جائے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے ان تمام شبہات کو زائل کر کے اپنے دین اور اپنی آیات کو محکم فرما دیا۔اس تفسیر کی بنیاد اس بات پر ہے کہ تمنیٰ کا معنیٰ "پڑھا" نہیں بلکہ "آرزو کی" ہے اور اب آیت کا ترجمہ یوں ہوگا: "ہم نے آپ سے پہلے کسی رسول اور نبی کو نہیں بھیجا مگر جب بھی اس نے (اپنی امت کی وسعت کی) تمنا کی تو شیطان نے اس کی تمنا میں (لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کر کے) خلل ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ شیطان کے وسوسہ کو مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات کو محکم کر دیتا ہے۔"

(روح المعانی ج:۱۷ص 257)

روایت تلک الغرانیق کا متن:

امام بزار بیان کرتے ہیں:

امام بزار اپنی سند میں یوسف بن حماد، امیہ بن خالد، شعبہ، ابو بشر، سعید بن جبیر کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مکہ میں تھے، آپ نے سورۃ النجم پڑھی جب اس آیت پر پہنچے "افرایتم اللات و العزی ومنوۃ الثالثۃ الاخری۔" تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے "تلك الغرانيق العلى الشفاعة منهم ترتجى" "یہ مرغان بلند بانگ، ان کی شفاعت متوقع ہے۔" حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ مشرکین یہ سن کر خوش ہوئے

اور رسول اللہ (ﷺ) رنجیدہ ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:
(ترجمہ) ہم نے آپ سے پہلے جب بھی کوئی نبی یا رسول بھیجا تو اس کے ساتھ یہ ہوا ہے کہ جب اس نے تلاوت کی تو شیطان اس کی تلاوت میں کچھ القاء کر دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کے القاء کو مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات پختہ کر دیتا ہے۔

اس روایت کو بیان کرنے کے بعد امام بزار لکھتے ہیں۔

کہ ہمارے علم میں اس سند کے سوا اس حدیث کی اور کوئی ایسی سند متصل نہیں ہے جس کا ذکر کرنا جائزہ۔ امید بن خالد مشہور ثقہ ہے، یہ حدیث کلبی از ابو صالح از ابن عباس کی سند کے ساتھ معروف ہے۔ (کشف الاستار ج ۲ ص ۷۲)

علامہ الہیثمی اس روایت کو امام طبرانی اور امام بزار کے حوالے سے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

امام طبرانی نے فرمایا: میں اس حدیث کو صرف حضرت ابن عباس کی روایت سے جانتا ہوں۔

سورۃ حج کی تفسیر میں اس سے طویل حدیث گزر چکی ہے لیکن وہ ضعیف الاسناد ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۱۵، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۲ھ)

علامہ الہیثمی نے امام طبرانی کی اس دوسری روایت کو عروہ بن الزبیر سے روایت کیا ہے اور یہ روایت مرسل ہے کیونکہ عروہ بن الزبیر تابعی ہیں، انہوں نے زمانہ رسالت کو نہیں پایا تھا۔ اس کا ذکر مجمع الزوائد ج ۷ ص 71-72 میں ہے اور ہم نے اس کو تفصیل کے ساتھ شرح صحیح مسلم ج ۲ ص 157-158 میں بیان کیا ہے۔

روایت تلک الغرانیق کی فنی حیثیت پر بحث ونظر:

حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ ان روایات کی تمام اسانید ہر چند کہ ضعف، انقطاع اور ارسال سے خالی نہیں لیکن چونکہ یہ روایت متعدد اسانید سے

منقول ہے، اس لئے اس کی کثرت اسانید سے پتا چلتا ہے کہ ان کی کوئی نہ کوئی اصل ہے۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۴۳۹، طبع لاہور)

علم حدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانی کا مقام بہت بلند ہے اور ہم ان کی عظمتوں کی گرد راہ کو بھی نہیں پا سکتے لیکن اس کے باوجود معذرت کے ساتھ یہ کہنے کی جسارت کرتے ہیں کہ حافظ ابن عسقلانی نے انقطاع کی صراحت کے ساتھ یہ حدیث بزار اور ابن مردویہ کی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے پھر کلبی، سدی، نحاس، ابن اسحاق، طبری، ابن ابی حاتم اور ابن منذر کی اسانید کے ساتھ بھی حضرت ابن عباس سے اس روایت کا ذکر کیا ہے اور یہ تصریح بھی کی ہے کہ یہ اسانید ضعف ہے، ان کے علاوہ کسی اور صحابی سے یہ روایت مروی نہیں ہے۔ اگر بالفرض یہ روایت صحیح ہوتی تو یہ واقعہ ان عجیب وغریب امور پر مبنی ہونے کی وجہ سے بکثرت صحابہ سے مروی ہوتا یہ۔ جبکہ اس روایت کے مطابق اس وقت بکثرت صحابہ موجود تھے پھر صرف حضرت ابن عباس ہی اس کو کیوں روایت کرتے ہیں؟ دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے اور ہجرت کے وقت حضرت ابن عباس کی عمر صرف تین سال تھی تو کیا ایک یا دو سال کی عمر میں حضرت ابن عباس نے اس واقعہ کا مشاہدہ کیا تھا؟ اس روایت کو وضع کر کے حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کرنے والوں نے اس وقت ابن عباس کی عمر پر بھی غور نہیں کیا۔ تیسری گزارش یہ ہے کہ اس روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان سے شیطان نے یہ کلمات (تلك الغرانیق اعلی) کہلوا لیے تو حضرت جبریل (علیہ السلام) نے آ کر کہا آپ نے وہ بات کہی جس کو میں لے کر نہیں آیا اور نہ اللہ تعالیٰ نے نازل کی اس پر آپ رنجیدہ ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے حزن وملال کو زائل کرنے کے لئے سورۃ حج کی یہ آیت نازل فرمائی (وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی)

اور سورۃ حج مدنی ہے اور سورۃ نجم سن کر مشرکوں کے سجدے کا واقعہ ہجرت سے کئی سال پہلے کا ہے تو گویا آپ کو جو اس واقعہ سے رنج وملال ہوا اس کو زائل کرنے کے لئے کئی سال بعد سورۃ حج کی یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ بات منطق کے بھی خلاف ہے اور اس من گھڑت روایت کے بھی خلاف ہے کیونکہ اس میں یہ ہے کہ آپ رنجیدہ ہوئے تو حضرت جبریل (علیہ السلام) یہ آیت لے کر آئے۔ چوتھی گزارش یہ ہے کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن مجید کو پہنچانے میں رسول اللہ (ﷺ) سے عمداً خطأً نسیاناً سہواً کسی طرح غلطی نہیں ہوسکتی پھر یہ ہے کہ نبی (ﷺ) سے العیاذ باللہ! کفریہ کلمات صادر ہو گئے۔ پانچویں گزارش یہ ہے کہ نبی (ﷺ) پر شیطان کا جبر کرنا کسی مسلمان کے نزدیک متصور نہیں ہے پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ شیطان نے یہ کلمات آپ سے کہلوا لیے ہوں۔ ہم اس روایت سے زار بار اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

روایت تلک الغرانیق کے بارے میں محدثین کی آراء:

حافظ بدرالدین عینی متوفی 855ھ اس بحث میں حافظ ابن حجر عسقلانی پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض اور ابن عربی نے اس روایت کو رد کیا ہے اور یہی چیز نبی (ﷺ) کی جلالت قدر اور عظمت شان کے لائق ہے۔ کیونکہ ان کلمات کفریہ کے جاری ہونے سے آپ کی زبان کی عصمت، نزاہت اور برائت دلائل کثیرہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ آپ اس چیز سے بری ہیں کہ آپ کے قلب یا زبان پر اس قسم کی کوئی چیز جاری ہو یا شیطان کا آپ پر تسلط ہو یا آپ اللہ تعالیٰ کی طرف غلط بات کی عمداً یا سہواً نسبت کریں۔ یہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے محال ہے اور اگر بالفرض ایسا ہوتا تو بہت سے مسلمان مرتد ہو جاتے اور یہ منقول نہیں ہے۔ نیز اگر ایسا ہوتا تو صحابہ سے یہ امر مخفی نہیں رہتا۔ (عمدۃ القاری جز ۱۹ ص ٦٦)

قاضی عیاض اس بحث میں لکھتے ہیں اس روایت کو مصنفین کتب صحاح میں

سے کسی نے نقل نہیں کیا نہ یہ کسی سند صحیح اور متصل سے مروی ہے۔ اس روایت کو بعض ان مفسرین اور مؤرخین نے ذکر کیا ہے جو عجیب و غریب باتوں کو جمع کرنے کے شوق میں ہر قسم کی رطب و یابس اور غلط سلط باتیں بیان کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد قاضی عیاض نے اس روایت کے راویوں کی فنی میں ہر قسم کی رطب و یابس اور غلط سلط سے یہ ثابت کیا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان پر شیطان کا تسلط محال ہے اور یہ ممکن نہیں کہ قرآن مجید کو پہنچاتے ہوئے آپ کی زبان سے وہ بات نکلے جو اللہ تعالیٰ نے نہ فرمائی ہو۔ پھر قاضی عیاض فرماتے ہیں اگر ایسا ہوا ہوتا تو مشرکین مسلمانوں کا مذاق اڑاتے۔ منافقین، نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت میں طعنہ زنی کرتے اور العیاذ باللہ کئی ضعیف القلب مسلمان مرتد ہو جاتے۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ شیطان نے القاء ضرور کیا ہے لیکن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نہیں بلکہ ان بعض غافل محدثین پر القاء کیا ہے جنہوں نے ضعیف مسلمانوں کے دین میں خلل ڈالنے کے لئے شیطان سے یہ روایت سنی اور (حضرت عبداللہ ابن بن عباس کی طرف منسوب کرتے ہوئے) مختلف اسانید سے پھیلا دی۔ (الشفا محصلہ ج ۲ ص 106-110 طبع ملتان)

علامہ کرمانی لکھتے ہیں کہ تلک الغرانیق العلی والی روایت باطل ہے۔ عقلاً صحیح ہے نہ نقلاً کیونکہ مشرکین کے خداؤں کی تعریف کرنا کفر ہے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف اس کی نسبت کرنا صحیح نہیں نہ یہ صحیح ہے کہ آپ نے یہ کہا، العیاذ باللہ آپ اس سے بری ہیں۔ سورۃ نجم کی تفسیر میں بھی علامہ کرمانی نے اس کا رد کیا ہے۔

(شرح الکرمانی ج ٦ ص 153، ج ٨ ص 116)

ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ بعض مفسرین نے اس روایت کو نقل کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ یہ جو روایت میں ہے کہ مشرکین نے اس لئے سجدہ کیا تھا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے باطل خداؤں کی تعریف کی تھی، یہ باطل قول ہے

اور زندیقوں کا گھڑا ہوا ہے۔ (مرقات ج ۳ ص ۲۲ طبع ملتان)

شیخ عبدالحق محدث دہلی کہتے ہیں کہ یہ عقلاً اور نقلاً وجوہ کثیرہ سے باطل ہے اور یہ روایت موضوع ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۲۲ لکھنو)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ تمنی کا معنی "پڑھا" کرنا صحیح بخاری کی اس حدیث پر مبنی ہے:

وقال ابن عباس فی امنیته اذا حدث القی الشیطان
فی حدیثه فیبطل الله مایلقی الشیطان ویحکم آیاته و
یقال امنیته قراته (صحیح البخاری ج ۲ ص 693 کراچی)

حضرت ابن عباس نے امنیتہ کی تفسیر میں کہا جب آپ بات کرتے تو شیطان آپ کی بات میں کچھ ڈال دیتا پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے کو باطل کر دیتا اور اپنی آیات کو پختہ کر دیتا۔ امنیتہ کا معنی ہے اس کا پڑھنا۔

یہ امام بخاری کی (سند کے ساتھ) روایت نہیں ہے۔ انہوں نے بغیر سند کے حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کر کے اس کو تعلیقاً ذکر کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصریح کے مطابق امام بخاری کی تعلیقات میں شدید ترین ضعیف احادیث بھی ہیں۔

حافظ بدرالدین عینی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

اس قسم کے واقعہ سے نبی (ﷺ) کی عصمت اور نزاہت پر دلیل قائم ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے آپ اس سے بری ہیں کہ آپ کے دل یا زبان پر ایسی کوئی چیز بھی جاری ہو، عمداً نہ سہواً یا شیطان کسی طرح سے آپ پر کوئی سبیل نکال سکے، یا آپ اللہ کی طرف کوئی غلط بات منسوب کریں، عمداً نہ سہواً عقل کے نزدیک بھی یہ واقعہ محال ہے اگر یہ واقعہ ہوتا تو بکثرت مسلمان مرتد ہو جاتے اور یہ منقول نہیں ہے

اور آپ کے پاس جو مسلمان تھے، ان سے یہ واقعہ مخفی نہ رہتا۔

(عمدۃ القاری جز ۱۹ ص ٦٦، 1328ھ)

روایت تلک الغرانیق کے بارے میں مفسرین کی آراء:

قاضی ابوبکر بن العربی نے دس وجوہ سے اس روایت کو باطل کیا ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب نبی کے پاس فرشتہ کو وحی دے کر بھیجتا ہے تو اس میں ایک علم پیدا کرتا ہے جس سے وہ جان لیتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے ورنہ نبی کو کیسے یقین ہوگا کہ یہ اللہ کی وحی ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ شیطان آکر کچھ کلمات پڑھے اور آپ کو پتا نہ چلے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کفر و شرک سے معصوم رکھا ہے اور جو شخص ایک آن کے لئے بھی آپ پر کفر کو جائز رکھے وہ خود اسلام سے خارج ہو جائے گا اور ظاہر ہے کہ بتوں کی تعریف کرنا اور ان کو شفاعت کرنے والا کہنا کفر ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ کہ ہم امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تلچھٹ ہیں ہم بھی ان کلمات کا کفریہ ہونا جانتے ہیں تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) جن کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی معرفت کرائی ہے، کب ان کلمات کے کفر سے غافل ہو سکتے ہیں۔ علامہ ابن العربی نے اسی طرح باقی وجوہات بیان کیں اور آخر میں فرمایا کہ یہ تمام روایات باطل ہیں ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (احکام القرآن ج ۳ ص 1303-1300، بیروت)

علامہ نسفی اس روایت پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس روایت کے مطابق اگر آپ نے یہ کلمات عمداً کہے تو یہ باطل ہے کیونکہ یہ کفر ہے اور اگر شیطان نے بزور آپ کی زبان سے یہ کلمات جاری کرائے تو یہ بھی محال ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان عبادی لیس لک علیھم سلطن (الاسراء: ٦٥)

(اے شیطان) تجھے میرے خاص بندوں پر تسلط نہیں ہو سکتا۔

تو حضور پر بطریق اولیٰ تسلط نہیں ہوگا، یا سہواً اور غفلت کی وجہ سے یہ کلمات

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زبان سے نکل گئے۔ یہ بھی باطل ہے کیونکہ وحی پہنچاتے ہوئے اس قسم کی غفلت آپ پر جائز نہیں ہے ورنہ شریعت سے بالکلیہ اعتماد اٹھ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه (حٰم السجدہ:٤٢)

(قرآن میں)

باطل نہ سامنے سے آ سکتا ہے نہ پیچھے سے۔

یعنی غیر قرآن، قرآن میں شامل نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ (الحجر:٩)

ہم نے قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

(مدارک التنزیل علی ہامش الخازن ج ٣ ص 313 پشاور)

امام فخر الدین محمد عمر رازی متوفی 606ھ لکھتے ہیں کہ یہ روایت قرآن، سنت اور عقلی دلائل سے باطل ہے پھر انہوں نے اس کے بطلان پر قرآن مجید کی سات آیات پیش کی ہیں اور سنت سے اس کے بطلان پر دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے اس قصہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ روایت زندیقوں نے گھڑی ہے اور اس پر انہوں نے ایک کتاب تصنیف کی اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے فرمایا یہ قصہ از روئے روایت ثابت نہیں ہے اور انہوں نے اس روایت کے تمام راویوں پر کلام کیا اور یہ واضح کیا کہ اس کے تمام راوی مطعون ہیں۔ نیز صحیح بخاری میں ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سورۃ النجم پڑھی جس کو سن کر تمام مسلمانوں، مشرکوں اور جن و انس نے سجدہ کیا اور اس میں غرانیق کا قصہ نہیں ہے۔ اس کے بعد امام رازی نے اس روایت کے بطلان پر پانچ عقلی دلیلیں قائم کی ہیں۔ پانچویں دلیل یہ ہے کہ اگر یہ جائز ہو کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قرآن پہنچانے میں

شیطان آپ کی زبان سے وہ کلمات کہلوا دے جو قرآن نہیں ہیں تو شریعت سے بھروسہ اور اعتماد اٹھ جائے گا اور ہر آیت میں یہ احتمال ہوگا کہ شاید یہ غیر قرآن ہو اور یہ بداہتہً باطل ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۸ ص 237-238 مطبوعہ بیروت، 1415ھ)

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے:

وان کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینآ الیك لتفتری علینا غیرہ. واذا لاتخذوك خلیلاً۔ ولولا ان ثبتنك لقد کدت ترکن الیھم شیئاً قلیلاً۔ (الاسراء:73-74)

وہ آپ کو ہماری وحی سے لغزش دینے کے قریب تھے تا کہ آپ ہم پر کوئی بات گھڑ دیں اور اس وقت وہ ضرور آپ کو اپنا دوست بنا لیتے اور اگر ہم آپ کو مضبوط نہ رکھتے تو آپ ان کی طرف تھوڑا سا مائل ہو جاتے۔

ان آیتوں کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اللہ پر افتراء باندھنے سے محفوظ اور معصوم رکھا اور اس روایت میں ہے کہ آپ نے اللہ پر افتراء باندھا اور وہ بات کہی جو اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی۔ نیز یہ ہے کہ آپ نے کہا "میں نے شیطان کی اطاعت کی اور اس کا کلام کہا" لہٰذا یہ روایت صراحتاً ان آیتوں کے خلاف ہے اور ان کی ضد ہے۔ پس یہ روایت اگر سند صحیح سے بھی وارد ہوتی تو مردود قرار دی جاتی اور جب فی الواقع اس کی سند صحیح نہیں ہے تو یہ کیونکر نہ مردود ہوگی۔ نیز علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ ہم اس روایت سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں، اس کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن جز ۱۲ ص 75-76، دار الفکر بیروت)

علامہ ابوحیان اندلسی لکھتے ہیں کہ ابن عطیہ، زمخشری اور بعض دوسرے مفسرین نے اس جگہ ایسی چیزیں لکھی ہیں جن کا وقوع عام مسلمانوں سے بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ ان کی نسبت نبی معصوم (ﷺ) کی جائے، جامع السیرۃ النبویہ

امام محمد بن اسحاق سے اس قصہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کو زندیقوں نے گھڑ لیا ہے اور اس پر انہوں نے ایک مستقل کتاب لکھی اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے فرمایا کہ از روئے روایت یہ قصہ صحیح نہیں ہے اور اس کے تمام راوی مطعون ہیں اور صحاح اور حدیث کی دیگر معتبر کتب میں یہ قصہ نہیں ہے اور اس قصہ کو پھینک دینا واجب ہے اس لئے میں نے اپنی کتاب کو اس قصہ کے ذکر سے پاک رکھا ہے۔ جن لوگوں نے اس قصہ کو نقل کیا ہے ان پر تعجب ہے کہ ایک طرف تو وہ قرآن مجید میں یہ آیات تلاوت کرتے ہیں:

والنجم اذا ھوی. ماض صاحبکم وما غوی. وما ینطق عن الھوی. ان ھو الا وحی یوحی۔ (النجم: 1-4)

قسم ہے روشن ستارے کی جب وہ زمین پر اترا تمہارا آقا نہ کبھی گمراہ ہوئے اور نہ بے راہ چلے اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے۔ ان کا فرمانا صرف وحی سے ہوتا ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

اور یہ آیت پڑھتے ہیں:

قل مایکون لی ان ابدله من تلقآی نفسی ان اتبع الا مایوحی الی (یونس: ۱۵)

مجھے حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے قرآن کو بدل دوں، میں صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔ اور ان آیات کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے یہ بھی منسوب کرتے ہیں کہ آپ نے قرآن مجید پہنچاتے ہوئے اس میں کچھ اور کلمات ملا دیئے۔

(البحر المحیط ج ۷ ص 526، دار الفکر، بیروت 1412ھ)

علامہ آلوسی نے ص 264 سے لے کر ص 276 تک اس موضوع پر طویل بحث کی ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور شیخ ابراہیم کورانی نے اس روایت کی جس قدر تاویلات بیان کی ہیں سب کا چن چن کر رد کیا ہے۔ اس بحث میں انہوں نے فقص الاتقیاء سے شیخ ابو منصور ماتریدی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ شیطان نے اپنے زندیق اور بے دین چیلوں کے دلوں میں تلک الغرانیق کا وسوسہ ڈالا ہے تا کہ وہ ضعیف مسلمانوں کو دین کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا کریں حالانکہ بارگاہ رسالت پناہ اس قسم کی خرافات سے بری ہے۔

(روح المعانی ج 17 ص 264-276، دار الفکر بیروت، 1417ھ)

شیخ ابو منصور ماتریدی کی طرف قاضی عیاض نے بھی یہی لکھا ہے اور اس کی تائید میں حضرت ملا علی قاری نے یہ آیت پیش کی:

و کذلك جعلنا لكل نبی عدواً شیطین الانس والجن
یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غروراً ولو شآء
ربك مافعلوه فذرهم ومایفترون۔ (الانعام:112)

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کا شیطان انس اور جن کو دشمن بنا دیا، یہ ایک دوسرے کو ملمع کی ہوئی جھوٹی بات (لوگوں کو) بہکانے کے لئے پہنچاتے ہیں اور اگر آپ کا رب چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرتے پس آپ انہیں اور ان کے بہتان کو چھوڑ دیں۔

اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ (رض) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسی حدیثیں بیان کریں گے جن کو تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے۔ تم ان سے دور رہو وہ تم سے دور رہیں تا کہ وہ تمہیں گمراہ کر سکیں نہ فتنہ میں ڈال سکیں۔ نیز آپ نے فرمایا: آخر زمانہ میں دجال اور

کذاب ہوں گے وہ تم کو ایسی حدیثیں سنائیں گے جو تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے تم ان سے دور رہو وہ تم سے دور رہیں تا کہ وہ تم کو گمراہ کر سکیں نہ فتنہ میں ڈال سکیں۔ (شرح الشفاء ج ۲، ص92)

ان کے علاوہ دیگر مفسرین نے الحج:52 کی تفسیر میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

تنویر المقباس، جامع البیان، کشاف، مدارک روح البیان جلالین درمنثور جمل تفسیر مظہری اور تفاسیر شیعہ میں سے تبیان مجمع البیان اور قمی میں ان روایات پر اعتماد کیا گیا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی (ﷺ) جب سورۃ والنجم کی آیات تلاوت کر رہے تھے تو شیطان نے آپ کی زبان سے یہ کلمات کہلوا دیئے۔ تلك الغرانیق العلی ان شفاعتھن ترتجی اور سورۃ کر رہے تھے تو شیطان نے آپ کی زبان سے یہ کلمات کہلوا دیئے۔ تلك الغرانیق العلی ان شفاعتھن ترتجی اور سورۃ الحج:52 کا یہ معنی کیا ہے ہم نے آپ سے پہلے جب بھی کسی رسول اور نبی کو بھیجا تو جب اس نے تلاوت کی تو شیطان نے اس کی تلاوت میں اپنی طرف سے کچھ ملا دیا۔ اس کے برخلاف الجامع لاحکام القرآن القرطبی، احکام القرآن لابن العربی، تفسیر ابن تلاوت میں اپنی طرف سے کچھ ملا دیا۔ اس کے برخلاف الجامع لاحکام القرآن القرطبی، احکام القرآن لابن العربی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر ثعالبی، احکام القرآن للجصاص، غرائب القرآن ورغائب الفرقان، زاد المسیر، فتح البیان اور تفسیر منیر میں ان روایتا کو مسترد کر دیا ہے اور بر سبیل تنزل ان کی یہ توجیہ کی ہے کہ جب آپ نے تلاوت کے دوران وقفہ کیا تو شیطان نے آپ کی آواز مسترد کر دیا ہے اور بر سبیل تنزل ان کی یہ توجیہ کی ہے کہ جب آپ نے تلاوت کے دوران وقفہ کیا تو شیطان نے آپ کی آواز مسترد کر دیا ہے اور بر سبیل تنزل ان کی یہ توجیہ کی ہے کہ جب آپ نے

تلاوت کے دوران وقفہ کیا تو شیطان نے آپ کی آواز مسترد کر دیا ہے اور برنکل تنزل ان کی یہ توجیہ کی ہے کہ جب آپ نے تلاوت کے دوران وقفہ کیا تو شیطان نے آپ کی آواز کے مشابہ آواز بنا کر اس وقفہ میں یہ کہا تلك الغرانيق العلى، ان شفاعتھن ترتجی اور سننے والوں نے یہ سمجھا کہ آپ نے یہ کلمات فرمائے ہیں اور تفسیر مراغی، نظم الدرر اور تفسیر صاوی نے سورۃ حج: 52 کا یہ معنیٰ کیا ہے ہم نے آپ سے پہلے جب بھی کسی رسول یا نبی کو بھیجا تو اس نے تلاوت کو تو شیطان نے اس کے سننے والوں کے دلوں میں اس تلاوت کے خلاف جب بھی کسی رسول یا نبی کو بھیجا تو اس نے تلاوت کی تو شیطان نے اس کے سننے والوں کے دلوں میں اس تلاوت کے خلاف جب بھی کسی رسول نبی کو بھیجا تو اس نے تلاوت کی تو شیطان نے اس کے سننے والوں کے دلوں میں اس تلاوت کے خلاف جب بھی کسی رسول یا نبی کو بھیجا تو اس نے تلاوت کی تو شیطان نے اس کے سننے والوں کے دلوں میں اس تلاوت کے خلاف جب بھی کسی رسول یا نبی کو بھیجا تو اس نے تلاوت کی تو شیطان نے اس کے سننے والوں کے دلوں میں اس تلاوت کے خلاف شبہات ڈال دیئے اور البحر المحیط، تفسیر بیضاوی، خفاجی، تفسیر مدارک، خازن، روح المعانی، تفسیر کبیر، الاساس فی التفسیر، المحرر الوجیز، اضواء البیان، تفسیر قاسمی، الجواہر للطنطاوی، فی ظلال القرآن، فتح القدیر اور تفاسیر شیعہ میں سے منہج الصادقین اور تفسیر نمونہ میں ان روایات کو بہ کثرت دلائل سے مسترد کر دیا ہے اور سورۃ حج: 52 کا یہ معنیٰ کیا ہے: ہم نے آپ سے پہلے جب بھی کسی رسول اور نبی کو بھیجا اور اس نے (اپنی امت کے بڑھنے کی) تمنا کی تو شیطان نے (لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈال کر) اس تمنا میں خلل ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے وسوسوں کو مٹا دیا اور اپنی آیات کو محکم کر دیا اور ہمارے نزدیک یہی تفسیر صحیح ہے اور جن اہل سنت مفسرین اور مترجمین نے اس کے خلاف ترجمہ اور تفسیر کی ہے وہ صحیح العقیدہ

علماء ہیں اگر وہ بھی زیادہ غور وخوض سے کام لیتے اور زیادہ تحقیق اور جستجو کرتے تو امید ہے کہ وہ بھی اسی ترجمہ اور تفسیر کو اختیار کرتے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

ہم نے اس روایت کی فنی نوعیت واضح کی ہے اور جلیل القدر محدثین اور مفسرین کی آراء بھی بیان کی ہیں جن سے اس روایت کا من گھڑت اور جھوٹ ہونا واضح ہوگیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس روایت کی یہ تاویل کی ہے کہ شیطان نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مشابہ آواز میں یہ کلمات کہے اور سننے والوں نے یہ سمجھا کہ آپ نے یہ کلمات فرمائے ہیں۔ اس جواب کو بعض علماء نے اپنی تصانیف میں نقل کیا ہے لیکن یہ جواب اس لئے صحیح نہیں ہے کہ جس طرح شیطان آپ کی مثل نہیں بن سکتا، اسی طرح آپ کی آواز کی مث بھی نہیں بنا سکتا، کیونکہ مماثلت کی نفی یا اس وجہ سے ہے کہ ہدایت اور گمراہی میں اشتباہ نہ ہو یا تعظیم کی وجہ سے ہے اور اگر شیطان آپ کی آواز کی مثل پر قادر ہو تو یہ تعظیم کے خلاف ہے اور اگر شیطان آپ کی آواز کی نقل اتار سکے اور لوگ شیطان کی آواز کو آپ کی آواز سمجھ لیں تو ہدایت گمراہی کے ساتھ مشتبہ ہو جائے گی۔ بعض علماء نے اس پر اس سے استدلال کیا ہے کہ وگ شیطان کی آواز سنتے تھے کیونکہ جنگ بدر میں شیطان نے کفار سے کہا تھا کہ "لا غالب لکم الیوم" اور جنگ احد میں شیطان نے آواز دی تھی کہ "حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شہید ہوئے" لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ یہاں شیطان کی آواز، حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مشابہ تھی نہ کسی نے اس کی آواز کو آپ کے مشابہ سمجھا تھا پھر اس سے اس پر کیسے استدلال ہو سکتا ہے کہ شیطان آپ کی آواز کی مشابہت کر سکتا ہے۔

میرے نزدیک چونکہ یہ روایت بارگاہ رسالت کی عظمتوں کے منافی تھی، اس لئے میں نے اس کے رد اور ابطال میں کافی تفصیل اور تحقیق سے گفتگو کی ہے۔

میں اس پر بہت عرصہ سے غور وفکر کرتا رہا ہوں۔ سب سے پہلے میں نے یہ بحث ابریز میں پڑھی جس میں سیدی غوث عبدالعزیز دباغ قدس سرہ نے اس روایت کو باطل اور موضوع قرار دیا اور سورۃ حج کی زیر بحث آیت :52 کا صحیح محمل بیان کیا۔ اس کے بعد میں اس پر مسلسل مطالعہ کرتا رہا۔ میں نے اپنے معاصر علماء سے اس روایت کے بارے میں مذاکرہ بھی کیا، میں نے دیکھا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی کی اتباع میں بعض جید علماء نے بھی اس موضوع روایت کو اس باطل تاویل کے سہارے اختیار کرلیا ہے جس کو ابھی ہم نے حافظ ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ تاہم یہ علماء صحیح العقیدہ ہیں اور ان کی نیت فاسد نہیں ہے صرف روایت پرستی کے روگ کی وجہ سے انہوں نے اس روایت کو اس باطل تاویل کے ساتھ اپنی تصانیف میں درج کردیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور مصنف کے دل میں محبت رسول کو اور زیادہ کر دے۔ اے اللہ! تو گواہ کہ میں شخصیت پرست نہیں ہوں، اللہ اور اس کے رسول کی حرمت سے بڑھ کر مجھے کسی کی حرمت عزیز نہیں ہے۔ میں نے جو یہ سعی کی ہے وہ صرف اور صرف مقام رسول کے تحفظ کی خاطر کی ہے۔ اے اللہ! اس کوشش کو قبول فرما اور اس کو مصنف کے لئے توشۂ آخرت اور مغفرت اور رحمت کا ذریعہ بنادے، مصنف کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق دے اور اس کا ایمان پر خاتمہ فرما اور دین کی نعمتیں اور سعادتیں اس کا مقدر کردے۔ آمین یارب العالمین! والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ و السلام علی محمد سید المرسلین خاتم النبین علیہ و علی آلہ واصحابہ و ازواجہ و اولیاء امتہ و علماء ملتہ اجمعین۔ (تبیان القرآن، تفسیر سورۃ الحج، آیت 52)

مقصودی نکات: محقق سعیدی کی تحقیق کی رو سے درج ذیل نکات واضح ہوئے۔

1۔ اعلیٰ حضرت بریلوی سید محمد محدث کچھوچھوی، علامہ سید احمد سعید کاظمی

نے اذا تمنیٰ کا ترجمہ "جب پڑھا"، "جب اس نے تلاوت کی" کیا ہے یہ ترجمہ ایک من گھڑت زندیقوں اور بے دینوں کی بناوٹی روایت پر مبنی ہے۔اس لیے یہ ترجمہ عظمت وعصمت رسول ﷺ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

اعلیٰ حضرت وغیرہ کا ترجمہ جس روایت پر مبنی ہے اس پر درج ذیل دفعات لاگو ہوتے ہیں۔

☆.....یہ روایت زنادقہ کی تراشی ہوئی ہے۔

☆.....یہ روایت نصوص قرآنیہ کے خلاف ہے۔

☆.....محققین نے اس روایت کو موضوع قرار دے کر رد کر دیا ہے۔

☆.....یہ روایت بارگاہِ رسالتؐ کی عظمتوں کے منافی ہے۔

☆.....اس روایت کو صحیح ماننے والا رسول اللہ ﷺ پر کفر کی تہمت لگانے والا ہے۔

☆.....اس روایت کو صحیح تسلیم کرنے کی صورت میں تمام شریعت سے اعتماد اٹھ جائے گا۔

☆.....اس روایت کی بنیاد پر ترجمہ کرنے والے دجال، کذاب اور شیاطین ہیں۔جن سے دور رہنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے۔یہ کہنا کہ شیطان نے آپ ﷺ کی آواز کے مشابہ آواز میں یہ کلمات کہے اور سننے والوں نے سمجھا کہ یہ کلمات فرمائے ہیں۔یہ بھی شانِ رسالتؐ اور عصمت رسول ﷺ کے خلاف ہے۔ اگر شیطان آپ کی آواز کی مثل پر قادر ہو اور آپ ﷺ کی آواز کی نقل اُتار سکے تو شریعت پر اعتماد نہیں رہے گا۔اور ہدایت گمراہی کے ساتھ مجتمع ہو جائے گی۔

تبصرہ

بریلوی محقق غلام رسول سعیدی کی تحقیق کی روسے اعلیٰ حضرت بریلوی، بریلوی محدث کچھوچھوی، احمد سعید کاظمی اذا تمنیٰ کا ترجمہ غلط کر کے اور زنادقہ کی بناوٹی روایت کو اپنے غلط ترجمہ کی بنیاد بنا کر زندیق، دجال، کذاب، گستاخ رسول ﷺ اور محرفین قرآن قرار پائے۔

تحقیق سعیدی کا اجراء:

محقق سعیدی کی نشاندہی کی روسے جس طرح اعلیٰ حضرت بریلوی، کاظمی، کچھوچھوی شیطانی روایت پر اعتماد کر کے دجال، کذاب اور شاتم ثابت ہوئے اسی طرح چند دیگر علماء بریلویہ بھی اس جرم میں اعلیٰ حضرت کے شریک کار ہیں اس لیے اعلیٰ حضرت کے ساتھ ان کا ذکر نہ کرنا ان کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔ تو لیجیے پڑھیے۔

☆۔۔۔۔۔ بریلوی صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی لکھتا ہے:۔

"شان نزول: جب سورۃ والنجم نازل ہوئی تو سید عالم (ﷺ) نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی اور بہت آہستہ آہستہ آیتوں کے درمیان وقفہ فرماتے ہوئے جس سے سننے والے غور بھی کر سکیں اور یاد کرنے والوں کو یاد کرنے میں مدد بھی ملے جب آپ نے آیت (وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى 20)(53۔ النجم:20) پڑھ کر حسب دستور وقفہ فرمایا تو شیطان نے مشرکین کے کان میں اس سے ملا کر دو کلمے ایسے کہہ دیے جن سے بتوں کی تعریف نکلتی تھی، جبریل امین نے سید عالم (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال عرض کیا اس سے حضور کو رنج ہوا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔" (خزائن العرفان)

☆۔۔۔۔۔ بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے:۔

"اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس پیغمبر کی شکل تو نہیں بن سکتا، مگر آواز ان کی

آواز سے مشابہ کر دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا:

من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا تمثل بی۔

لیکن جب بھی شیطان آواز میں مشابہت پیدا کر کے غلطی میں ڈال دے تو رب اس غلطی کو دور فرما دیتا ہے۔ شبہ باقی نہیں رہتا۔

ف 6۔ شان نزول۔ جب سورۃ النجم نازل ہوئی تو حضور نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی بہت ٹھہر ٹھہر کر تا کہ لوگ غور کر سکیں۔ جب ومنوۃ الثالثۃ الاخری۔ فرما کر ٹھہرے تو شیطان نے مشرکین کے کان میں کہہ دیا، تلك الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی۔ یعنی یہ بت اونچی شان والے ہیں ان کی شفاعت کی امید ہے۔ کفار غلطی سے سمجھے کہ حضور نے یہ فرمایا ہے تو بہت خوش ہو کر سجدہ شکر میں گر گئے۔ حضور نے ہمارے بتوں کی تعریف فرمائی ہے۔ تب یہ آیت اتری۔ یہی روایت درست ہے کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا، خیال رہے کہ کہ اسوقت شیطان کی آواز لوگ سنا کرتے تھے اور کبھی اس سے غلطی بھی کھا جاتے تھے، بدر کی جنگ میں کفار سے شیطان نے کہا تھا، لاغالب لکم الیوم۔ اور جنگ احد میں شیطان نے آواز دی تھی کہ حضور شہید ہو گئے۔ (نور العرفان)

☆ ۔۔۔۔۔پیر کرم شاہ بھیروی کی بمباری:

"تفسیر: 65 اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم (ﷺ) کو بتا رہے ہیں کہ آپ سے پہلے ہم نے جتنے رسول اور نبی مبعوث فرمائے ان کے ساتھ یہ معاملہ ہوا کہ جب انہوں نے ہماری آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنائیں تو شیطان نے ان لوگوں کے دلوں میں ان آیات کے بارے میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کر دیئے۔ بجائے اس کے کہ وہ ان آیات کو قبول کرتے الٹا ان کے خلاف محاذ قائم کر لیا اور اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ یہ مفہوم متعدد دوسری آیتوں میں بھی بیان فرمایا گیا ہے:

وان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم لیجادلو کم

کہ شیطان اپنے چیلوں کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتے ہیں تاکہ وہ تمہارے ساتھ بحث مباحثہ شروع کر دیں۔ دوسری آیت میں ہے:

وکذلك جعلنا لكل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا۔

یعنی اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے سرکش انسانوں اور جنوں کو دشمن بنا دیا اور وہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے ایسی باتیں سکھاتے ہیں جو بظاہر بڑی دلکش ہوتی ہیں۔

پہلے شیاطین جن وانس نے جو سلوک اپنے ہادیوں کے ساتھ کیا تھا بعینہٖ وہی رویہ مکہ کے مشرکین نے اختیار کیا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی:

حرم علیکم المیتة

(تم پر مردار حرام کیے گئے)

تو مشرکین اسے لے اڑے اور اس پر یہ اعتراض جڑ دیا کہ دیکھو جی جسے خود مارتے ہیں اس کو تو حلال اور پاک کہہ رہے ہیں اور جسے خدا نے مارا وہ ان کے نزدیک حرام اور پلید ہے۔ جب سود کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو ان کی زبانیں قینچی کی طرح چلنے لگیں کہ ذرا انصاف سے تو دیکھو کہ بیع تو ان کے لیے حلال ہے اور سود حرام۔ حالانکہ دونوں میں نفع ہے یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ وہ ایک جیسی چیزوں میں سے ایک کو حرام اور دوسری کو حلال کر دیا جائے۔ اسی قسم کے متعدد واقعات ہیں جن کے متعلق شیطان ان کو بھڑکاتا اور وہ اسلام کے خلاف بڑے جوش وخروش سے پراپیگنڈا کی ایک نئی مہم کھڑی کر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ سے اور دلائل قاہرہ سے باطل کا پول کھول دیتا اور حق کی روشنی پھر ہر طرف پھیل جاتی۔ آیت کا یہ مفہوم اتنا واضح اور

دوسری آیات کے عین مطابق ہے کہ کسی قسم کا تذبذب باقی نہیں رہتا لیکن بعض کتابوں میں ایک روایت کے درج ہو جانے سے اس آیت کا مطلب کچھ سے کچھ کر دیا گیا جس سے صرف اپنوں کے دلوں میں اضطراب کی لہر پیدا نہیں ہوئی بلکہ دشمنان اسلام کو قرآن صاحب قرآن اور دین اسلام کی صداقت پر حملہ کرنے کے لیے ایک مہلک ہتھیار مل گیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ آیت کی اس واضح اور صاف تشریح پر ہی یہ فقیر اکتفا کرتا اور اس روایت کی طرف التفات کیے بغیر آگے بڑھ جاتا لیکن کیونکہ یہ روایت ہماری کتابوں میں راہ پا گئی ہے اور دشمنان اسلام نے اس سے فائدہ اٹھا کر اسلام کے خلاف طوفان برپا کر رکھا ہے۔ اب اس سے تعرض نہ کرنا بھی ادائے فرض میں کوتاہی کے مترادف ہے۔ اس لیے بادل نخواستہ وہ روایت نقل کر رہا ہوں۔ اس کے بعد علماء محققین نے جس طرح اس کے پرخچے اڑائے ہیں ان کا بالاجمال ذکر کروں گا تاکہ کسی طالب حق کے لیے تردد و تذبذب کا کوئی امکان باقی نہ رہے واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

کہا یہ گیا ہے کہ اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ ایک روز حرم شریف میں کفار و مشرکین کے ایک اجتماع میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سورۃ نجم کی تلاوت فرمائی۔ جب یہاں پہنچے۔

افرایتم اللات والعزی ومنواۃ الثالثۃ الاخری

تو شیطان نے العیاذ باللہ زبان پر یہ الفاظ جاری کر دیئے۔

تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی۔

یعنی یہ بت مرغاب بلند پرواز ہیں اور ان کی شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے۔ یہ سن کر مشرکین کی خوشی کی حد نہ رہی اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پرنور کا اسم گرامی لے کر کہنے لگے کہ وہ اپنے دین کی طرف لوٹ آیا ہے آج اس کی اور ہماری عداوت ختم

ہوگئی اور جب حضور (ﷺ) نے سورۃ نجم کی سجدہ والی آیات پڑھیں تو حضور (ﷺ) نے بھی سجدہ کیا اور مشرکین نے بھی سجدہ کیا۔ اس کے بعد جبرئیل آئے اور آپ کو کہا کہ میں نے آپ کو یہ سورت اس طرح وحی نہیں کی تھی جس طرح آپ نے پڑھی۔ یہ سن کر حضور (ﷺ) کو از حد رنج و غم ہوا۔ اس رنج و غم کو دور کرنے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ غم نہ کریں۔ پہلے بھی جتنے رسول اور نبی گزرے ہیں سب کے ساتھ ایسا ہوا ہے۔ ایک معمولی سمجھ بوجھ کا انسان جسے حضور نبی اکرم (ﷺ) کے مقام کا کچھ بھی علم ہے وہ تو اس روایت کو سنتے ہی کہہ دیگا کہ یہ جھوٹ کا پلندا ہے اور دشمنان اسلام کی سازش ہے لیکن آیئے علماء محققین کے ارشادات کی روشنی میں اس کا جائزہ لیں۔ سب سے پہلے میں علامہ ابن حیان غرناطی کے جواب کا خلاصہ پیش کرتا ہوں کیونکہ وہ جامع ہونے کے ساتھ مختصر بھی ہے۔ ابتدا میں انہوں نے اس آیت کا وہی مطلب بیان کیا ہے جو میں اوپر لکھ آیا ہوں۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اس آیت میں کوئی ایسی چیز مذکور نہیں جو رحمت عالمیان (ﷺ) کی طرف منسوب کی جا سکے بلکہ اس میں صرف پہلے رسولوں اور نبیوں کا ذکر ہے۔ اس لیے اس آیت سے یہ اخذ کرنا کہ حضور (ﷺ) سے کوئی فعل سرزد ہوا اور اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی سرے سے ہی غلط ہے۔ ابن عطیہ زمخشری اور چند دوسرے لوگوں نے اپنی تفسیروں میں جو روایت یہاں نقل کی ہے یہ بات تو ایک معمولی مسلمان سے بھی سرزد نہیں ہوسکتی، چہ جائیکہ اس کو اس ذات پاک کی طرف منسوب کیا جائے جو ہر قسم کی غلطی اور خطا سے معصوم ہے نیز اس روایت کے متعلق سیرت کے معتبر ترین سوانح نگار امام محمد بن اسحاق سے جب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ھذا من وضع الزنادقة۔ کہ یہ روایت زندیقوں کی گھڑی ہوئی ہے اور اس کے رد میں انہوں نے پوری ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ امام بیہقی کہتے ہیں:

هذه القصة غير ثابتة من جهة النقل

یہ قصہ صحیح نقل سے ثابت ہی نہیں ہے اور جن روایوں نے اسے نقل کیا ہے سب ملعون ہیں۔ صحاح ستہ اور دیگر حدیث کی مشہور کتابوں میں اس کا نام ونشان تک نہیں فوجب اطراحہ اس لیے اس کو ردی چیز کی طرح پھینک دینا ضروری ہے ابن حیان فرماتے ہیں کہ اسی لیے میں نے اپنی تفسیر کو اس کے بیان سے آلودہ نہیں کیا مجھے ان لوگوں پر حیرت ہے کہ انہوں نے اپنی تالیفات میں اس واقعہ کو لکھنے کی کیسے جسارت کی حالانکہ قرآن کریم کی ان آیات کو وہ تلاوت کرتے ہیں اسی سورۃ النجم کے آغاز میں ہے:

والنجم اذا هوىٰ ما ضل صاحبكم وما غوى وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى

یعنی میرا محبوب نہ گمراہ ہوا نہ بھٹکا وہ تو اپنی خواہش سے بات بھی نہیں کرتا۔ وہ وہی بات کہتا ہے جو اس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔

ان روشن آیات کی موجودگی میں یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ اسی سورۃ میں ایسے قبیح کلمات زبان پاک سے نکلے ہوں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا:

قل ما يكون لى ان ابدله من تلقاء نفسى ان اتبع الا ما يوحى الى.

یعنی آپ کہہ دیجئے کہ میری یہ مجال نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے کلام میں اپنی مرضی سے ردوبدل کر دوں۔ میں تو صرف وحی کا اتباع کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں یہ اعلان کر دیا۔

ولو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين

ثم لقطعنا منه الوتين۔

اور اگر وہ ہم پر ایک بات بھی اپنی طرف سے بنا کر کہتے تو ضرور ہم ان سے بقوت بدلہ لیتے۔ پھر ان کی رگ دل کاٹ دیتے۔ کیا اس ارشاد کے بعد اس چیز کا گمان بھی کیا جا سکتا ہے (ان کے علاوہ کئی اور آیات بھی انہوں نے پیش کی ہیں) پھر لکھتے ہیں یہ وہ قرآن نصوص قطعیہ ہیں جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عصمت پر دلالت کرتی ہیں۔ پھر فرماتے ہیں عقلی طور پر بھی یہ روایت من گھڑت ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہونا ممکن ہوتا تو تمام احکام، آیات اور سارا دین مشکوک ہو جاتا۔ (ملخصاً البحر المحیط)

امام فخر الدین رازی نے بھی زور شور سے اس روایت کا رد کیا ہے لکھتے ہیں۔ اگرچہ سطحی قسم کے لوگوں نے اس روایت کو لکھا ہے لیکن علماء محققین کا اس کے متعلق یہ فیصلہ ہے۔ هذه الرواية باطلة موضوعة یہ روایت جھوٹی ہے گھڑی ہوئی ہے اور واحتجوا عليه بالقرآن والسنة والمعقول اور اس کے بطلان اور موضوع ہونے پر ان علماء نے قرآن سنت اور عقلی دلائل پیش کیے ہیں اور اس کے بعد امام موصوف نے مرقومہ بالا آیات ذکر کی ہیں اور امام محمد بن اسحاق کا قول نقل کیا ہے کہ یہ قصہ زندیقوں کا گھڑا ہوا ہے۔ عقلی دلائل پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں جو شخص کہتا ہے کہ حضور پر نور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بتوں کے بارے میں تعریفی جملے کہے وہ کافر ہے۔ کیونکہ اس طرح تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ نیز شریعت، قرآن اور دین اسلام کی کسی بات پر یقین نہیں رہتا۔ پھر فرماتے ہیں ان دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ان هذه القصة موضوعة یہ قصہ موضوع ہے۔ اس کے حق میں زیادہ سے زیادہ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ بعض مفسروں نے اسے لکھا ہے تو اس کا جواب یہ ہے خبر الواحد لايعارض الدلائل النقلية والعقلية المتواترة کہ یہ خبر واحد ہے اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ جو حد تواتر کو پہنچی

ہوئی ہوں ان کے سامنے اس کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

اس روایت کے ناقلین نے اس کی جو مختلف تاویلیں کی ہیں۔ امام موصوف نے ان کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں اور فرمایا ہے کہ اس روایت کی کوئی تاویل درست نہیں۔ اس کا کوئی تصحیح محل اور مصداق تلاش نہیں کیا جا سکتا یہ روایت اپنی تمام تاویلات، احتمالات اور اختلاف الفاظ کے ساتھ مسترد کردینے کے قابل ہے۔ فجزاہ اللہ من الاسلام وعن المسلمین احسن الجزاء (تفسیر کبیر ملخص)

علامہ ابوعبداللہ القرطبی نے بھی احکام القرآن میں اس روایت کی خوب تردید کی ہے اور ہر ہر سلسلہ روایت پر بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فی ذلك روايات كثيرة كلها باطل لا اصل له

کہ سب کی سب باطل ہیں۔ ان کا کوئی ثبوت نہیں اور کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس کی تاویل کرنے کی بھی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔

وضعف الحديث مغنى عن كل تاويل۔

آخر میں فرماتے ہیں کہ اگر اس روایت کی کوئی سند صحیح بھی ثابت ہو جائے تو بھی وہ ضعیف اور نا قابل اعتبار ہوگی کیونکہ آیات قرآنی کے صراحۃً مخالف ہے اور اب تو یہ آیات قرآنی کے بھی خلاف ہے اور اس کی کوئی صحیح سند بھی نہیں ہے۔ ان حالات میں اہل نظر کے لیے یہ کب قابل التفات ہو سکتی ہے

وهذا اضد مفهوم الآية وهى تضعف الحديث لو صح فكيف ولا صحة له۔

علامہ قرطبی نے قاضی عیاض کا یہ قول نقل کیا ہے:۔

ان الامة اجمعت فى ما طريقه البلاغ انه معصوم فيه من الاضمار عن شيء بخلاف ماهو عليه لا قصداً ولا

عمداً ولا سہواً ولا غلطاً

یعنی امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ تبلیغ کلام الٰہی میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہر گز غلطی نہیں ہو سکتی نہ قصداً نہ عمداً نہ سہواً اور نہ غلطاً۔ اس میں نبی ہر طرح معصوم ہیں۔

علامہ آلوسی نے دیگر اقوال کے ساتھ امام ابو منصور ماتریدی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:۔

وذکر الشیخ ابو المنصور الماتریدی فی کتاب "قصص الاتقیاء" الصواب ان قولہ تلک الغرانیق العلی من جملۃ ایحاء الشیطان الی اولیاء من الزنادقۃ ----- وحضرۃ الرسالۃ بریئۃ من مثل ھذہ الروایۃ۔

(روح المعانی)

یعنی تلک الغوانیق العلی والی بات۔ یہ ان باتوں میں سے ایک بات ہے جو شیطان اپنے زندیق و پیروکاروں کے دلوں میں ڈالتا ہے تاکہ لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کریں۔ جناب رسالت مآب اس قسم کی روایتوں سے مبرا اور منزہ ہیں۔

قاضی ابوبکر ابن العربی الاندلسی جب اس آیت کی تفسیر کرنے لگے ہیں تو اس روایت کا ذکر کر کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غصہ سے ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا ہے اور دل بے چین اور بے قرار ہو گیا ہے۔ اپنی سابقہ روش کے بالکل برعکس اس روایت کو باطل کرنے کے لیے ایک مستقل فصل لکھی ہے جس کا عنوان ہے: تنبیہ: الغبی علی مقدار النبی، اور لکھتے ہیں ونرجوبہ عند اللہ الجزاء الاوفی فی مقام الزلفی۔ کہ اس فصل کے لکھنے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقام قرب میں سے مجھے عظیم جزا دے گا۔ تنگی داماں کی شکایت نہ ہوتی تو آپ کی اس فصل کا پورا ترجمہ یہاں

درج کرتا۔ اہل علم سے درخواست ہے کہ وہ ضرور اس فصل کا مطالعہ کریں۔

نیز یہ امر بھی غور طلب ہے کہ یہ آیت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی اور سورۃ نجم کا نزول اور یہ قصہ جو گھڑا گیا ہے اس کا وقوع ہجرت سے پہلے کئی سال مکہ مکرمہ میں ہوا تو عجیب بات یہ ہے کہ حضور (ﷺ) کا نعوذ باللہ ایسا کرنے سے جو حزن و ملال ہوا اس کو دور کرنے کے لیے اتنے عرصہ دراز تک کوئی آیت نازل نہ ہوئی اور کئی سالوں کے بعد اللہ تعالیٰ کو خیال آیا کہ اپنے رسول کو مطمئن کرے اور یہ آیت نازل کی۔ کیا ایسی بے تکی بات کوئی صاحب عقل سلیم تسلیم کرسکتا ہے۔ مزید برآں یہ حدیث متواتر ہے کہ شیطان خواب میں بھی حضور (ﷺ) کی شکل میں کسی کو دکھائی نہیں دے سکتا تاکہ مسلمانوں کو حضور (ﷺ) کی شکل میں دھوکہ دے سکے تو اس کی کیا مجال کہ سرچشمہ ہدایت کو وہ گدلا سکے۔

"قد صح بل تواتر قوله (صلى الله عليه وآله وسلم) من رانی فی المنام فقد رآنی حقا فان الشیطان لا یتمثل بی"۔

اصل واقعہ جو صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں ہے۔ وہ صرف اتنا ہے کہ حضور (ﷺ) نے مجمع عام میں یہ سورۃ پڑھی اور اس میں آیت سجدہ آنے کی وجہ سے آخر میں سجدہ کیا تو تمام حاضرین جن میں کفار بھی تھے سب سجدہ میں گر پڑے اور ایسا ہونا عین ممکن ہے۔ کیونکہ کلام الٰہی ہو اور زبان حبیب کبریاء اس کی تلاوت کر رہی ہو تو کیوں نہ کفار بے ساختہ سجدے میں گر پڑیں بس اتنی بات تھی جس کو زنادقہ کی وضع و تحریف نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔

الحمد لله الذی جعلنا من امة رسوله المکرم ونبیه المعظم الذی عصمه من وساوس الشیطان وهمزاته

وجعلہ داعیا الی اللہ وسراجا منیراً۔

66 آیات قرآنی یا حکام شرعی کے متعلق شیطان لوگوں کے دلوں میں جو وسوسہ اندازی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے اس کا ازالہ فرمادیتا ہے اور لوگوں کے دلوں کا یقین پھر تازہ ہوجاتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

تبصرہ: محقق سعیدی، پیر کرم شاہ بریلوی کی تحقیق کی رو سے احمد رضا خان، احمد سعید کاظمی، احمد یار خان گجراتی اور نعیم الدین مرادآبادی نے قرآن کریم کی معنوی تحریف کا ارتکاب کر کے اور زندیقوں بے دینوں کی روایت پر اعتماد کر کے آپ ﷺ کی عصمت پر حملہ آور ہو کر گستاخِ رسول ﷺ قرار پائے۔

من شك فی کفرھم وعذابھم فقد کفر کما قال احمد رضا خان علیہ الوبال والخسران۔

تحریف رضا نمبر ﴿4﴾

تازیانہ نمبر8: امام اہل بدعت اعلیٰ حضرت بریلوی لکھتا ہے:۔ بے شک حضرت عزت عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انہیں دکھایا۔ ملکوت السموت والارض کا شاہد بنایا، روزِ اول سے روزِ آخر تک سب ما کان وما یکون انہیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر و کبیر، ہر رطب و یابس، جو پتہ گرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا، اللہ الحمد کثیراً۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین و کرم، بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے، ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد و کنار سمندر لہرا رہے ہیں

جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک و مولیٰ جل و علا الحمد اللہ العلی الاعلی۔

کُتب حدیث و تصانیف علمائے قدیم و حدیث میں اس کے دلائل کا بسط شافی اور بیان وافی ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ قرآن عظیم خود شاہد عدل و حکم فصل ہے۔

آیاتِ قُرآنی

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ت):

ونزلنا علیك الکتب تبیاناً لکل شیئ وھدی ورحمة وبشری للمسلمین

اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت ورحمت وبشارت۔

(القرآن الکریم ۱۶/ ۸۹)

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ت):

ماکان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شیئ

قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان ہے۔ (القرآن الکریم ۱۲/ ۱۱۱)

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ت):

مافرطنا فی الکتب من شیئ

ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہیں رکھی۔ (القرآن الکریم ۶/ ۳۸)

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔ت) جب فرقان

مجید میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا، روشن اور روشن بھی کس درجہ کا، مفصل، اور اہلسنت کے مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں، تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے اور منجملہ موجودات کتابت لوح محفوظ بھی ہے تا بالضرورت یہ بیانات محیط، اس کے مکتوب بھی با لتفصیل شامل ہوئے۔ اب یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ لوحِ محفوظ میں کیا لکھا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ت):

وکل صغیر و کبیر مستطر

ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ (القرآن الکریم ۵۴ / ۵۳)

وقال اللہ تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ت):

وکل شیئ احصینٰہ فی امام مبین

ہر شے ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرمادی ہے۔

(القرآن الکریم ۳۶/۱۲)

وقال اللہ تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ت):

ولا حبّۃ فی ظلمٰت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین

کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔ (القرآن الکریم ۶ / ۵۹)

اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ نکرہ حیز نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کُل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے، اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی۔ بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں۔ ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے، نہ احادیث احاد اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجے

کی ہوں، عموم قرآن کی تخصیص کرسکیں بلکہ اس کے حضور مضمحل ہوجائیں گی بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہوسکے تو بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نص صحیح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان ومایکون الی یوم القیمۃ جمیع مندرجاتِ لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق وغرب وسماء وارض وعرش فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ واللہ الحجۃ الساطعۃ اور جب کہ یہ علم قران عظیم کے

تبیانا لکل شیئ

(ہر چیز کا روشن بیان۔ت) ہونے نے دیا۔ (القرآن الکریم ۱۶/ ۸۹)

اور پُر ظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے، نہ ہر آیت یا سورت کا، تو نزول جمیع قرآن شریف سے پہلے اگر بعض انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہو:

"لم نقصص علیك"

(ان کا قصہ ہم نے آپ پر بیان نہیں کیا۔ت) (القرآن الکریم ۴۰/ ۷۸)

یا منافقین کے باب میں فرمایا جائے لاتعلمھم (آپ ان کو نہیں جانتے۔ت) ہرگز ان آیات کے منافی اور علم مصطفوی کا نافی نہیں۔

(القرآن الکریم ۹/ ۱۰۱)

الحمدللہ جس قدر قصص وروایات واخبار وحکایاتِ علم عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹانے کو آیاتِ قطعیہ قرآنیہ میں پیش کی جاتی ہیں ان سب کا جواب انہیں دو فقروں میں ہوگیا ہے دو حال سے خالی نہیں، یا تو ان قصص سے تاریخ معلوم ہوگی یا نہیں، اگر نہیں تو ان سے استدلال درست نہیں کہ جب تاریخ مجہول تو ان کا تمامی نزولِ قرآن سے پہلے ہونا صاف معقول اور اگر ہاں تو دو حال سے

خالی نہیں یا وہ تاریخ تمامی نزول سے پہلے کی ہوگی یا بعد کی، پہلی صورت میں استدلال کرنا درست نہیں، بر تقدیر ثانی اگر مدعائے مخالف میں نص صریح نہ ہو تو استناد محض ترا ط القتاد، مخالفین جو پیش کرتے ہیں سب انہیں اقسام کی ہیں۔ ان آیات کے خلاف پر اصلاً ایک دلیل صحیح صریح قطعی الافادہ نہیں دکھا سکتے، اور اگر بفرض غلط تسلیم ہی کر لیں تو ایک یہی جواب جامع ونافع ونافی وقامع سب کے لیے شافی وکافی، کہ عموم آیاتِ قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار احاد سے استناد محض غلط ہے۔ اس مطلب پر تصریحاتِ آئمہ اصول سے احتجاج کروں اس سے یہی بہتر ہے کہ خود مخالفین کے بزرگوں کی شہادت پیش کروں۔ ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

نصوص قطعیہ قرآن عظیم کے خلاف پر احادیث احاد کا سُنا جانا بالائے طاق، یہ بزرگوار صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبر واحد سے استدلال ہی جائز نہیں، نہ اصلاً اس پر التفات ہو سکے، اسی براہن قاطعہ ما امر اللہ بہ ان یوصل میں اسی مسئلہ علم غیب کی تقریر یوں لکھتے ہیں: "عقائد مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں، بلکہ قطعی ہیں، قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبرِ واحد یہاں بھی مفید نہیں، لہٰذا اس کا اثبات اس وقت قابلِ التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے۔"

(فتاویٰ رضویہ ج، 29، ص 488)

مقصودی نکتہ

خان صاحب بریلوی اپنے اختراعی عقیدہ علم جمیع ماکان ومایکون کے اثبات کے لیے بنیاد یہ قائم کی کہ قرآن کریم میں ہر ہر چیز ذرہ ذرہ کائنات شرق تا غرب روزِ اوّل تا روزِ آخر تمام موجودات ہر رطب ویابس کا تفصیلی روشن بیان ہے۔ اور آپ ﷺ قرآن کریم کو جانتے ہیں فلھذا آپ ﷺ جمیع ماکان وما

یکون جانتے ہیں۔اس بنیاد پر خان صاحب بریلوی نے چھ آیات مبارکہ کی صریح تحریف کر کے مطلب بگاڑنے کی کوشش کی ہے،اس پر بریلوی محقق غلام رسول سعیدی کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:۔

سعیدی یلغار:

بریلوی علامہ محقق شیخ غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:۔

قرآن مجید تمام عقائد اسلامیہ اور احکام شرعیہ کا جامع ہے:

اس آیت میں کتاب کی دوسری تفسیر یہ کی گئی ہے کہ اس سے مراد قرآن مجید ہے اور اب معنی یہ ہوگا کہ ہم نے قرآن مجید میں کسی چیز کو نہیں چھوڑا۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں حساب' الجبرا' ریاضی اور سائنسی علوم اور ان کے قواعد کا ذکر نہیں ہے۔ اسی طرح جدید اور قدیم میڈیکل سائنس کے علوم کا ذکر نہیں ہے' تو پھر یہ معنی کس طرح درست ہوگا کہ ہم نے قرآن مجید میں کسی چیز کو نہیں چھوڑا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کا موضوع ہے دین کی معرفت' عقائد اور احکام شرعیہ کا بیان۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا ہے:

(آیت) ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين۔

ترجمہ: یہ عظیم الشان کتاب! اس (کے منزل من اللہ ہونے) میں کوئی شک نہیں ہے، یہ متقین کے لیے ہدایت ہے۔

(آیت) انا انزلنا اليك الكتاب بالحق لتحكم بين الناس بما ارك الله۔ (النساء:105)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ پر کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس چیز کے ساتھ فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے آپ کو دکھائی ہے۔

(آیت) وما انزلنا علیك الکتاب الا لتبین لهم الذی اختلفوا فیه وهدی ورحمة لقوم یؤمنون۔

(النحل:64)

ترجمہ: ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف اس لیے نازل فرمائی ہے کہ جس چیز میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے آپ اس کو صاف صاف بیان کر دیں اور یہ کتاب ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

(آیت) ونزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شیء وهدی ورحمة وبشری للمسلمین۔ (النحل:89)

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔

اس آیت میں فرمایا ہے یہ کتاب ہر شے کا روشن بیان ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اس میں تمام علوم وفنون کا روشن بیان ہے اور ماضی، حال اور مستقبل کے تمام واقعات کا تفصیلی ذکر ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس میں ہر پیش آمدہ مسئلہ کے لیے روشن ہدایت اور واضح شرعی رہنمائی ہے۔ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ اس کا موضوع عقائد اسلام اور احکام شرعیہ کا بیان ہے اس میں منطق فلسفہ، ریاضی، اور سائنس وغیرہ کی تعلیم نہیں ہے۔

(تبیان القرآن ص 454/455، ج3)

محقق سعیدی لکھتا ہے:۔

قرآن مجید میں صرف ہدایت کے مذکور ہونے پر دلائل: جیسا کہ ہم نے

پہلے ذکر کیا ہے کہ قرآن مجید کا موضوع صرف ہدایت دینا ہے۔ اس لیے اس نے عقائد اسلامیہ اور احکام شرعیہ کی ہدایت دی ہے' اور اس سلسلہ میں موعظت اور نصیحت کے لیے انبیاء اور صالحین اور کفار اور منافقین کا تذکرہ کیا ہے اور جنت اور دوزخ کا بیان کیا ہے اور اخروی فوز وفلاح کی ہدایت کے لیے جو امور ضروری ہیں ان سب کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کے مقابلہ میں بعض علماء اور صوفیاء (احمد رضا خان اور اس کے حواری از ناقل) کا یہ نظریہ ہے کہ قرآن مجید میں تمام "ماکان وما یکون" کا بیان ہے' یعنی ابتداء آفرینش عالم سے لے کر دخول جنت اور دخول نار تک ہر ہر جزی اور مشخص واقعہ اور حادثہ کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ ہر چند کہ ان کا صراحتاً' اور تفصیلاً بیان نہیں ہے' لیکن ان امور کا اجمالاً ذکر ہے اور کچھ رموز' اشارات اور کنایات ہیں جن سے ان تمام استخراج کیا جا سکتا ہے۔ ان کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

(آیت) ونزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شیء وھدی ورحمة وبشری للمسلمین۔ (النحل:89)

ترجمہ: ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ آیت ان کے مطلوب پر دلالت نہیں کرتی' کیونکہ اس میں یہ مذکور ہے کہ قرآن مجید میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ اگر ہر چیز سے "ماکان ومایکون" مراد لیا جائے تو ان کے اپنے قول کے مطابق اس کا بیان رموز اور اشارات سے ہے اور اس کو تبیان اور روشن یا واضح بیان نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں' اگر اس سے مراد عقائد اسلامیہ اور احکام شرعیہ ہوں تو انکی ہر چیز کا قرآن مجید میں روشن بیان ہے۔ نیز وہ اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں:

(آیت) ماکان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی

بين يديه وتفصيل كل شيء وهدى ورحمة لقوم

يؤمنون۔ (یوسف:111)

ترجمہ: یہ (قرآن) کوئی من گھڑت بات نہیں ہے، لیکن یہ

ان کتابوں کی مصدق ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں اور

اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور یہ ایمان لانے والوں کے لیے

ہدایت اور رحمت ہے۔

لیکن اس آیت سے بھی ان کا استدلال صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اگر اس سے یہ مراد ہو کہ اس میں دنیا اور آخرت کے ہر واقعہ اور ہر حادثہ اور آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز کی تفصیل ہے تو فی الواقع قرآن مجید میں ان چیزوں کی تفصیل نہیں ہے اور ان علماء کا بھی یہ کہنا ہے کہ ان تمام امور کا قرآن مجید میں اجمالا ذکر ہے، نہ کہ تفصیلا اس لیے یہ آیت بھی ان کے مدعا پر دلیل نہیں ہے اور اگر اس آیت سے یہ مراد ہو کہ اس میں عقائد اسلامیہ اور احکام شرعیہ میں سے ہر چیز کی تفصیل ہے تو یہ معنی برحق ہے، لیکن یہ معنی ہماری تائید کرتا ہے نہ کہ ان کی۔

قرآن مجید میں ہر چیز کے بیان کے متعلق مستند مفسرین کا نظریہ:

امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی النیشاپوری متوفی 468ھ لکھتے ہیں:

(آیت) مافرطنا في الكتاب من شيء۔ (الانعام:38)

ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کو نہیں چھوڑا۔

عطا نے کہا ہے کہ حضرت ابن عباس (رض) نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ بندوں کو جس چیز کی حاجت تھی، ہم نے اس کا بیان کر دیا ہے اور صریح عبارت میں یا دلالت النص سے یا اجمال سے یا تفصیل سے، جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے:

(آیت) ونزلنا عليك الكتاب تبيانا لكل شيء۔ (النحل:89)

ترجمہ: ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

یعنی قرآن مجید ہر اس چیز کا روشن بیان ہے جس کی دین میں احتیاج ہے اور سورۃ الانعام کی زیر بحث آیت کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ جو "ماکان ومایکون" پر مشتمل ہے' یعنی ہم نے لوح محفوظ میں ہر چیز کو لکھ دیا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے قیامت تک کی تمام چیزوں کو لکھ کر قلم خشک ہو گیا ہے۔

(الوسیط' ج2' ص268_269' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت' 1410ھ)

علامہ واحدی نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے' وہ یہ ہے: حضرت عبادہ بن الصامت (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔ اس سے فرمایا لکھ تو اس نے ابد تک ہونے والی سب چیزوں کو لکھ دیا۔ (سنن الترمذی' ج ٥' رقم الحدیث: ٣٣٠٠' سنن ابوداؤد' ج ٣' رقم الحدیث: ٤٧٠٠' مسند احمد' ج ٥' ص ٣١٧)

حضرت ابن عباس (رض) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جب اللہ نے قلم کو پیدا کیا تو اس سے فرمایا لکھ تو اس نے قیامت تک ہونے والی تمام چیزوں کو لکھ دیا۔

(المعجم الکبیر' ج ١٢' رقم الحدیث: ١٢٥٠٠' مسند ابو یعلیٰ' ج ٤' رقم الحدیث: ٢٣٢٦' سنن کبریٰ للبیہقی' ج ٩' ص ٣' الاسماء والصفات للبیہقی' ص ٣٧٨' مجمع الزوائد' ج ٧' ص ١٩٠' اس حدیث کی سند صحیح ہے)۔

علامہ ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمان بن علی بن محمد جوزی حنبلی متوفی ٥٩٧ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: کتاب کی تفسیر میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد لوح محفوظ ہے' یعنی ہم نے ہر چیز کو ام الکتاب میں لکھ دیا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد قرآن مجید ہے' یعنی ہم نے تمہاری حاجت کی ہر چیز

قرآن مجید میں بیان کر دی ہے یا صراحتاً یا اجمالاً یا دلالۃً جیسا کہ سورۃ النحل: آیت 89 میں ہے ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی جو ہر چیز کا روشن بیان ہے یعنی ہر اس چیز کو بیان کر دیا جس کی دین میں احتیاج ہوتی ہے۔

(زاد المسیر ج ۳ ص ۳۰ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی 606 لکھتے ہیں: قرآن مجید کی تمام یا اکثر آیتیں مطابقتاً ضمناً اور التزاماً اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اس کتاب کو نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دین اللہ کی معرفت اور اللہ کے احکام کی معرفت کو بیان کیا جائے۔ (تفسیر کبیر ج ٤ ص ٤٠ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ)

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ٦٦٨ھ لکھتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے کیونکہ اس میں تمام حوادث ثابت کیے گئے ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ کتاب سے مراد قرآن مجید ہے یعنی ہم نے دین کی کسی چیز کو قرآن مجید میں نہیں چھوڑا اور دین کی ہر چیز کی اس میں دلالت ہے۔ یا تو بالکل واضح دلالت ہے اور اگر مجمل دلالت ہے تو اس کا بیان رسول اللہ (ﷺ) سے یا اجماع سے یا قیاس سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن جز ٦ ص ٣٦٨)

قاضی عبد اللہ بن عمر بن محمد شیرازی شافعی متوفی ٦٨٥ھ لکھتے ہیں:

کتاب سے مراد یا تو لوح محفوظ ہے کیونکہ اس میں دنیا کی ہر بڑی اور چھوٹی چیز لکھی ہوئی ہے اور اس میں کسی جاندار یا بے جان کی کسی چیز کو ترک نہیں کیا گیا اور یا کتاب سے مراد قرآن مجید ہے کیونکہ اس میں ان تمام چیزوں کی تدوین کی گئی ہے جن کی دین میں احتیاج ہوتی ہے۔ مفصلاً بھی اور مجملاً بھی۔

(البیضاوی مع الکازرونی ج ٢ ص ٤٠٦ مطبوعہ دار الفکر بیروت ١٤١٦ھ)

علامہ ابو الحیان عبداللہ بن یوسف اندلسی متوفی ۷۵۴ھ لکھتے ہیں:

اگر کتاب سے مراد قرآن مجید ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نے اس کتاب میں ایسی کسی چیز کو نہیں چھوڑا جو اللہ کی معرفت کی دعوت دیتی ہو اور اس کے احکام کی طرف بلاتی ہو۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ یہ کتاب تمام احکام شرعیہ پر مشتمل ہے۔

(البحر المحیط' ج ۴' ص ۵۰۳' مطبوعہ دار الفکر بیروت' ۱۴۱۲ھ)

علامہ ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم جوزیہ حنبلی متوفی ۷۵۱ھ لکھتے ہیں:

کتاب کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد قرآن مجید ہے۔ اس بناء پر اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم نے اس چیز کو نہیں چھوڑا جس کے ذکر کی احتیاج ہے۔ (بدائع التفسیر' ص ۱۴۸۔۱۴۷' مطبوعہ دار ابن الجوزی' ریاض' ۱۴۱۴ھ)

علامہ نظام الدین حسن بن محمد حسین قمی نیشا پوری متوفی ۷۲۸ھ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہم نے کتاب میں کسی چیز کے ذکر کو نہیں چھوڑا۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں طب' حساب' دیگر علوم اور لوگوں کے مذاہب کی تفصیلات تو نہیں ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تفریط نہ کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ جس چیز کی احتیاج ہو اس کو نہ چھوڑا جائے اور احتیاج اصول اور قوانین کی ہوتی ہے۔ اور وہ قرآن مجید میں مذکور ہیں اور علم الفروع کی تفاصیل کے متعلق علماء نے کہا ہے کہ وہ سنت' اجماع اور قیاس سے ثابت ہیں۔

(غرائب القرآن و رغائب الفرقان علی ھامش جامع البیان' جز ۷ ص ۲۴' مطبوعہ دار الفکر' بیروت ۱۴۰۹ھ)

علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں:

اگر کتاب سے مراد قرآن مجید ہو تو اس کا معنی ہے کہ یہ کتاب اپنی عبارت' دلالت' اشارت اور اقتضاء کے اعتبار سے ان تمام امور پر مشتمل ہے جن کی طرف ہم

اپنی عبادات میں محتاج ہیں۔

(مدارک التنزیل علی ہامش الخازن ج ۲ ص ۱۰ مطبوعہ دارالکتب العربیہ پشاور)

علامہ ابوسعود محمد بن عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ھ لکھتے ہیں:

اگر اس آیت میں کتاب سے مراد قرآن مجید ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نے اہم اشیاء کے بیان میں سے قرآن مجید میں کسی شے کو ترک نہیں کیا اور ان میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات کی مصلحتوں کی رعایت فرماتا ہے۔

(تفسیر ابوسعود علی ہامش التفسیر الکبیر ج ۳ ص ۱۶۹ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ لکھتے ہیں:

یا کتاب سے مراد قرآن مجید ہے' کیونکہ اس میں ان تمام چیزوں کو مفصلاً یا مجملاً مدون کیا گیا ہے جن کی دین میں احتیاج ہوتی ہے۔

(التفسیر المظہری ج ۳ ص ۲۳۴ مطبوعہ بلوچات ۶ ان بک ڈپو ۱۴۰۴ھ)

سید محمد رشید رضا اپنے استاد الشیخ محمد عبدہ کی تقریر لکھتے ہیں:

اگر کتاب سے قرآن مجید مراد لیا جائے تو اس آیت کے عموم سے مراد دین کے موضوع کا عموم ہوگا' جس دین کو دے کر رسولوں کو بھیجا جاتا ہے' اور جس کی وجہ سے کتابوں کو نازل کیا جاتا ہے اور وہ ہدایت ہے کیونکہ ہر چیز کا عموم اس کے اعتبار سے ہوتا ہے اور اس آیت کا معنی ہے کہ ہم نے اس کتاب میں ہدایت کی ان اقسام میں سے کسی قسم کو ترک نہیں کیا جن کی وجہ سے رسولوں کو بھیجا جاتا ہے' اور ہم نے ان کو اس کتاب میں بیان کر دیا ہے اور وہ دین کے اصول' قواعد اور احکام ہیں اور ان میں انسان کی قوت بدنی اور قوت عقلی کی یہ رہنمائی کی گئی ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے مسخر کر دیا ہے' وہ ان سے کس طرح استفادہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی سنتوں کی رعایت کر کے کس طرح سے انفرادی اور اجتماعی کمال

حاصل کرے اور قرآن مجید نے صریح عبارات اور اشارات سے اس کے حصول کا طریقہ بیان فرمایا ہے۔ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ قرآن مجید میں تمام کائنات کے علوم ہیں اور تمام "ماکان وما یکون" کا ذکر ہے اور یہ کہ ایک دن شیخ محی الدین ابن العربی اپنے دراز گوش سے گرے گئے اور ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی تو انہوں نے لوگوں کو اس وقت تک یہ اجازت نہیں دی کہ ان کو اٹھائیں جب تک کہ انہوں نے سورۃ فاتحہ سے اپنے گدھے سے گرنے اور ٹانگ ٹوٹنے کے حادثہ کا استخراج نہیں کر لیا۔ یہ دعویٰ ایسا ہے کہ صحابہ میں سے کسی نے اس کا قول نہیں کیا اور نہ فقہاء تابعین اور علماء سلف صالحین میں سے کسی کا یہ قول ہے اور نہ ہی لوگوں میں سے کوئی شخص اس قول کو قبول کرے گا' سوا ان لوگوں کے جن کا یہ اعتقاد ہے کہ گزرے ہوئے لوگوں نے جو کچھ اپنی کتابوں میں لکھ دیا ہے وہ سب حق ہے۔ خواہ اس کو عقل قبول کرے' نہ اس کی نقل تائید کرے اور نہ اس پر لغت دلالت کرے۔ اس کے برعکس ائمہ سلف نے یہ کہا ہے کہ عبادات ضروریہ کے تمام احکام فرعیہ پر قرآن مجید مشتمل نہیں ہے نہ صریح عبارت سے' نہ اشارۃ النص سے' بلکہ قرآن نے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کرنا واجب ہے۔ لہٰذا ہر وہ چیز جو سنت سے ثابت ہے' اس پر بھی قرآن دلالت کرتا ہے۔ نیز قرآن مجید نے قیاس صحیح کے قواعد کو ثابت کیا ہے اور دیگر قواعد کو بھی ثابت کیا ہے۔ لہٰذا قیاس کی فروع اور جزئیات پر بھی قرآن مشتمل ہے اور دین کی کوئی چیز ان سے خارج نہیں ہے۔

(المنار جز ۷ ص ۳۹۵ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

علامہ محمد جمال الدین قاسمی متوفی ۱۳۳۲ ھ لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید شریعت کا کلیہ ہے اور اس میں امور کلیات جمع کیے گئے ہیں' کیونکہ ان کے نزول کے مکمل ہونے سے شریعت تام ہو گئی لہٰذا جب ہم شریعت کے کلیات کی طرف

نظر کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید ان تمام کو شامل ہے۔

(تفسیر القاسمی ج ٦، ص ٥٢١، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ احمد مصطفی المراغی لکھتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ کتاب سے مراد قرآن مجید ہے، یعنی ہم نے قرآن مجید میں ہدایت کی ان اقسام میں سے کوئی قسم نہیں چھوڑی جن کی وجہ سے رسولوں کو بھیجا گیا ہے اور اس میں دین کے اصول، احکام اور حکمتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ رہنمائی کی گئی ہے کہ انسان اپنی بدنی اور عقلی قوتوں کو کس طرح استعمال کرے۔

(تفسیر المراغی ج ٧، ص ١١٩)

ڈاکٹر وھبہ زحیلی لکھتے ہیں: اگر اس آیت میں کتاب سے مراد قرآن ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ قرآن مجید مکمل شریعت پر دلالت کرتا ہے اور اسلام کے مبادی اور تمام احکام کے اصول اور دین کے اخلاق وضوابط پر محیط ہے۔

(التفسیر المنیر، جز ٧ ص ١٩٧، مطبوعہ دار الفکر بیروت ١٤١١ھ)

علامہ محی الدین شیخ زادہ متوفی ٦٨٥ھ لکھتے ہیں:

اگر کتاب سے مراد قرآن مجید ہو تو اس پر یہ اعتراض ہے کہ قرآن کریم میں علم طب اور علم حساب کی تفاصیل کا ذکر تو نہیں ہے، نہ دیگر علوم اور ان کے مباحث کا ذکر ہے اور نہ ائمہ کے مذاہب کا ذکر ہے اور نہ انکے ان دلائل کا ذکر ہے جو علم الاصول اور علم الفروع میں ذکر کیے گئے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ ہم نے کتاب میں سے کسی چیز کا ذکر نہیں چھوڑا، اس سے مراد یہ ہے کہ مکلفین کو اپنے دین کی فہم میں جن امور کی ضرورت ہوتی ہے، ہم ان کو نہیں چھوڑا۔ اور جن امور کی حاجت نہیں ہے، ان کی تفصیل نہیں کی اور علم الاصول بتمامہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں دلائل اصلیہ پوری تفصیل سے موجود ہیں اور ائمہ مذاہب کی

تفاصیل اور ان کے اقوال کے ذکر کی اس میں کوئی حاجت نہیں ہے۔ باقی رہی علم الفروع کی تفاصیل تو علماء نے ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید اس پر دلالت کرتا ہے کہ اجماع' خبر واحد اور قیاس شریعت میں حجت ہیں اور جو مسئلہ بھی ان تین ذرائع میں سے کسی ایک سے ثابت ہوگا' وہ درحقیقت قرآن کریم میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور رسول تم کو جو (احکام) دیں' ان کو قبول کرو اور جن کاموں سے تم کو روکیں ان سے باز رہو (الحشر: 59) اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے تم میری سنت پر اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت پر لازم عمل کرنا اور حضرت ابن مسعود (رض) نے فرمایا میں اس پر کیوں نہ لعنت کروں جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے' یعنی گودنے والی پر اور گدوانے والی پر اور بال جوڑنے والی پر اور بال جڑوانے والی پر۔

روایت ہے کہ ایک عورت نے پورے قرآن کو پڑھا پھر وہ حضرت ابن مسعود (رض) کے پاس آئی اور کہنے لگی میں نے گذشتہ رات پورے قرآن کو پڑھا اور مجھے اس میں یہ آیت نہیں ملی کہ گودنے والی پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ حضرت ابن مسعود (رض) نے فرمایا اگر تم واقعی تلاوت کرتیں تو تو تم کو آیت مل جاتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور رسول تم کو جو (احکام) دیں ان کو قبول کرو' اور جن کاموں سے منع کریں ان سے باز رہو' اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمیں جو احکام دیئے ہیں' ان میں یہ حکم بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ گودنے والی پر اور گدوانے والی پر لعنت فرماتا ہے' اور روایت ہے کہ ایک دن امام شافعی مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے آکر پوچھا اگر محرم بھڑ (تتیہ) کو مار دے تو کیا اس پر تاوان ہے؟ امام شافعی نے فرمایا اس پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ اس شخص نے پوچھا کہ حکم قرآن مجید میں کہاں ہے؟ کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور رسول تم کو جو (احکام) دیں وہ قبول کرو پھر سند کے ساتھ بیان کیا کہ رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تم میری سنت پر اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت پر لازما عمل کرنا۔ پھر سند کے ساتھ ذکر کیا کہ جس محرم نے بھڑ کو قتل کیا تھا' اس کے متعلق حضرت عمر (رض) نے یہی فرمایا تھا' تو امام شافعی نے تین درجات کے ساتھ اس حکم کو قرآن مجید سے مستنبط کیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب قرآن مجید اس پر دلالت کرتا ہے کہ اجماع حجت ہے اور خبر واحد حجت ہے اور قیاس حجت ہے' لہٰذا ہر وہ حکم جو ان تین طریقوں میں سے کسی ایک سے ثابت ہوگا' وہ درحقیقت قرآن مجید سے ثابت ہوگا اور اس تقریر کے مطابق اس آیت کا یہ معنی صحیح ہے کہ ہم نے کتاب میں کسی چیز کے بیان کو نہیں چھوڑا' کیونکہ اس کتاب کا موضوع عقائد اسلام اور احکام شرعیہ کا بیان ہے اور وہ تمام عقائد اور احکام قرآن مجید میں یا صریح عبارت کے ساتھ موجود ہیں یا دلالت کے ساتھ موجود ہیں اور وہ دلالت اجماع' خبر واحد یا قیاس میں سے کسی ایک سے حاصل ہوگی۔

(حاشیہ شیخ زادہ علی تفسیر البیضاوی' ج ۲' ص ۱۶٤)

ہم نے یہ واضح کرنے کے لیے بہ کثرت دلائل اور حوالہ جات پیش کیے ہیں کہ قرآن مجید میں صرف عقائد اسلام اور احکام شرعیہ کو بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ ہمارے زمانہ میں یہ بات بہت مشہور ہوگئی ہے کہ قرآن مجید میں ابتداء افرینش عالم سے لے کر دخول جنت اور دخول نار تک تمام کوائف اور حوادث اور تمام مخلوقات کے تمام احوال بیان کیے گئے ہیں اور جیسا کہ قارئین پر واضح ہو چکا ہے' یہ بالکل بے اصل بات ہے۔ (تبیان القرآن ص 460 / 461، ج3)

فرمایا: یہ قرآن کوئی من گھڑت بتا نہیں یعنی سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت یوسف کا قصہ بیان کیا ہے یہ کوئی جھوٹ نہیں ہے بلکہ سابقہ آسمانی کتابوں کے موافق ہے، اور ان کا مصدق ہے۔

قرآن مجید میں ہر شے کی تفصیل مجمل:

اور فرمایا: اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے، اس کے دو معنی ہیں: ایک یہ کہ اس میں حضرت یوسف کے قصہ کی پوری تفصیل ہے، اور اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ اس قرآن میں بندوں کی دنیا اور آخرت کی فلاح سے متعلق تمام احکام شرعیہ کی تفصیل ہے اور ان کی رشد و ہدایت اور اصلاح و عقائد اور مبداء اور معاد کی تمام تفصیل اس میں موجود ہے۔ اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ اس میں ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک رونما ہونے والے تمام واقعات کی تفصیل ہے اور آسمانوں اور زمینوں کے تمام حقائق اور ان کے تمام اسرار و رموز اور ان کے تمام منافع اور مضار کی تفصیلات اس قرآن میں ہیں کیونکہ قرآن مجید تاریخ، جغرافیہ اور سائنس کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ رشد و ہدایت کی کتاب ہے اور اس میں رشد و ہدایت سے متعلق تمام تفصیلات ہیں۔ نیز فرمایا: یہ ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے، قرآن مجید ہدایت تو تمام انسانوں کے لیے ہے، لیکن اس کی ہدایت سے صرف ایمان والے فائدہ اٹھاتے ہیں، اس لیے فرمایا: یہ قرآن ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

(تبیان القرآن ص 883، ج 5)

تبصرہ:

بریلوی محقق سعیدی کی تحقیق کی رو سے امام اہلِ بدعت احمد رضا خان نے چھ آیات قرآنیہ کا یہ معنی کر کے کہ قرآن کریم میں جمیع ماکان وما یکون کا روشن اور تفصیلی بیان ہے۔ چھ آیات مبارکہ کا غلط معنی کر کے تحریف قرآن کے مرتکب ہوئے، نیز ان آیات کو جمیع ماکان وما یکون کے روشن بیان میں نص قطعی قرار دے کر افتراء علی اللہ کے مرتکب ہوئے اور خان صاحب کا اپنا فتویٰ ماقبل مذکور ہو چکا ہے، کہ محرف قرآن یہودی اور افتراء علی اللہ کا مرتکب کافر ہے۔ تو خان

صاحب اپنے فتویٰ کی رو سے یہودی اور کافر قرار پائے۔

تحریف رضا نمبر ﴿5﴾

تازیانہ نمبر9: پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی لکھتا ہے:۔

ایک اور مقام پر حضرت غوثِ پاک کی عظمت وفضیلت بیان کرتے ہوئے فاضل بریلوی یوں گوہرہائے آبدار لٹاتے ہیں۔

ورفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا، ذکر ہے اونچا تیرا
مٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے، نہ مٹے گا، کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

ایک اور مقام پر اشرف سیالوی و بصیر پوری جیسے معاندین ومنکرین کو خبردار کرتے ہوئے فاضل بریلوی بول اٹھتے ہیں۔

بازِ اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرتیں
دیکھ! اُڑ جائے نہ ایمان کا طوطا تیرا

(لطمۃ الغیب علی ازالۃ الریب ص 253/254)

مقصودی نکات: پیر نصیر الدین نصیر اور مفتی اقتدار کی تصریح سے درج ذیل نکات قابل غور ہیں:۔

1۔ سورۂ الم نشرح کی آیت رفعنا لك ذكرك جو رسول اللہ ﷺ کی امتیازی شان وعظمت کے بارے میں نازل ہوئی خان صاحب بریلوی نے آیت کی تحریف کر کے شیخ عبدالقادر جیلانی " پر چسپاں کر دی اور شیخ جیلانی

کورسول اللہ ﷺ کے برابر کر دیا۔

تنقید اقتدار:

مفتی اقتدار نعیمی لکھتا ہے:۔ یہ تینوں اشعار دراصل نعتیہ ہیں نہ منقبت کے اور غلطی سے منقبت غوثِ اعظم میں چھپ گئے۔مگر یہ آپ نے تدبر کیوں نہ فرمایا جب کہ یہ سورۂ الم نشرح کی ایک آیت کی تفسیر ہے۔یہاں آپ نے لم یخروا علیہا صما و عمیانا (فرقان: 73) کا مظاہرہ کیوں نہ فرمایا۔یہ اشعار تو کسی صورت منقبت غوثِ پاک ہو سکتے ہی نہیں ورنہ مخالفت قرآن مجید لازم آئے گی۔(فتاویٰ نعیمیہ)

تبصرہ:

خان صاحب بریلوی نے ورفعنالك ذكرك آیت کا مصداق شیخ عبدالقادر جیلانی کو قرار دے کر ایک تو عبدالمجید سعیدی کے فتویٰ کی رو سے تحریف قرآن کے مرتکب ہو کر کافر قرار پائے،اور دوسرا مفتی اقتدار کی تحقیق کی رو سے قرآن کریم کی صریح مخالفت کی ہے،اور مخالفت قرآن کے کفر ہونے میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں، نیز شیخ عبدالقادر جیلانی کو رسول اللہ ﷺ کے برابر قرار دینا اس میں کئی ہزار کفر لازم ہیں، جب شیخ عبدالقادر جیلانی کو رسول اللہ ﷺ کے برابر قرار دیا تو اس سے لازم آئے گا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی باقی انبیاء سے افضل ہوں جو صریح کفر ہے۔

تحریفِ رضا نمبر ﴿6﴾

تازیانہ نمبر10: خان صاحب بریلوی سورۃ قصص کی 27 ویں آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو پھر اگر پورے دس برس کر لو تو تمہاری طرف سے ہے"۔ الخ (کنزالایمان مع خزائن العرفان ص 699)

مفتی اقتدار نعیمی لکھتا ہے:

سوال نمبر 21۔ ماہنامہ ضیاء حرم مارچ 1985ء صفحہ نمبر 92 پر ہے۔ کہ بیوی کا حق مہر۔ اس کی بکریاں چرانا اور یا اس کی شرعی طور پر کسی طرح کی خدمت کرنا بھی بن سکتا ہے میں نے صاحب مضمون سے خود پوچھا کہ کیا یہ درست ہے تو انہوں نے اس کو درست کہتے ہوئے اعلیٰ حضرت کے ترجمے کنزالایمان کا حوالہ دیا کہ واقعہ موسیٰ وشعیب علیہما السلام میں۔ علی ان تاجرنی ثمانیۃ حجج آیت 27 سورۃ قصص میں اعلیٰ حضرت نے یہی ترجمہ فرمایا ہے کہ میری بیٹی کے مہر میں تم آٹھ سال میری بکریوں کو چراؤ۔ میں یہ پڑھ کر پریشان بھی ہوا اور خاموش بھی۔ لہٰذا آپ اس مسئلے کو حل فرمائیں۔

جواب: یہ ترجمہ ہر اعتبار سے مناسب ہے نہ تو قرآن مجید میں اس کی گنجائش ہے نہ یہ کسی لفظ کا ترجمہ ہو سکتا ہے مہر زوجہ کے جو اصول وضوابط ہیں یا شرائط ہیں یہ ترجمہ ان کے بھی خلاف علاوہ ازیں فقہ حنفی کے بھی خلاف ہے۔ جب کہ اعلیٰ حضرت خود حنفی المسلک ہیں۔ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ پچھلی شریعتوں میں یا حضرت شعیب علیہ السلام کی شریعت میں اس طرح مہر کا لینا دینا جائز یا مروّج تھا اس لیے کہ پھر کے ثبوت کے لیے کوئی دلیل چاہیئے اور اگر ایسا ہوتا تو قرآن مجید میں ضرور کوئی وضاحت ہوتی علی ان تاجرنی نہ ہوتا۔ نیز کی نسبت تو حضرت شعیب کی طرف ہے نہ کہ زوجہ کی طرف غرضکہ اس ایک ذرا سی چشم پوشی سے بہت سے سوال وارد ہو جاتے ہیں، مثلاً علی ان تاجرنی کے لفظ میں مہر کس لفظ کا ترجمہ کیا گیا۔ علی ان کا معنی تو یہ ہو سکتا تھا کہ اس شرط پر نکاح

کروں گا کہ تم اتنے عرصے میرے پاس رہو اور میری نوکری کرو (بکریاں چراؤ یا دیگر میرے کام کرو میری خدمت کرو) اور یہ خدمت میں مفت نہیں لوں گا۔ بلکہ تاجر اجرت پر کام کرو، اجرت کچھ بھی ہوسکتی ہے کم ازکم رہائش خوراک بھی اجرت ہی میں شمار ہوگی۔ 2۔ مہر صرف بیوی کا حق ہوتا ہے۔ نہ کہ سسر کا یا دیگر گھر والوں کا 3۔ جس وقت حضرت شعیب یہ بات فرما رہے ہیں اس وقت نہ تو نکاح ہورہا ہے اور نہ بیوی کا تعین ہی ہے۔ کہ کون سی بیٹی سے نکاح ہونا ہے اور یہ خدمت گزاری آج ہی سے شروع ہے جو آٹھ سال تک رہے گی پھر نکاح اس وقت ہوگا جس وقت یہ خدمت ختم ہوچکی ہوگی۔ بیوی کو تو اس میں سے کچھ بھی نہ ملا۔ یہ خدمت بھی بیوی کی نہ ہوئی جب کہ مہر کا قانون وضابطہ یہ ہے کہ حق مہر بیوی کی منگنی یعنی تعین کے بعد بوقت نکاح مقرر کیا جاتا ہے اور بیوی کا ہی وہ حق ہے کسی اور کا نہیں کیونکہ وہ ملک بضعہ کا بدلہ ہے۔ اور بیوی نکاح کے بعد تو جب چاہے لیں دیں ہو مگر نکاح سے پہلے مہر دینا واجب نہیں اگر دے بھی دیا تو وہ امانت ہوگا نکاح سے پہلے بیوی اس کو استعمال نہیں کرسکتی، یہ ہیں وہ سوالات جو اس ترجمے پروارد ہوتے ہیں ان کے جوابات تو وہی دے سکتا ہے جس نے یہ ترجمہ اختراع کیا۔ اعلیٰ حضرت تو اب موجود نہیں جو وضاحت فرمائیں۔ (تنقیدات ص 28-29)

تبصرہ:

مفتی اقتدار احمد نعیمی کی مدلل تحقیق سے واضح ہوا کہ خان صاحب بریلوی نے سورہ قصص کی آیت محولہ بالا ترجمہ غلط کیا اور یہ بات ذکر کی جاچکی ہے کہ علمائے بریلویہ عبدالمجید سعیدی وغیرہ غلط ترجمہ کرنے والے کو کافر اور خان صاحب بریلوی خود آیات کے معنی بدلنے کو یہودیت اور بددینی قرار دیتے ہیں۔ تو خان صاحب بریلوی سعیدی فتویٰ کی رو سے کافر اور اپنے فتویٰ کی رو سے بددین اور عادت یہودی کے

مرتکب قرار پائے۔

گردنوں پر دشمنانِ دین کی
تیرا خنجر چل گیا احمد رضا

تحریف رضا نمبر ﴿7،8،9﴾

تازیانہ نمبر11: غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

ترجمہ: اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ مومنوں کو اس حال پر چھوڑ دے جس پر (آج کل) تم ہو حتی کہ وہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم (عام مسلمانوں) کو غیب پر مطلع کرے لیکن اللہ (غیب پر مطلع کرنے کے لیے) جن کو چاہتا ہے چن لیتا ہے اور وہ اللہ کے (سب) رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم (عام مسلمانوں) کو غیب پر مطلع کرے لیکن اللہ (غیب پر مطلع کرنے کے لیے) جن کو چاہتا ہے چن لیتا ہے اور وہ اللہ کے (سب) رسول ہیں۔ (آل عمران:۱۷۹)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی (رح) (متوفی ۱۳۴۰ھ) اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: "اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔"

محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی (رح) (متنی ۱۹۶۱ء) "اور نہیں ہے اللہ کہ آگاہی بخشے تم سب کو غیب پر لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔"

علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری (رح) (متوفی ۱۴۱۸ھ) لکھتے ہیں "اور نہیں اللہ (کی شان) کہ آگاہ کرے تمہیں غیب پر البتہ اللہ (غیب کے علم کے لیے) چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے۔"

ان تراجم میں "من" کو تبعیضیہ قرار دیا ہے، جس کا حاصل ہے بعض رسولوں کو غیب پر مطلع فرمایا ہے اور ہمارے ترجمہ میں "من" "من یشاء" کا بیان ہے، جس کا حاصل ہے سب رسولوں کو غیب پر مطلع فرمایا ہے، کیونکہ سب رسول اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے اور برگزیدہ ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کو علم الغیب ہے یا غیب کی خبروں کا علم ہے:۔۔۔۔۔۔

سید ابوالاعلی مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ اس آیت کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

مگر اللہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ تم کو غیب پر مطلع کردے۔ غیب کی باتیں بتانے کے لیے تو وہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے منتخب کر لیتا ہے، یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس ترجمہ کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سب رسولوں کو غیب پر مطلع نہیں فرماتا بلکہ منتخب رسولوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے۔

محقق سعیدی لکھتا ہے:۔

ترجمہ: وہ ہر غیب کا جاننے والا ہے، سو وہ اپنے ہر غیب پر کسی کو مکمل مطلع نہیں فرماتا۔۔۔۔۔

تفسیر: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ ہر غیب کا جاننے والا ہے سو وہ اپنے ہر غیب پر کسی کو مکمل مطلع نہیں فرماتا۔ ماسوا ان کے جن کو اس نے پسند فرما لیا ہے جو اس کے (سب) رسول ہیں، سو وہ اس رسول کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر فرما دیتا ہے۔ تاکہ اللہ اس بات کو ظاہر فرما دے کہ بے شک ان سب رسولوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں، اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس سب کا اللہ نے احاطہ فرما لیا ہے اور اس نے

ہر چیز کا شمار کر لیا ہے۔ (الجن: ۲۸۔۲۶)

علامہ سید محمد محدث اعظم ہند کچھوچھوی متوفی ۱۳۸۳ھ لکھتے ہیں:

"اور وہ غیب کا جاننے والا ہے تو نہیں مکمل آگاہی دینا غیب پر کسی کو مگر جسے چن لیا رسول سے۔" (معارف القرآن ص ۶۸۹، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

"وہ غیب جاننے والا (ہے) تو اپنے غیب پر کسی کو (کامل) اطلاع نہیں دیتا، مگر جنہیں پسند فرما لیا جو اس کے سب رسول ہیں۔"

(البیان ص ۷۴۵۔۷۴۴، کاظمی پبلی کیشنز، ملتان)

پیر محمد کرم شاہ الازہری متوفی ۱۹۹۸ء لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ غیب کو جاننے والا ہے پس وہ آگاہ نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو بجز اس رسول کے جس کو اس نے پسند فرما لیا ہو۔"

(جمال القرآن ص ۹۴۶، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

الجن: ۲۶ میں اظہار بہ معنی تسلط پر بحث و نظر: بعض محترم اکابر رحمہ اللہ نے اس آیت کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ اس ترجمہ میں چند امور ہماری ناقص فہم میں نہیں آسکے، جن کا ذکر حسب ذیل ہے:

(۱) ہم کتب لغت کے حوالوں سے لکھ چکے ہیں کہ اس آیت میں "یظھر" کا معنی مطلع کرنا ہے، اور تمام مفسرین نے "یظھر" کی تفسیر میں لکھا ہے: اس کا معنی مطلع کرنا ہے، لہٰذا اس کے معنی میں مسلط کرنا مراد نہیں ہے، نیز قرآن مجید میں ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران: ۱۷۹)

"اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ تمہیں غیب پر مطلع کردے لیکن اللہ جن کو چاہتا ہے چن لیتا ہے اور وہ اللہ کے (سب) رسول ہیں۔"

"القرآن یسفر بعضہ بعضا" بعض قرآن بعض کی تفسیر کرتا ہے، سو جس طرح اس آیت میں رسولوں کو غیب پر مطلع کرنے کا ذکر ہے، اسی طرح الجن: ۲۶ میں بھی "یظھر" سے غیب پر مطلع کرنا مراد ہے اور غیب پر مسلط کرنا مراد نہیں ہے۔

(۲) غیب پر مسلط کرنے کا معنیٰ ہے: غیب پر غالب کرنا اور غیب پر غالب کرنے سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ غیب کے ہر فرد کا رسولوں کو علم ہو، اور غیب کا ہر فرد خواہ وہ غیب متناہی ہو، رسولوں کو معلوم نہیں ہوتا، حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے قصہ میں اس کی واضح دلیل ہے، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق اعلیٰ حضرت (رض) نے تصریح کی ہے آپ علم تدریجی ہے، جو نزول قرآن کی تکمیل کے ساتھ مکمل ہوا، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ پہلے کچھ غیب کا علم نہیں تھا جس کا بعد میں علم ہوا، پھر آپ غیب پر مسلط اور غالب کیسے ہوئے، جب کہ سورۃ الجن ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔

(۳) نیز اس ترجمہ سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب رسولوں کو غیب پر مطلع نہیں فرماتا بلکہ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے، کیونکہ علماء کی عبارات میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے، اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ رسول غیر پسندیدہ ہیں کیونکہ اس ترجمہ میں رسولوں کو پسندیدہ کی صفت کے ساتھ مقید کیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے تمام رسول پسندیدہ اور مختار ہیں۔

(٤) اللہ تعالیٰ اپنے غیب کا رسولوں پر اظہار نہیں فرماتا، اس کے غیوب غیر متناہی ہیں اور رسولوں کے علوم متناہی ہیں، اور متناہی غیر متناہی کا محل نہیں بن سکتا، اسی لیے اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسولوں کو اپنے بعض غیوب پر مطلع

فرماتا ہے اور اس کی مقدار رسولوں کے مرتبہ کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، ہمارے رسول سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ تعالی نے تمام رسولوں سے زیادہ علم غیب عطاء فرمایا، جو تمام مخلوق کے علم سے زیادہ ہے۔

(۵) اس آیت میں "من" بیانیہ ہے کیونکہ "من ارتضی" مبہم ہے اور اس کا بیان "من رسول" ہے جب کہ اس ترجمہ میں "من" تبعیضیہ کا لحاظ کیا گیا ہے اور اس آیت میں "من" کا تبعیضیہ ہونا ہماری سمجھ میں اس لیے نہیں آسکا کہ "من" تبعیضیہ کے بعد امور متعدد کا ذکر ہوتا ہے، جیسے "اخذت من الدراھم" ہمارے ناقص علم کے مطابق اس آیت کا ترجمہ اس طرح ہے: وہ ہر غیب کا جاننے والا ہے، سو وہ اپنے ہر غیب پر کسی کو مکمل مطلع نہیں فرماتا، ماسوا ان کے جن کو اس نے پسند فرمالیا ہے، جو اس کے سب رسول ہیں۔

(٦) اسی طرح بعض محترم اکابر رحمہم اللہ نے آل عمران: ۱۷۹ کا جو ترجمہ کیا ہے، اس کو بھی ہم نہیں سمجھ سکے، وہ ترجمہ یہ ہے۔ اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے، ہاں! اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

اس ترجمہ میں بھی "من" کو تبعیضیہ قرار دیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ نے بعض رسولوں کو غیب پر مطلع فرمایا ہے اور بعض کو نہیں، کیونکہ علماء کی عبارت میں مفہوم مخالفت معتبر ہوتا ہے، ہماری ناقص فہم کے اعتبار سے اس آیت کا ترجمہ اس طرح ہے: اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم (عام مسلمانوں کو) غیب پر مطلع کرے لیکن اللہ (غیب پر) مطلع (کرنے کے لیے) جن کو چاہتا ہے چن لیتا ہے اور وہ اللہ کے سب رسول ہیں۔

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، آل عمران: ۱۷۹ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس آیت میں "من" ابتداء غایت کے لیے ہے اور تمام رسل علیہم السلام میں پسندیدگی کو عام فرمانے کے لیے ہے تاکہ یہ آیت اس پر دلالت کرے کہ رسول اللہ (ﷺ) کو جو غیب پر مطلع فرمایا ہے اور بعض کو نہیں، کیونکہ علماء کی عبارات میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے، ہماری ناقص فہم کے اعتبار سے اس آیت کا ترجمہ اس طرح ہے: اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم (عام مسلمانوں کو) غیب پر مطلع کرے لیکن اللہ (غیب پر) مطلع (کرنے کے لیے) جن کو چاہتا ہے چن لیتا ہے اور وہ اللہ کے سب رسول ہیں۔

علامہ سید محمود آلوسی حنفی ۱۲۷۰ھ، آل عمران: ۱۷۹ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس آیت میں "من" ابتداء غایت کے لیے ہے اور تمام رسل علیہم السلام میں پسندیدگی کو عام فرمانے کے لیے ہے تاکہ یہ آیت اس پر دلالت کرے کہ رسول اللہ (ﷺ) کو جو غیب پر مطلع فرمایا ہے، وہ اس قوی اصل پر مبنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسل صلوات اللہ علیہم میں یہی سنت ہے کہ وہ انہیں غیب پر مطلع فرماتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ "من" تبعیض کے لیے ہے کیونکہ مغیبات پر مطلع فرمانا بعض رسولوں کے ساتھ اور بعض اوقات میں مخصوص ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کی مشیت کا تقاضا ہو۔ واضح رہے کہ یہ تو درست ہے کہ غیب کی اطلاع بعض اطلاعات کے ساتھ خاص ہو، لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ غیب کی اطلاع بعض رسولوں کے ساتھ مخصوص ہے، اور شاید کہ صحیح بات کہ اس کے برعکس ہے۔

(روح المعانی جز ٤ ص ٢١٦، دار الفکر، بیروت، ١٤١٧ھ)

ہر چند کہ علامہ آلوسی نے اس آیت میں "من" کو ابتداء غایت کے لیے قرار دیا ہے، لیکن اس کا مآل میں بھی وہی ہے جو "من" بیانیہ کا ہے کیونکہ دونوں صورتوں میں معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے، نہ کہ بعض

رسولوں کو، بلکہ علامہ آلوسی نے "من" تبعیضہ کو صراحتہً رد کردیا ہے اور ہم نے "من" بیانیہ اس لیے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران: ۱۷۹) "من یشاء" میں "من" موصول ہے اور اسم موصول مبہم ہوتا ہے اور اس مبہم کا یہ تقاضا ہے کہ اس کا بیان کیا جائے، پس "من رسلہ" "من یشاء" کا بیان مقدم ہے، یعنی اللہ جن کو چاہتا ہے ان کو غیب کی اطلاع کے لیے پسند فرمالیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سب رسول ہیں۔

علامہ اسماعیل بن محمد القونوی المتوفی ۱۱۹۵ھ لکھتے ہیں: اس آیت میں جمع کے صیغہ سے "رسل" فرمایا ہے کیونکہ نبی (ﷺ) کی تصدیق اس وقت معتبر ہوتی ہے جب وہ تمام رسولوں کی تصدیق کے ساتھ ہو اور اللہ تعالیٰ نے عمومی طور پر رسولوں کے پسندیدہ ہونے کا ذکر فرمایا تاکہ اس پر تنبیہ ہو کہ غیب کی اطلاع دینا تمام رسولوں کے لیے عام ہے اور یہ صرف ہمارے نبی (ﷺ) کے خصائص میں سے نہیں ہے۔

اس پر محشی نے لکھا ہے:

اس میں یہ اشارہ ہے کہ اس آیت میں "من رسلہ" میں "من" بیانیہ ہے، تبعیضیہ نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا ہے۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ آل عمران: ۱۷۹ اور الجن: ۲۶ میں مذکور "من" بیانیہ ہے، تبعیضیہ نہیں ہے۔ میں نے بہت غور و فکر کے بعد ان آیتوں کو اسی طرح سمجھا ہے، اگر یہ درست ہے تو اس گنہگار پر یہ اللہ کا کرم ہے اور اس کے رسول کا فیضان ہے ورنہ یہ میری سوء فہم اور مطالعہ کا نقص ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ﷺ) اس سے بری ہیں۔

مقصودی نکات:

شیخ غلام رسول سعیدی کی عبارات سے درج ذیل نکات واضح ہوئے۔

1۔ آل عمران: ۱۷۹ اور الجن: ۲۶ میں مذکور "من" بیانیہ ہے۔

2۔ "چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے"۔ غلط ترجمہ ہے۔

3۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی، علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری، غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی نے ان دونوں آیتوں میں "من" کو تبعیضیہ بنا کر دونوں آیتوں کا ترجمہ غلط کیا ہے۔

4۔ مذکورہ بالا اکابر بریلویہ کے ترجمہ کا مطلب یہ بنتا ہے کہ کچھ رسول پسندیدہ ہیں اور کچھ رسول ناپسندیدہ ہیں۔ (معاذ اللہ)

5۔ "یظھر" کا معنیٰ "مسلط" کرنا درست نہیں ہے بلکہ خلافِ نصوص ہے۔ جیسا کہ فاضل بریلوی نے ملفوظات (ص 43) پر ترجمہ کیا ہے۔ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسول کو صرف اظہار ہی نہیں بلکہ رسولوں کو علمِ غیب پر مسلط فرما دیا۔

نوٹ: قرآن کریم کا غلط ترجمہ کرنا اور بعض رسولوں کو ناپسندیدہ قرار دینا بالاتفاق کفر ہے اور قرآن پاک کی بدترین تحریف ہے۔

اہم فائدہ: خان صاحب نے دو آیتوں میں "من تبعیضیہ" اور ایک آیت میں "یظھر" کا معنیٰ بگاڑ کر تین تحریفات کے مرتکب ہوئے۔ جو بقول عبدالمجید سعیدی بریلوی کے تین کفر قرار پائیں گے۔

فیصلہ اعلیٰ حضرت:

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے "تحریف نصوص ہے کہ عادت یہود ہے، بے دینی کی بڑی ڈھال یہی ہے کہ نصوص کے معنیٰ بدل دیں"۔ (فتاویٰ رضویہ ص 215، ج 15)

نیز لکھتا ہے اور اگر ذی علم ہے اور دانستہ تفسیر غلط کی غلط حکم لگایا تو اشد و اعظم کبائر کا ارتکاب کیا کہ اللہ عزوجل پر بہتان اٹھایا شریعت مطہرہ پر افترا باندھا۔ اللہ

عزوجل فرماتا ہے۔ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا۔ اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ عزوجل پر جھوٹ افترا کرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جان بوجھ کر رب العزت پر افترا کرنے کو اکثر علما نے کفر ٹھہرایا۔ (فتاویٰ رضویہ ص102، ج24)

تبصرہ:

اعلیٰ حضرت کے فیصلہ، عبدالمجید سعیدی کے فتویٰ اور غلام رسول سعیدی کی تصریح کی رو سے اعلیٰ حضرت سمیت سید محمد کچھوچھوی، علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری، غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی بریلوی اکابر دونوں آیتوں کا غلط ترجمہ کر کے اور پاک رسولوں کو ناپسندیدہ قرار دے کر کافر، گستاخ، محرف، یہود اور بے دین قرار پائے۔

دوسروں کے عیب بے شک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

تحریف رضا نمبر﴿10﴾

تازیانہ نمبر12: خان صاحب بریلوی لکھتا ہے۔

سوال۔ مسئلہ خدا کو ہر جگہ حاضر کہنا کیسا ہے۔

الجواب: اللہ عزوجل جگہ سے پاک ہے یہ لفظ بہت برے معنیٰ کا احتمال رکھتا ہے اس سے احتراز لازم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص640 ج14)

خان صاحب کا ترجمہ:

☆۔۔۔۔خان صاحب بریلوی سورۃ الانبیاء کی آیت کے ترجمہ میں لکھتا ہے:

وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ

ترجمہ: اور داؤد اور سلیمان کو یاد کرو جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے، جب رات کو اس میں کچھ لوگوں کی بکریاں چھوٹیں اور ہم ان کے حکم کے وقت حاضر تھے۔ (کنزالایمان)

☆... مَا يَكُونُ مِنْ نَّجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

ترجمہ: جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے اور پانچ کی تو چھٹا وہ اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں پھر انہیں قیامت کے دن بتادے گا جو کچھ انہوں نے کیا، بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (کنزالایمان)

تبصرہ:

خان صاحب نے اپنے فتویٰ میں اللہ تعالیٰ کے ہر جگہ حاضر وناظر کے لفظ کو بہت برے معنی کا محتمل بتلایا اور ترجمہ میں لفظ "حاضر" اور ہر جگہ موجود ہونے کو "جہاں کہیں" کا لفظ ذکر کر کے ثابت کیا۔ اب دو ہی صورتیں ہیں اگر خان صاحب کا ترجمہ صحیح ہے تو منصوص کو برے معنی کا محتمل قرار دیکر اپنے فتویٰ کی رو سے خان صاحب کافر ٹھہرے اور اگر فتویٰ صحیح ہے تو قرآن پاک کا ترجمہ غلط کر کے تحریف کے مرتکب ہو کر بقول سعیدی کافر اور بقول خود یہودی، مفتری اور بے دین قرار پائے۔

اقرارِ کفر:

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے: عالمگیری 220ص 258یکفر الخ

وصف الله تعالى بما لا يليق به ونسبه الى الجعل او العجز اوالنقص ہر شخص اللہ تعالی کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔ (بحر الرائق مطبع مصر ج 5 ص 129 بزازیہ مطبع مصر ج 3 ص 323 جامع الفصولین مطبع مصر ج 2 ص 298)

تو وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق به کفر۔ اگر اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں کافر ہو گیا۔ (فتاویٰ رضویہ)

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر13: خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:۔

کثرت بعد قلت پہ اکثر درود
عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش ص 38 ج 2)

مقصودی نکتہ:

خان صاحب نے اپنے اس کلام میں لفظ ذلت کی نسبت حضرت نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کی طرف صریح طور پر کی ہے۔ جبکہ تمام مفتیانِ بریلویہ اس بات پر متفق ہیں کہ لفظ ذلت کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کسی تاویل سے بھی کرنا صریح کفر اور شان رسالت میں بدترین گستاخی ہے۔ مفتیان بریلویہ کے اس فتویٰ کی رو سے جناب خان صاحب بدترین گستاخ رسول ﷺ اور من شك في كفره فقد کافر مثلہ کا مصداق ہیں۔

تنبیہ:

بعض ان پڑھ بریلوی علماء نے خان صاحب کے دفاع میں لفظ بعد کو لفظ

بعد باور کرانے کی کوشش کی ہے جو کہ خلافِ سیاق وسباق خان صاحب کے کلام میں مضحکہ خیز تحریف ہے۔ اس پر ہم بریلوی دھرم کی ایک بھاری شہادت پیش کرتے ہیں۔ تاکہ کوئی محرف کلام اعلیٰ حضرت آئندہ ایسی جسارت نہ کرسکے۔

پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی کی شہادت:

خاندانِ پیر مہر علی شاہ کے چشم وچراغ خانقاہ گولڑہ کے سجادہ نشین پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی بریلوی ابوالحسنات اشرف سیالوی ثمہ سرگودھوی کے جواب میں لکھتے ہیں ہمارے جواب ثالث کی روشنی میں ان کلمات پر اگر انصاف سے غور کیا جائے تو جھگڑا ہی ختم ہے کیونکہ بصورت امتحان وآزمائش جو اذلال (ذلیل کرنا) ومہانات بھی از طرف سلطان کائنات آتی ہے وہ بھی اعتراز واکرام جاودانی خیمہ ثابت ہوتی ہے کما قال العلامۃ احمد رضا بریلوی قدس اللہ سرہ۔

کثرت بعد قلت اکثر درود عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

سیالوی صاحب اب فرمائیں کہ فاضل بریلوی جو میرے خیال میں آپ سے زیادہ فاضل اور عالم باعمل اور ناموس مصطفیٰ واولیاء کے محافظ تھے اس محولہ بالا شعر میں کس عزت اور کس ذلت کا ذکر فرما رہے ہیں کیا ان کو شان رسالت کا علم نہ تھا۔ کہ انہوں نے ذلت کی نسبت آپ کی ذات عالیہ کی طرف کردی۔ کیا وہ آپ کے نزدیک فتویٰ گستاخی کی زد میں نہیں آتے اگر نہیں تو کیوں؟ (لطمۃ الغیب ص 42)

اگر آپ کے نزدیک ذوات انبیاء کی طرف کسی قسم کی ذلت یا رسوائی کا نتساب یا یہ عقیدہ رکھنا کہ اس طبقہ پر بھی بصورت امتحان ذلت آسکتی ہے انبیاء کرام کی گستاخی ہے تو لیجیئے سب سے پہلے آپ مولینا احمد رضا خان پر گستاخی کا فتویٰ داغیے اور جس بے باکی سے آپ سحاب قلم نے مجھ پر وہابیت اور گمراہی وغیرہ کے الفاظ برسائے ہیں خدارا ایسی ہی حق گوئی کا مظاہرہ ذرا فاضل بریلوی کے حق میں بھی کر

دکھائیں مگر وہ بھی کتابی صورت میں آج کے بعد نتیجوں پر بھی اسی طرح فاضل بریلوی کے بے ادب اور گستاخ ہونے کا اعلان فرمائیں جس طرح میرے لیے زحمت فرماتے ہیں۔ (لطمۃ الغیب ص 43)

اہم فائدہ: پیر نصیر الدین نصیران علمائے بریلویہ کو مخاطب کر کے خان صاحب پر فتویٰ کفر لگانے کا مطالبہ کر رہے ہیں، جنہوں نے شاہ شہیدؒ کی ایک مجمل عبارت سے کشید کر کے ذلت کا انتساب نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کی طرف کر دیا اور شاہ شہیدؒ پر فتویٰ کفر جڑ دیا۔ پیر نصیر الدین نصیر کہنا چاہتے ہیں کہ اگر لفظ "ذلت وغیرہ" کا آپ ﷺ کی طرف انتساب کفر ہے تو پھر اے علمائے بریلویہ خان صاحب نے ذلت کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی ہے۔ غیرت کرو اور فاضل بریلوی کے برملا کافر اور گستاخِ رسولؐ ہونے کا اعلان کرو۔

فیصلہ مفتیانِ بریلویہ:

بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار خان لکھتا ہے نبی کو خدا کے سامنے ذلیل جانے وہ خود چمار سے ذلیل ہے۔ (جاء الحق ص 460)

بریلوی شیخ القرآن مفتی فیض احمد اُویسی لکھتا ہے جو یہ کہے کہ اللہ کی شان کے نزدیک انبیاء اکرام جو بڑے ہیں چمار کی مثل یا ذلیل ہیں وہ کافر ہے۔

(عقائد اہلسنت ص 12)

تبصرہ:

خان صاحب بریلوی نے ذلت کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی جو کہ علماء بریلویہ کے نزدیک صریح گستاخی اور واضح ایسا کفر ہے جس کے مرتکب کو مسلمان سمجھنے والا بھی ملت اسلام سے خارج ہے تو مفتیانِ بریلویہ کے فتویٰ کی رو سے خان صاحب اور خان صاحب کو مسلمان سمجھنے والے اور اسی طرح جو بریلوی خواص و عوام

یہ سلام پڑھتے ہیں اور جمعہ یا جلسہ جلوسوں میں یہ سلام گاتے ہیں وہ سب شاتم رسول گستاخِ رسول ملت اسلام سے خارج ہیں من شک فی کفرھم وعذابھم وھو کافر مثلھم او کما قال احمد رضا خان علیہ الوبال والخسران کا مصداق ہیں۔

توہینِ علومِ نبوت

تازیانہ نمبر14: خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:۔

"رسول اللہ ﷺ کا علم اور سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔" (فتاوی رضویہ ص415 ج29)

تبصرہ:

عبارت مذکور میں خان صاحب بریلوی نے علم ابلیس کو علم رسول ﷺ سے وسیع قرار دیا اور نفی وسیع تر کی کی ہے۔

خلیفہ اعلیٰ حضرت کا فیصلہ در بارہ اعلیٰ حضرت:

خان صاحب کے خلیفہ بلا فصل بریلوی مفتی امجد علی لکھتا ہے شیطان لعین کا علم نبی کریم کے علمِ غیب سے زیادہ ماننا خالص کفر ہے۔ (بہار شریعت ص120)

نیز اس فتویٰ کو ہری پگڑی والے بریلویوں کے امام الیاس قادری نے بھی بطورِ استدلال نقل کیا ہے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص223)

تبصرہ:

مفتیانِ بریلوی کا فتویٰ کی رو سے خان صاحب بریلوی علمِ ابلیس کو علمِ رسول سے وسیع (زیادہ) تسلیم کر کے قطعی کافر قرار پائے۔

دورنگی توحید

تازیانہ نمبر15: احمد رضا خان فلاسفہ پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قولِ ششم میں کہ "عقولِ عشرہ کا تمام نقائص وقبائح سے مقدس ومنزہ، اوران کے علم کا تام و محیط باحاطہ تامہ ہونا نقل کیا۔ یہاں تک کہ کوئی ذرہ ذرات عالم سے ان پر مخفی رہنا ممکن نہیں" .... یہ خاص صفت حضرت عالم الغیب و الشہادہ کی ہے جل و علا۔ قال تعالی

وما یَعْزُب عن ربّك من مثقال ذرۃٍ فی الارض ولا فی السماء

نہیں چھپتی تیرے رب سے ذرہ برابر چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔

(القرآن الکریم ۱۰/۶۱)

اوراس کا غیر خدا کے لیے ثابت کرنا قطعاً کفر العزۃ للہ (عزت اللہ کے لیے ہے۔ ت) اس عدمِ امکان کو مسلمان غور کرے کہ کیسا کفر و اشگاف اور کتنے صریح نصوص قرآنیہ کا خلاف ہے۔ قال تعالی:

وما یعلم جنود ربك الا ھو

کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا۔

(القرآن الکریم ۷۴/۳۱)

وقال تعالی: الیہ یردّ علم الساعۃ

اسی کی طرف پھیرا جاتا ہی علم قیامت کا۔ (القرآن الکریم ۴۱/۴۷)

وقال تعالی: ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صدقین ○ قل انما العلم عند اللہ و انما انا نذیر مبین

کافر کہتے ہیں یہ قیامت کا وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو۔ تو فرما اس کا علم تو خدا ہی کو ہے، اور میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں

صاف صاف۔ (القرآن الکریم ۶۷/ ۲۵۔۲۶)

وقال تعالٰی: لا یحیطون بشیئ من علمہ الا بما شاء۔

نہیں گھیرتے اُس کے علم سے کچھ، مگر جتنا وہ چاہے۔

(القرآن الکریم ۲/ ۲۵۵)

وقال تعالٰی: حکایةً عن ملئکتہ: سُبحٰنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔ بے شک تو ہی ہے دانا، حکمت والا۔ (القرآن الکریم ۲/ ۳۲)

سبحٰن اللہ! متفلسفہ کہتے ہیں کہ عقولِ عشرہ ملئکہ سے عبارت ہے۔ اگرچہ یہ بات محض غلط، کہ جو امور وہ بے عقول اِن دس عقول کے لیے ثابت کرتے ہیں، صفات ملئکہ سے اصلاً علاقہ نہیں رکھتے۔

ولا اکذب ممن کذبہ القرآن

(اس سے بڑھ کر کوئی جھوٹا نہیں جس کو قرآن نے جھوٹا قرار دیا۔ بلکہ یہ صرف اُن سُفہاء کے اوہامِ تراشیدہ ہیں جن کی اصل نام کو نہیں۔

ان ھی الا اسماء سیتموھا انتم واباءکم ما انزل اللہ بہا من سلطٰن۔

وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری۔ (ت)

(القرآن الکریم ۵۳/ ۲۳)

تاہم اگر مان لیں اور یوں سمجھیں کہ مشرکین عرب نے شانِ املاک (فرشتے) میں غلو کے ساتھ تفریط بھی کی کہ انہیں عورتیں ٹھہرایا۔ کفار یونان نے وہ

افراط خالص بنایا کہ اوصافِ خُلق سے متعالی بتایا۔ تو اب اس آیہ کریمہ سے اُن عقول کی حالتِ ادراک کیجئے۔

کس طرح اِن احمقوں کو جھٹلاتے، اور اپنے مالک کے حضور اپنے عجز و بے علمی کا اقرار لاتے، اور پاکی و قدوسی اُس کے وجہِ کریمہ کے لیے خاص ٹھہراتے ہیں۔ صدق اللہ تعالیٰ:

سیکفرون بعبادتھم ویکونون علیھم ضدّا

عنقریب وہ ان کی بندگی سے منکر ہوں گے اور ان کے مخالف ہوجائیں گے۔ (ت) (القرآن الکریم ۱۹/ ۸۲)

اعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

من ادّعٰی علم الغیب فی قضیّۃ اوقضایالایکفر ومن ادّعٰی علمہ فی سائر القضایا کفر

جس نے ایک قضیہ یا چند قضایا میں علم غیب کا دعوٰی کیا وہ کافر نہ ہوگا۔ اور جس نے تمام قضایا میں اپنے علم کا دعوٰی کیا وہ کافر ہوجائے گا۔

(اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ الفصل الاول مکتبۃ الحقیقیۃ دار الشفقت ترکی ص ۳۵۹)

اور اسی میں علمائے حنفیہ سے کفرِ مُتَّفَق علیہ کی فصل میں منقول:

اووصف محدثا بصفاتہ او اسمائہ الخ

یا کسی حادث کو اللہ تعالیٰ کی صفات یا اس کے اسماء کے ساتھ متصف کیا الخ (ت)

(اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ الفصل الاول مکتبۃ الحقیقیۃ دار الشفقت ترکی ص ۳۷۴)

غرض حکم مسئلہ واضح ہے۔ صرف محلِ نظر اس قدر کو یہاں زید نے لفظ عندھم

لکھ دیا کہ صراحۃً حکایت پر دال۔ اقول: مگر قطع نظر اس سے کہ جملھا لایمکن ان لایعلم العقل الا ول مثلاً الخ (یہ ناممکن ہے کہ مثلاً عقل اوّل کو علم نہ ہو الخ ۔ت) کہ خود وکفر جلی ہے، داخل حکایت نہیں، بلکہ تنزہ تام پر تفریع ہے کما یشھد بہ سوقُ البیانِ (جیسا کہ سیاقِ بیان اس پر شاہد ہے۔ت) عجب کرتا ہوں کہ یہ اسے مفید ہوا۔ اس نے مجردات کا جزئیات مادیہ کو بروجہ جزئی جاننا اپنا مذہب محقق بتایا۔ اور اس کی حقانیت پر اس قول کو دلیل ٹھہرایا، تو وہ یہاں محض محل نقل و حکایت میں نہیں، بلکہ مقام تمسک واستناد میں ہے۔ وہ بھی مجیباً و منتصراً نہ سائلاً وصائلاً۔ تو یہ صاف اَمارتِ رضا وقبول ہے کما لایخفی علی کل عاقل. فضلاً عن فاضلٍ (جیسا کہ ہر عاقل پر پوشیدہ نہیں چہ جائیکہ فاضل پر پوشیدہ ہو۔ت) علاوہ بریں ہم ثابت کر آئے کہ ایسے اقوال کا بہ تصریحِ حکایت بیان کرنا بھی حلال نہیں جب تک مقرون بہ رَدّ و انکار نہ ہو۔ وبعد اللتیا والتیا اس قول کی شناعت و بشاعت میں شک نہیں۔ تدبّر تدرِ (غور کرتو سمجھ لے گا۔ت) (فتاویٰ رضویہ ص145 ج27)

مقصودی نکتہ:

عبارت مذکورہ میں خان صاحب بریلوی نے نصوص قرآنیہ وعباراتِ علماء سے ثابت کیا کہ ذراتِ عالم کے ذرہ ذرہ کا علم جاننا اللہ تعالیٰ کی صفاتِ مختصہ میں سے ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ہستی کے لیے ذرہ ذرہ عالم (جمیع ما کان جمیع ما یکون) کا علم ثابت کرے قطعی کافر اور مشرک ہے۔

فتویٰ اعلیٰ حضرت کے اہداف:

خان صاحب بریلوی کا فتویٰ ملاحظہ فرما کر بریلوی مذہب کا جائزہ لیں تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگی کہ خان صاحب کے اس فتویٰ نے خان صاحب سمیت تمام بریلوی عوام وخواص کے ایمان کے پرخچے اڑا کے رکھ دیئے کیونکہ خان

صاحب سمیت تمام بریلوی عوام وخواص کا عقیدہ غیر خدا (ہر پیر فقیر ولی نبی) کے لیے ذرا ذرا عالم کے جاننے اور ما کان مایکون جاننے کا ہے۔

خان صاحب بریلوی کا عقیدہ:

☆......خان صاحب بریلوی لکھتا ہے کہ بے شک حضرت عزت عزت عظمت نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو تمامی اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا، شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انہیں دکھایا، ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا، روز اول سے روز آخر تک سب ما کان ومایکون انہیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا، علم عظیم حبیب کریم افضل الصلوۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا نہ صرف اجمالا بلکہ ہر صغیر وکبیر، ہر رطب ویابس، بس جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیروں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے۔ سب کو جدا جدا تفصیلا جان لیا، والحمد للہ حمدا کثیرا بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ ﷺ کا پورا علم نہیں بلکہ علم حضور ﷺ سے ایک چھوٹا حصہ ہے ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد وبیکنار سمندر لہرا رہے ہیں۔

(انباء المصطفیٰ، ص: ۳،۴)

☆......خان موصوف لکھتا ہے بے شک حضور اقدس کو ان کے رب عزوجل نے تمام ما کان ومایکون کے ذرے ذرے کا علم محیط اور اس سے کروڑوں درجے زیادہ علم عطا فرمایا۔ (فتاوی افریقہ، ص 47)

☆......بے شک اللہ تعالی نے میرے سامنے دنیا اٹھالی تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو اور حضور کے صدقہ میں اللہ تعالی نے حضور کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا ایک بزرگ فرماتے ہیں وہ مرد نہیں جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے انہوں نے سچ فرمایا اپنے مرتبے کو اظہار کیا ان کے بعد حضرت شیخ بہاء الملت والدین نقشبند قدس سرہ نے فرمایا۔

میں کہتا ہوں مردوہ نہیں جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ دیکھے اور وہ جونب میں حضور کے صاحبزادے اور نسبت میں حضور کے ایک اعلیٰ جاہ کفش بردار ہیں یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ غوثیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں ......یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو مثل ان کے دانے کے ملاحظہ کیا اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص نہ تھا بلکہ علی الاتصال یہی حکم ہے اور فرماتے ہیں میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں لگی ہے۔ (ملفوظات: ص: ۲۶، ۴۷، حصہ اول)

فرمان پپلا نوی:

☆......بریلوی محقق محمود پپلا نوی لکھتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے منکر کو کافر فرمایا ہے اگرچہ کلمہ شریف پڑھتا ہو۔ (نجم الرحمن: ص: ۷۰)

اہل السنۃ والجماعۃ کا اس پر اتفاق ہے اور اعتقاد ہے کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم آقائے نامدار سید الابرار احمد مختار ختم الانبیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہ وعم نوالہ نے اپنے فضل وکرم سے اولین و آخرین وعلم ما کان ومایکون وعلم ما فی السموات والارض عطا فرمایا ہے اور ایسا اعتقاد رکھنے والا مومن ہے اور جو شخص یہ اعتقاد نہ رکھتا ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔
(نجم الرحمن: ص: ۷۵)

فرمودات مناظر اعظم:

☆......بریلوی شیر پنجاب محمد عمر اچھروی لکھتا ہے از ابتدائے آفرینش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تا قیامت اور قیامت کے بعد تک کا بھی اور جنت اور دوزخ وغیرہم کا تمام علم غیب بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور مخلوق کی عقلوں سے بالاتر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نبوت کو حاصل ہے۔ (مقیاس حنفیت: ص: ۲۹۱)

☆.....ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو کل شیء کا علم یعنی علم کلی آپ ﷺ کے بعض مغیبات سے ہے جس کے علم میں کلی علم غیب اس کے علم کا بعض حصہ ہے تو اس کے کل علم غیب کی انسان کو کیا طاقت ہے کہ سمجھ سکے؟ (مقیاس حنفیت: ص: ۲۹۵)

☆.....جب عطا کنندہ نبی ﷺ کو اپنا کل غیب عطا کر کے سرائے تو اس کے انکار کرنے والے کو کیسے صحیح مومن سمجھا جا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عموم کا احصاء نبی ﷺ کے واسطے کل شیء کو ہے جس کی تمام تخصیص نہیں کر سکتے۔ (مقیاس حنفیت: ص: ۳۱۷)

فرمان حکیم الامت:

☆.....بریلوی حکیم الامت احمد یار خان نعیمی لکھتا ہے اس آیت اور ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ خدا قدوس کا خاص علم غیب حتیٰ کہ قیامت کا علم بھی حضور ﷺ کو عطا فرمایا گیا، اب کیا شیء جو علم مصطفیٰ ﷺ سے باقی رہ گئی؟ (جاء الحق: ص: ۶۰)

☆.....ما کان و ما یکون تو صرف بیان کے لئے ورنہ اس سے بھی کہیں زیادہ کی عطا ہوئی۔ (جاء الحق: ص: ۶۱)

☆.....تیسرے یہ معلوم ہوا کہ تاریک راتوں میں تنہائی کے اندر جو کام کیے جاویں وہ بھی نگاہ مصطفیٰ ﷺ سے پوشیدہ نہیں کہ عبد اللہ کے والد حذیفہ کو بتایا، چوتھے یہ معلوم ہوا کہ کون کب مرے گا؟ کہاں مرے گا؟ کس حال میں مرے گا؟ کافر یا مومن؟ عورت کے پیٹ میں کیا ہے؟ یہ بھی میرے حضور ﷺ پر مخفی نہیں، غرضیکہ ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ علم میں ہے۔ (جاء الحق: ص: ۷۲)

☆.....تو معلوم ہوا کہ ما کان و ما یکون کا علم حضور ﷺ کے علم کے دفتر کا ایک نقطہ ہے۔ (جاء الحق: ص: ۷۷)

☆.....معلوم ہوا کہ علم غیب نبی کے معنی میں داخل ہے مگر مغیبات کا مطلق علم تفصیلی بعطائے الٰہی ضرور تمام انبیاء کرامؑ کے لئے ثابت ہے انبیاءؑ سے اس کی نفی مطلقا ان کی

نبوت سے ہی منکر ہونا ہے۔ (جاء الحق: ص: ۸۵)

☆۔۔۔۔خلیفہ اعلیٰ حضرت امجد علی لکھتا ہے مگر مغیبات کا مطلق علم تفصیلی بعطائے الٰہی ضرور تمام انبیاء کرامؑ کے لئے ثابت ہے، انبیاء کرامؑ سے اس کی نفی مطلقا ان کی نبوت سے ہی منکر ہونا ہے۔ (احکام شریعت: ص: ۲۵۵، حصہ سوم)

تبصرہ:

عبارات مذکورہ میں خان صاحب اور دیگر علماء و مفتیان بریلویہ نے عالم کے ذرہ ذرہ کا علم (جمیع ما کان و ما یکون) غیر خدا کے لیے نہ صرف ثابت کیا بلکہ منکر پر فتویٰ کفر بھی صادر کیا۔ جبکہ اعلیٰ حضرت نے اپنے فتویٰ میں ذرہ ذرہ عالم کا جاننا اللہ تعالیٰ کی صفت مختصہ ہونا ذکر کیا اور غیر خدا کے لیے اس کے اثبات کو صریح کفر قرار دیا جس کا نتیجہ بلکل واضح ہے کہ اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کی روشنی میں تمام بریلوی عوام وخواص اعلیٰ حضرت سمیت قطعی کافر قرار پائے۔ مزید اطمینانِ خاطر کے لیے اعلیٰ حضرت بے نظیر شہادت ملاحظہ فرمائیں۔

شہادت اعلیٰ حضرت:

خان صاحب بریلوی مفتیانہ لہجہ میں رقمطراز ہیں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ میں سے کسی صفت کا اطلاق مخلوق پر کرے تو کافر ہو جائے گا۔

(فتاوٰی رضویہ ص:280، ج15)

نیز لکھتا ہے جو کفر کا اقرار کرے وہ کافر ہے۔ اور جو کفر کا اقرار کرے آپ کافر ہے۔ خلاصہ وتکملہ لسان الحکام للعلامۃ ابراہیم الحلبی مطبوعہ مصر ۱۲۹۹ھ ص ۵۷:

فی النوازل رجل قال انا ملحد یکفر

نوازل میں ہے جو اپنے کفر کا اقرار کرے کافر ہے۔

(خلاصۃ الفتاوی کتاب الفاظ الکفر فصل ثانی جنس خامس مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۷)

عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۹:

مسلم قال انا ملحد یکفر ولو قال ما علمت انه کفر لا یعذر بهذا

جو مسلمان اپنے ملحد ہونے کا اقرار کرے کافر ہو جائے گا اور اگر کہے میں نہ جانتا تھا کہ اس میں مجھ پر کفر عائد ہو گا تو یہ عذر نہ سنا جائے گا۔ (فتاوی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین ۲/۲۷۹)

پھر اس میں تمام امت کو کافر بنایا، یہ دوسرا کفر ہے، شفاء شریف کی عبارت ابھی سن چکے، غرض اس کی کتابوں میں ایسے کفریات بکثرت ہیں جن پر بلامبالغہ صدہا نہیں ہزارہا وجہ سے کفر لازم، جسے یقین نہ آئے ہمارا رسالہ الکوکبۃ الشہابیہ یا دیگر تحریرات رائقہ البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ وغیرہا مطالعہ کرے۔ یہ طائفہ وہابیہ کہ اس کے پیرو، اس کے ہم مذہب اس کے کلمات کی تصحیح و تحسین کرتے اسے امام و پیشوا مقتدا مانتے ہیں، وہ سب کفریات ان پر بھی عائد، اعلام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے کرام سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول، مطبع مصر ص ۳۱:

من تلفظ بلفظ کفر یکفر و کذا کل من ضحك علیه اواستحسنه اورضی به یکفر

جو کفر کا لفظ بولے کافر ہوا اسی طرح جو اس پر ہنسے یا اچھا سمجھے یا راضی ہو کافر ہو جائے۔

(الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبہ دار الشفقت استنبول ترکی ص ۳۶۶)

بحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۴:

من حسن کلام اهل الاهواء وقال معنوی او کلام له معنی صحیح ان کان ذلك کفرا من القائل کفر

المحسن۔

جو بدمذہبوں کے کلام کو اچھا جانے یا کہے بامعنی ہے یا یہ کلام کوئی معنی صحیح رکھتا ہے اگر وہ اس قائل سے کلمہ کفر تھا تو یہ اچھا بتانے والا کافر ہو گیا۔

(بحرالرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵ / ۱۲۴) (فتاویٰ رضویہ ص 353، ج15)

فرمودات خان کے اہم اُمور:

خان صاحب کی عبارت مذکورہ کو بار بار غور و فکر اور انصاف کے ساتھ مطالعہ فرمائیں تو آپ پر درج ذیل اُمور واضح ہونگے۔

1۔ خان صاحب کے اقراری کفر کے بعد خان صاحب کو مسلمان سمجھنا کفر ہے۔

2۔ خان صاحب کی کفریہ عبارات میں تاویل کرنا اور انہیں اچھا سمجھنا کفر ہے۔

3۔ خان صاحب کے فتویٰ کی روسے مفتی احمد یار عمر اچھروی، محمود پپلوی، امجد بہاری کو کافر سمجھنا واجب ہے۔

عقیدہ سے فرار

تازیانہ نمبر16: احمد رضا خان لکھتا ہے۔قرآن کریم واحادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ ماکان ومایکون الی آلایام کے تمام غیب حضور اقدس ﷺ پر منکشف فرمادیئے گئے۔(فتاویٰ رضویہ ص408ج29)

مگر قرآن مجید واحادیث صحیحہ کا ارشاد یہ ہے کہ حضور اقدس کو روز ازل سے روز آخر تک تمام غیوب کا علم عطا فرمایا گیا یہ بے شک حق ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ص409، ج29)

بحمد اللہ تعالیٰ نص قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور نبی کریم ﷺ احمد

عزوجل نے تمام موجودات جملہ ما کان وما یکون کا علم دیا۔

(فتاویٰ رضویہ ص407، ج29)

مقصودی نکتہ: خان صاحب بریلوی کی ان عبارات سے واضح ہوا کہ خان صاحب کے نزدیک جمیع ما کان وما یکون روزِ اول سے روزِ آخرت تک تمام غیوب کا علم نبی کریم ﷺ کو ملنا قرآنِ مجید احادیث صیحہ کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔

خان صاحب بریلوی اپنے عقیدہ سے راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔سوچتے سوچتے ایک مسئلہ علم خمس کا ملا جس میں مدینہ طیبہ کے شافعی المذہب مفتی برزنجی صاحب کو شبہ تھا اور ایک انہی کو کیا یہ مسئلہ پہلے سے علمائے اُمت میں مختلف رہا ہے اکثر ظاہرین جانب انکار رہے اور اولیائے عظام اور ان کے غلام علمائے کرام جانب اثبات واقرار رہے ایسے مسئلہ میں کسی طرف تکفیر چہ معنی تضلیل کیسی، تفسیق بھی نہیں ہوسکتی۔ (فتاویٰ رضوی، ج29ص413)

☆۔۔۔۔۔نیز خان صاحب لکھتا ہے: رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج29ص414)

☆۔۔۔۔۔نیز خان صاحب بریلوی علومِ خمسہ جمیع ما کان وما یکون تعیین وقت قیامت حقیقت روح جملہ متشابہاتِ قرآنیہ کے باب میں لکھتا ہے، کہ یہ پانچوں مسائل قسم سوم سے ہیں کہ ان میں خود علماء وآئمہ اہلِ سنت مختلف رہے ہیں۔۔۔ان میں مثبت ونافی کسی پر معاذ اللہ کفر کیا معنی ضلال یا فسق کیا حکم بھی نہیں ہوسکتا۔

(فتاویٰ رضویہ ص415/ج29)

مقصودی نکتہ:

خان صاحب کی عباراتِ مذکورہ سے واضح ہوا کہ انبیاء کرام کو بعض اُمور

غیب پر اطلاع دی گئی، نہ کہ تمام نیز بڑے بڑے آئمہ اہلِ سنت اور علماء نے آپ ﷺ کے لیے "علم ما کان وما یکون" کا انکار کیا اور آپ ﷺ کے علم ما کان وما یکون کا منکر کافر تو در کنار فاسق بھی نہیں ہے۔

تبصرہ: ایک طرف تو خان صاحب علم ما کان وما یکون کے حصول پر قرآن واحادیث کی نصوص قطعیہ کے روشن دلائل ہونے کا دعویٰ کیا اور دوسری طرف آئمہ اہلِ سنت کو علم ما کان وما یکون کا منکر بتلا کر کفر تو در کنار فسق کا حکم لگانے سے بھی انکار اور منع کر دیا، اب دو ہی صورتیں ہیں اگر خان صاحب کو اپنے دعویٰ نصوص قطعیہ کے روشن بیان میں سچا سمجھا جائے تو خان صاحب نصوص قطعیہ کے منکرین کو مسلمان اور آئمہ اہلِ سنت کہہ کر مرتد قرار پائے۔ اور اگر خان صاحب کو اپنے دعویٰ نصوص قطعیہ کے روشن بیان میں سچا نہ سمجھا جائے تو خان صاحب افتراء علی اللہ اور تحریفِ نصوص کے جرم میں کافر و مرتد ٹھہرے۔

یہ ٹانکا وہ اُدھڑا وہ ٹانکا تو یہ اُدھڑا

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر 17: خان صاحب لکھتے ہیں کہ توحید ایمان ہے اور وحدۃ وجود حق اور زعم اتحاد الحاد۔ (فتاویٰ رضویہ ص 382، ج 158)

☆......خان صاحب فرماتے ہیں:۔ توحیدیں دو ہیں ایک تو توحیدِ الٰہی کہ اللہ ایک ہے ذات وصفات وافعال واحکام وسلطنت کسی بات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ لا الہ الا اللہ لیس کمثلہ شئی ہل تعلم لہ سمیا ھل من خالق غیر اللہ ولا یشرک فی حکمہ احدا ولم یکن لہ شریک فی الملک اور دوسری توحید رسول۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص 216)

نوٹ: خان صاحب کی متعدد عبارات میں لفظِ "توحید" وجود ہے بقدر ضرورت

پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

فتویٰ اقتدار:

1۔ بریلوی مفتی اعظم پاکستان مفتی اقتدار احمد لکھتا ہے کہ تقریباً آٹھ الفاظ خالصتاً وہابیوں کی ایجاد ہیں۔

2۔ توحید کا لفظ موحد کا لفظ۔ (فتاوٰی نعیمہ ص296، ج5)

3۔ توحید کی ایجاد ہی توہین نبوت کے لیے ہوئی ہے۔ (فتاوٰی نعیمہ ص292)

تبصرہ:

مفتی اقتدار احمد بریلوی کے نزدیک لفظ توحید کا استعمال توہین نبوت اور وہابیت ہے تو احمد رضا خان فتویٰ اقتدار کی رو سے لفظ توحید لکھ کر توہین نبوت کا ارتکاب کیا اور وہابی ہوئے اور احمد رضا کے نزدیک وہابیوں کے کفر میں شک کرنے والا کافر تو احمد رضا کے کفر میں شک کرنے والا کافر ہوگا۔

میزائلِ اقتدار کی مار:

راقم الحروف نے علمائے بریلویہ کی کتب سے بیسویوں عبارات پر نشان لگائے ہیں، جن میں لفظِ توحید لکھا گیا ہے، مفتی اقتدار کے کامیاب تجربہ میزائلِ تکفیر کی مار کا اندازہ کرنے کے لیے قارئین کے سامنے چند اشارات نقل کیئے جاتے ہیں۔

☆......شیخ عبدالقادر جیلانی، المعروف پیرانِ پیر نے متعدد عبارات میں لفظ "توحید" ذکر کیا ہے۔ (لطمۃ الغیب، فتوح الغیب، الفتح الربانی وغیرہ)

☆......پیر مہر علی شاہ (تحقیق الحق،)

☆......پیر نصیر الدین نصیر (اعانت و استعانت کی شرعی حیثیت، لطمۃ الغیب، جواہر توحید وغیرہ)

☆.....بریلوی مبلغ شفیع اوکاڑوی نے توحید کے عنوان پر مستقل رسالہ تحریر کیا۔ درس توحید

☆.....بریلوی مناظر اشرف سیالوی نے کتاب لکھی "گلشنِ توحید ورسالت"

☆.....بریلوی شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری نے کتاب لکھی "کتاب التوحید"

☆.....بریلوی مفسر غلام رسول سعیدی نے بیسویں مقام پر لفظِ "توحید" تحریر کیا، تبیان القرآن۔

☆.....پیر کرم شاہ نے لفظِ "توحید" استعمال کیا، ضیاء القرآن

☆.....پیر خواجہ غلام فرید نے لفظِ "توحید" استعمال کیا۔ مقابیس المجالس

تبصرہ:

مفتی اقتدار کے فتوئی کی روسے تمام مذکورین علماء اوران کے متوسلین، مریدین، مداحین، وہابی اور توہینِ نبوت کے مرتکب قرار پاکر من شک فی کفرھم فقد کفر کے مصداق ٹھہرے۔

بریلی کے فتوؤں کا سستا ہے بھاؤ
جو بکتے ہیں اب کوڑی کے تین تین

للکارِ شیر پنجاب

تازیانہ نمبر18:

بریلوی مناظر اعظم عمر اچھروی رقمطراز ہیں ان آیات فرقانیہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسولوں کے درمیان فرق ڈالنے والوں اور رسولوں کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فتوئی کفر ارشاد فرمایا ہے کیونکہ کافر اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان ایک غیریت کے رستے کا قائل ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے سخت سز

افرمائی۔ (مقیاس حنفیت ص 43)

☆......لکھتے ہیں اس گمراہی میں تماسر ابتلا ہونا محض اس بنا پر ہے کہ تم نے انبیاء اللہ کو غیر اللہ سمجھ لیا ہے۔ (ایضاً ص 42)

☆......ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت ہے خواہ وہ فوق الارض ہو یا تحت الارض ان کو من دون اللہ کہنا ایمان کے خلاف ہے اور خلاف نص صریحہ ہے۔ (مقیاسات ص 92)

مقصودی نکتہ:

بریلوی مناظر اعظم عمر اچھروی کے فرمان کی روسے انبیاء و رسل کو غیر اللہ یا من دون اللہ کا مصداق ٹھہرانے والا قطعی کافر، بے ایمان اور نص صریحہ کا منکر ہے۔

ہدفِ للکار:

خان صاحب بریلوی اور صدر الافاضل ترجمہ وتفسیر میں لکھتے ہیں:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ

ترجمہ: کسی آدمی کا یہ حق نہیں کہ اللہ اُسے کتاب اور حکم و پیغمبری دے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ ہاں یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو۔

(کنز الایمان)

تفسیر: اور کمال علم و عمل عطا فرمائے اور گناہوں سے معصوم کرے۔ یہ انبیاء سے

ناممکن ہے اور ان کی طرف ایسی نسبت بہتان ہے۔ شان نزول نجران کے نصاریٰ نے کہا کہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا ہے کہ ہم انہیں رب مانیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کی تکذیب کی اور بتایا کہ انبیاء کی شان سے ایسا کہنا ممکن ہی نہیں اس آیت کے شان نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ ابورافع یہودی اور سید نصرانی نے سرور عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہا یا محمد آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب مانیں حضور نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں نہ مجھے اللہ نے اس کا حکم دیا نہ مجھے اس لئے بھیجا۔

☆.....مفتی احمد یار گجراتی لکھتا ہے: تفسیر:۔ یہ نجران کے عیسائیوں کے اس قول کا رد ہے کہ ہم کو عیسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا ہے کہ مجھے رب مانو، یا ابورافع یہودی اور سید نصرانی کے اس بکواس کی تردید ہے کہ انہوں نے حضور (ﷺ) کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو پوجیں اور آپ کو رب مانیں حضور نے فرمایا استغفر اللہ۔ بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے رسول سے دشمنوں کے الزام دور فرماتا ہے، یہ ان کی انتہائی محبوبیت کی دلیل ہے۔

عباد عبد کی جمع ہے، عبد عابد کو بھی کہتے ہیں اور خادم کو بھی، یہاں عباد بمعنی بچاری ہے عبد یعنی خادم کی نسبت غیر اللہ کی طرف بھی ہوسکتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ من عبادکم وامائکم اس معنی سے عبد النبی اور عبد الرسول کہا جاتا ہے۔

(تفسیر نور العرفان)

☆.....پیر کرم شاہ بھیروی لکھتا ہے:۔ یہاں عیسائیوں کو بتایا جارہا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) تو نبی تھے۔ وہ اپنے آپ کو خدا یا خدا کا فرزند کیونکر کہہ سکتے تھے۔ انہوں نے تو تمہیں محض اللہ والا بننے کی دعوت دی ہے۔

مقصد یہ ہے کہ اے اہل کتاب تمہیں تو بطریق اولیٰ ربانی بننا چاہیے۔

کیونکہ تمہارے پاس تو رشد و ہدایت کا آسمانی صحیفہ موجود ہے۔ جس کے معانی اور مطالب سے تم خوب واقف ہو۔ تم خود بھی اسے پڑھتے ہو اور دوسروں کو بھی اس کا درس دیتے ہو۔ اور اگر تم نے خود اس سے ہدایت حاصل نہ کی اور توحید کی خالص نعمت سے محروم رہے تو پھر درس و تدریس کی ہنگامہ آرائیوں سے کیا حاصل؟

(تفسیر ضیاالقرآن)

☆......بریلوی محقق غلام رسول سعیدی لکھتا ہے: حضرت ابن عباس (رض) بیان کرتے ہیں کہ ابو رافع قرظی نے کہا جب نجران کے احبار یہود اور علماء نصاریٰ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ نے چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی اس طرح عبادت کریں جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کی عبادت کی تھی؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہم غیر اللہ کی عبادت کرنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں' اور غیر اللہ کی عبادت کا حکم دینے سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے نہ اس کا مجھے حکم دیا ہے تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: کسی بشر کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ اس کو کتاب' حکم اور نبوت عطا کرے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم اللہ کے بجائے میرے بندے بن جاؤ۔ انبیاء علیہم السلام کا دعویٰ الوہیت کرنا عقلاً ممتنع ہے۔

ہم نے اس آیت کا یہ معنیٰ کیا ہے کہ نبی کے لیے الوہیت کا دعویٰ کرنا عقلاً ممکن نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کے اس دعویٰ کی تکذیب کی ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بجائے مجھے معبود بنا لو۔ (تبیان القرآن)

احمد رضا خان بریلوی لکھتا ہے:

فصل اول قرآن کریم سے سجدہ تحیت کی تحریم

قال ربنا تبارک وتعالی ولایأمرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین اربابا ایأمرکم بالکفر بعد اذانتم مسلمون

(ہمارے رب تبارک وتعالی نے فرمایا) نبی کو یہ نہیں پہنچتا کہ تمہیں حکم فرمائے کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو رب ٹھہرالو کیا نبی تمہیں کفر کا حکم دے بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔

عبد بن حمید اپنی مسند میں سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی کہ فرمایا:

بلغنی ان رجلا قال یارسول اللہ نسلم علیک لما یسلم بعضنا علی بعض افلا نسجدلک قال لاولکن اکرموا نبیکم واعرفوا الحق لاھلہ فانہ لا ینبغی ان یسجدوا لاحد من دون تعالی فانزل اللہ تعالی ماکان لبشر الی قول بعد اذا نتم مسلمون۔

مجھے حدیث پہنچی کہ ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم حضور کو بھی ایسا ہی سلام کرتے ہیں جیسا کہ آپس میں کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں، فرمایا نہ بلکہ اپنے نبی کی تعظیم کرو اور سجدہ خاص حق خدا کا ہے۔ اسے اسی کے لئے رکھو اس لئے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ سزاوار نہیں اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری۔

اکلیل فی استنباط التنزیل میں اس آیت کے نیچے یہی حدیث اختصار ذکر کرکے فرمایا: ففیہ تحریم المسجود لغیر اللہ تعالی (اس میں غیر خدا کے لئے حرمت سجدہ کا بیان ہے)۔

تو اس آیہ کریمہ نے غیر خدا کو سجدہ حرام فرمایا: آیت کی ایک شان نزول یہ

بھی ہے کہ نصاریٰ نے کہا ہمیں عیسیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم ان کو خدا مانیں اس پر اتری، امام خاتم الحفاظ نے جلالین میں دونوں سبب یکساں بیان کیے:

نزل لما قال نصارٰی نجران ان عیسٰی امر هم ان یتخذوا ربا اولما طلب بعض المسلمین السجود له صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم۔

آیت مذکورہ اس وقت نازل ہوئی جب نجران کے عیسائیوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت عیسیٰ کو رب بنالیں، یا اس کا نزول اس وقت ہوا جب بعض مسلمانوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انہیں سجدہ کرنے کا مطالبہ کیا۔

اس نے ظاہر کردیا کہ دونوں سبب قوی ہیں کہ خطبہ میں وعدہ ہے کہ تفسیر میں وہی قول لائیں گے جو سب سے صحیح تر ہو اور بیضاوی و مدارک و ابوسعود و کشاف و تفسیر کبیر میں و شہاب و جمل وغیرہم عامہ مفسرین نے اسی سبب اول کو ترجیح دی ہے کہ مسلمانوں نے حضور کو سجدے کی درخواست کی اس پر اتری خود آخر آیت میں فرمایا گیا تمھیں کفر کا حکم دیں بعد اس کہ تم مسلمان ہو تو ضرور مسلمان مخاطب ہیں جو خواہان سجدہ ہوئے تھے نہ کہ نصاریٰ۔

مدارک شریف و کشاف میں ہے:

بعد اذانتم مسلمون یدل علی ان المخاطبین کانوا مسلمین وهم الذین استأذنوه ان یسجدوا له۔

آیت کے الفاظ"بعد اذا انتم مسلمون"اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آیت کریمہ کے مخاطب مسلمان تھے اور یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انہیں سجدہ کرنے کی اجازت مانگی بیضاوی و ارشاد العقل

میں ہے:

دلیل ان الخطاب للمسلمین وھم المستأذنون لان یسجدوا لہ۔

آیت میں یہ دلیل ہے کہ اس میں خطاب مسلمانوں کو ہے۔ اور یہ وہی لوگ ہیں کہ جنھوں نے حضور پاک سے انہیں سجدہ کرنے کی اجازت مانگی۔ (ت)

کبیر میں قول کشاف نقل کر کے مقرر رکھا فتوحات میں ہے:

یقرب ھذا الاحتمال فی اخر الایۃ بعد اذ انتم مسلمون۔

آیت کریمہ کے آخر میں "بعد اذ انتم مسلمون" کے الفاظ اس احتمال کے قریبی ہونے کو چاہتے ہیں۔ عنایۃ القاضی میں ہے:

ھذا الفاصلۃ رجیح القول بانھا نزلت فی المسلمین القائلین افلا نسجد لك۔

یہ فاصلہ اس قول کی ترجیح ہے کہ آیت اللہ مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی کہ جو حضور پاک سے عرض کرر ہے تھے کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں۔

تفسیر نیشا پوری میں بھی اس کی تقویت کیا قول وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں) خطاب نصارٰی پر انتم مسلمون میں مجاز کی ضرورت ہے کہ نصارٰی نجران مسلمان کب تھے تو معنی (عہ) یہ لینے ہونگے۔

ایامرکم آباءکم الاولین بالکفر بعد ان کانوا مسلمین۔

کیا عیسٰی تمھارے اگلے باپ داداؤں کو جوان کے زمانے میں دین حق پر تھے کفر کا حکم کرتے بعد اس کے کہ وہ ایمان لا چکے تھے اور خطاب مسلمین پر کفر حل

تاویل کی حاجت ہے کہ مسلمان نے ہرگز سجدہ عبادت نہ چاہا۔

عہ: اقول: وتاویلی ھذا اصح واظھر من تاویل الشھاب فی حاشیۃ البیضاوی اذ قال وان جاز ان یقال للنصارٰی انامر کم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون ای منقادون و مستعدون لقبول الدین الحق ارخاء للعنان واستدراجا اھ ففیہ مالایخفی علی نبیہ ۱۲ منہاقول: میری یہ تاویل بیضاوی کے حاشیہ میں شہاب کی اس تاویل سے اصح واظہر ہے جوانہوں نے فرمایا کہ نصارٰی کو یہ کہنا کیا ہم تمھیں کفر کا حکم کرتے جب تم مسلمان ہوچکے اگر جائز ہے تو اس معنی میں کہ مطیع ہوچکے ہو اور دین حق کو قبول کرنے میں رغبت پیدا کرچکے ہو یہ بطور ارضاء عنان واستدراج ہے اھ تو اس تاویل میں اعتراض ہے جو سمجھدار پر مخفی نہیں ہے۔

اولاً یہ صحابہ سے معقول تھا روز اول سے توحید کا آفتاب عالم آشکار فرمادیا تھا موافق مخالف نزدیک کا دور ہر شخص جانتا تھا ہر گھر میں چرچا تھا کہ یہ ایک اللہ کی عبادت بلاتے اور شرک کے برابر کسی شیئ کو دشمن نہیں رکھتے تو کسی صحابی سے عبادات نبی کی درخواست اور وہ بھی خود نبی سے کیونکہ متصور تھی خصوصا سجدہ کی درخواست کرنے والے کون تھے، اجلہ صحابہ معاذ بن جنبل وقیس بن سعد وسلمان فارسی حتی کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہم جیسا کہ فصل احادیث میں آتا ہے۔

ثانیاً حضور ﷺ نے جواب میں یہی فرمایا کہ ایسا نہ کرو، یہ نہ فرمایا کہ تم عبادت غیر کی درخواست کرکے کافر ہوگئے تمھاری عورتیں نکاح سے نکل گئیں توبہ کرو دوبارہ اسلام لاؤ، پھر عورتیں راضی ہوں تو ان سے نکاح کرو۔

ثالثاً سب سے زائد یہ کہ مولٰی تعالٰی بھی تو خود اسی آیت میں ان کو مسلمان بتارہا ہے کہ تم تو مسلمان ہو کیا تمھیں کفر کا حکم دیں۔ لہٰذا امام محمد بن حافظ الدین وغیرہ

میں فرماتے ہیں:

قول تعالی مخاطبا الصحابة رضی الله تعالی عنهم ایأمرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون نزلت حین استأذنوا فی السجود له صلی الله تعالی علیه وسلم ولایخفی ان الاستئذان لسجود التحیة بدلالة بعد اذ انتم مسلمون، ومع اعتقاد جواز سجدة العبادة لایکون مسلما فکیف یطلق علیهم بعد اذ انتم مسلمون۔

اللہ عزوجل نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کیا نبی تمھیں کفر کا حکم دیں بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو یہ آیت اس وقت اتری جب صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کی اجازت چاہی اور ظاہر ہے کہ انہوں نے سجدہ تحیت کی درخواست کی تھی اس دلیل سے کہ فرماتا ہے کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو اور سجدہ عبادت جائز مان کر مسلمان نہیں رہتا تو یہ کیونکر فرمایا جاتا کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔ اقول (میں کہتا ہوں) بعدہ یہی دلیل روشن کر رہی ہے کہ کفر سے کفر حقیقی مراد نہیں کہ کفر حقیقی کی درخواست کر کے بھی مسلمان نہیں رہتا پھر کیونکر فرمایا جاتا کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔

وقد کان استدل به البعض القائلون بأن سجدة التحیة کفر مطلقا. وذکره فی الوجیز دلیلالهم. فانقلب الدلیل علی المدعی وثبت انها لیست یکفر کما علیه الجمهور والمحققون فاحفظ وتثبت والله الحمد۔

بعض لوگوں نے اس سے استدلال کیا ہے کہ جو سجدہ تعظیمی کے علی الاطلاق کفر کے قائل ہیں، وجیز میں ان کی دلیل ذکر فرمائی۔ پھر دلیل دعوی پر پلٹ آئی تو یہ ثابت ہو گیا کہ سجدہ تعظیمی کفر نہیں جیسا کہ جمہور اور اہل تحقیق کا یہ موقف ہے۔ لہٰذا اس کو یادرکھو اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے حمد ہے۔

لاجرم کفر سے مراد کفر دون کفر ہو گا جو محاورات شارح میں شائع ہے خصوصا سجدہ کہ نہایت مشابہ پرستش غیر ہے فصل دوم میں زمین بوسی کی نسبت کافی شرح وافی وکفایہ شرح ہدایہ وتبیین شرح کنز ودرمختار ومجمع الانہر وفتح اللہ المعین وجواہر اخلاطی وغیرہا سے آئے گا لانہ یشبہ عبادۃ الوثن۔ بت پرستی کے مشابہ ہے، تو سجدہ تو مشابہ تر کفر ہو گا، اس کی صورت بعینہا صورت کفر بلا ادنی تفاوت ہے تو کفر صوری ضرور ہے جیسا کہ فصل دوم میں خلاصہ ومحیط ومنح الروض ونصاب الاحتساب وغیرہا سے آتا ہے ان ھذا کفر صورۃ۔ سجدہ صورت کفر ہے۔ وھو احد منازع ھذا الاطلاق فی کلامھم کما سیأتی بعونہ عزوجل۔ اہل علم کے کلام میں جو اطلاق ہے اس میں یہ ایک تنازع کی جگہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ عزت والے اور بڑی شان والے کی مدد سے عنقریب آئے گا (ت)

بہرحال آیہ کریمہ میں ایک طریقہ تجوز ہے لہٰذا امام خاتم الحفاظ نے دونوں شان نزول برابر رکھیں اور شک نہیں کہ ایک ایک آیت کے لئے کئی کئی شان نزول ہوتے ہیں اور قرآن کریم اپنے جمیع وجوہ پر حجت ہے کما فی التفسیر الکبیر وشرح المواھب للزرقانی وغیرھما (جیسا کہ تفسیر کبیر اور شارح مواہب الزرقانی وغیرہما میں ہے۔ تو قرآن عظیم نے ثابت فرمایا کہ سجدہ تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ صحابہ کرام نے حضور کو سجدہ تحیت کی اجازت چاہی اس پر ارشاد ہوا کیا تمہیں کفر کا حکم دیں، معلوم ہوا کہ سجدہ تحیت ایسی قبیح چیز ایسا سخت

حرام ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا: جب حضور اقدس ﷺ کے لئے سجدہ تحیت کا یہ حکم ہے پھر اوروں کا کیا ذکر۔ واللہ الہادی۔ (فتاوی رضویہ ج22/ص432-435)

مقصودی نکتہ:

احمد رضا خان، نعیم الدین مراد آبادی، مفتی احمد یار گجراتی، پیر کرم شاہ بھیروی، غلام رسول سعیدی وغیرہ بریلوی اکابر نے ترجمہ اور تفسیر میں حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور رسول اللہ ﷺ کو غیر اللہ و من دون اللہ بلکہ تمام انبیاء کرام کو غیر اللہ اور من دون اللہ کا مصداق ٹھہرایا ہے۔

تبصرہ:

بریلوی شیرِ پنجاب کے فتویٰ کی رو سے بریلوی صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی، بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی، بریلوی پیر کرم شاہ بھیروی، بریلوی محقق غلام رسول سعیدی، بریلوی مجدد احمد رضا خان انبیاء و رسل بالخصوص رسول اللہ ﷺ کو غیر اللہ اور من دون اللہ لکھ کر گستاخِ رسول ﷺ قطعی کافر اور نصِ صریحہ کے منکر ثابت ہوئے۔

نوٹ: خان صاحب بریلوی کے فتاویٰ کی عبارت میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو بار بار غیرِ خدا اور من دون اللہ کہا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے لیے سجدہ تعظیم کو بت پرستی کے مشابہ حرام اور کفر کہا گیا ہے۔ اچھروی تحقیق کی رو سے خان صاحب بریلوی رسول اللہ ﷺ کو غیر اللہ اور من دون اللہ کہنے کے جرم میں قطعی کافر اور آپ ﷺ کے سجدہ تعظیم کو بت پرستی کے مشابہ کہنے کے جرم میں گستاخِ رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے سجدہ تعظیم کو حرام اور کفر کہنے کے جرم میں کٹر وہابی قرار پائے، من شك في كفره وعذابه فقد كفر وعليه الاجماع

کما قال احمد رضا فی الفتاوی۔

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر19: احمد رضا خان لکھتا ہے کہ جو مطلقا حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے۔

قال تعالی قل سبحن ربی ھل کنت الا بشرا رسولا

اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ "تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا"۔ (فتاوی رضویہ ج14، ص358)

محبت اور بغض قلبی حالت اختیار بشر میں نہیں لقولہ ﷺ ھذا قسمی فیما املک فلا تواخذنی فیما لا املک، آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے یہ اس میں میرا حصہ ہے جس کا میں مالک ہوں پس اسمیں مواخذہ نہ فرما جس کا میں مالک نہیں ہوں۔

(فتاوی رضویہ ج14، ص636)

فتوی نعیمی الدین مرادآبادی:

مسئلہ اس لئے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے اس لیے قرآن پاک میں جابجا انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا اور درحقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔ (خزائن العرفان ص5)

نیز یہی مفتی صاحب لکھتا ہے: جب انبیاء کا خالی نام لینا بے ادبی ہے تو ان کو بشر اور ایلچی کہنا کس طرح گستاخی نہ ہوگا۔ غرض انبیاء کے ذکر میں بے تعظیمی کا شائبہ بھی ناجائز ہے۔ (خزائن العرفان 10)

تبصرہ:

خان صاحب بریلوی کی تحقیق کی رو سے رسول اللہ ﷺ کو بشر نہ کہنے

والا کافر ہے جبکہ صدرالافاضل کی تحقیق کی رو سے رسول اللہ ﷺ یا کسی بھی نبی کو بشر کہنے والا بے ادب، گستاخ اور کافر ہے تو خان صاحب بریلوی رسول اللہ ﷺ کو بشر کہہ کر صدرالافاضل کی تحقیق سے کافر قرار پائے۔ اور صدرالافاضل بشریت کا انکار کر کے خان کی تحقیق سے کافر قرار پائے۔

یہ رضا کے نیزہ کی مار ہے ۔۔۔ کہ عدو کے سینہ میں غار ہے

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر20: بریلوی مناظر اعظم شیر پنجاب محمد عمر اچھروی لکھتا ہے سب مخلوق سے پہلے شیطان نے آدم کو لفظ بشریت استعمال کیا۔

قال یا ابلیس مالك ان لا تکون مع الساجدین

اے ابلیس تجھے کیا ہوا تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا۔

یعنی سجدہ نہ کیا تو اس نے جواب دیا:

لم اکن لاسجد لبشر خلقتہ من صلصال من حماء

مسنون میرے یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے کیچڑ جمے ہوئے سے پیدا کیا ان کلمات سے ابلیس نے آدم کی ڈبل توہین کی آپ کو بشر کہا پھر خاکی کہا جب اس نے یہ الفاظ آدم کی نسبت استعمال کیے حالانکہ نقل خداوندی تھی لیکن اللہ تعالی نے فرمایا:

فاخرج منها فانك رجیم وان علیك اللعنة الی یوم الدین

تو نکل جنت سے تو مردود ہے اور بے شک تجھ پر قیامت تک لعنت ہے شیطان نے جب اس کے حکم خداوندی کو سنا تو عذر نہ کر سکا کہ میں نے تیری بیان کردہ حقیقت کو دہرایا ہے تو نے بھی اپنی خالق بشر کہا تھا میں کہہ دیا تو کیا ہوا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ

یہ الفاظ شان خداوندی کے لائق تھے یہ کہنا گستاخی ہے اور ابن گستاخی پر اڑا رہا۔ ایسے ہی تم بھی ایسے الفاظ نبی کریم ﷺ کی گستاخی میں استعمال کر کے لعنت کا طوق پہن کر الٹے دلائل پیش کرتے ہو۔ (مقیاسِ نور)

مقصودی نکات:

عبارات بالا سے درج ذیل نکات واضح ہوئے۔

1)۔ لفظ بشر نبی کی توہین ہے۔

2)۔ نقل خداوندی کے طور پر بشر کا لفظ گستاخی ہے۔

3)۔ نبی کریم لفظ بشر کا اطلاق کرنے والا گستاخ اور اپنے گلے میں لعنت کا طوق ڈالنے والا ہے۔

تبصرہ:

بریلوی مناظر اعظم کی تحقیق کی رو سے نبی ﷺ کو بشر کہنے کے جرم میں خان صاحب بریلوی گستاخِ رسول ﷺ گلے میں لعنت کا طوق ڈالنے والا کافر ثابت ہوا اور خان صاحب کی تحقیق کی رو سے بریلوی مناظر اعظم آپ ﷺ کی بشریت کا انکار کر کے کافر ثابت ہوا۔

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر21: مناظر اعظم صاحب لکھتا ہے کہ ولید بن مغیرہ نے لفظ بشر سے آپ کی توہین کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے چہرے کو ہی جھلسنے والی آگ سے سزا دی ایسے ہی جو نبی کو سنت ولید پر عمل کرتے ہوئے بشر کہہ کر پکارے گا تو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ان کے بشر کو ہی جھلسیں گے۔ ان نو آیات میں سے ثابت ہوا کہ انبیاء کو کسی اُمتی نے بشر سے خطاب نہیں کیا اس کا شاہد تمام قرآن مجید ہے ہاں البتہ اس

بشریت کے جھگڑے کا ثبوت شیطان سے لیکر ولید بن مغیرہ پر اس کی سند ختم ہوتی ہے۔ ورنہ مومنوں میں انبیاء کو بشر پکارنے والا ایک ثابت نہیں ہوتا۔

(مقیاس حنفیت ص240)

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر22:

1) مخلوق میں سب سے پہلے ابلیس نے نبی اللہ کو بشر کہا۔

(مقیاسِ نور ص195)

2) دوسری بات ابلیس نے صرف ایک دفعہ نبی اللہ کو بشر کہا ہمیشہ کے لیے ملعون و مردود بنا کر دوزخی بنا دیا گیا۔ (مقیاسِ نور ص195)

3) نبی اللہ کو بشر کہنا اور نبی اللہ کی حقیقت انسانی کو بیان کرنا یہ سنت ملائکہ نہیں ہے۔ بلکہ سنت ابلیسی ہے۔ (مقیاسِ نور)

4) آیات قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ ابلیس نے دو جرم کیے حکم خداوندی کی نافرمانی اور نبی اللہ کی عزت بیش کرنے کے مقابلے میں وہ بشر کہہ کر خفت نبوت کو ظاہر کرتا ہے۔ (مقیاسِ نور ص199)

5) ہاں ابلیس کا عقیدہ بشر کہنے کا ہے ابوجہل اور باقی کفار کا کہنا بھی یہی تھا۔

(مقیاسِ نور ص201)

6) ثابت ہوا کہ نبی اللہ کو بشر نہ کہنا یہ سنتِ ملائکہ ہے اور بشر کہنا یہ سنت ابلیس ہے۔ (مقیاسِ نور ص201)

7) نبی اللہ کو بشر کہنا سنت ابلیسی ہے دوسری وجہ یہ کہ قرآن مجید میں جہاں بھی کسی اُمتی نے بشر کہا تو کفار نے اپنے انبیاء کو بشر کہا کسی مومن نے نہیں کہا۔ (مقیاسِ نور ص202)

8) ابوجہل اور اس کے ہم نواؤں نے مصطفیٰ کو بشر کہا۔ (مقیاسِ نور ص210)

مرادآبادی واچھروی فتویٰ کے اہداف:

☆ ۔۔۔۔۔خلیفہ اعلیٰ حضرت مولوی امجد علی لکھتا ہے کہ نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ بھی رسل ہیں انبیاء سب بشر تھے اور مرد نہ کوئی جن نبی ہوا اور نہ کوئی عورت۔

(بہارِ شریعت ص8)

☆ ۔۔۔۔۔بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی لکھتا ہے نبی جنس بشر میں ہی آتے ہیں اور انسان ہی ہوتے ہیں۔ (جاء الحق ص173)

نیز لکھتا ہے ہم بھی عقیدہ کے ذکر میں کہتے ہیں کہ نبی بشر ہیں۔

(جاء الحق ص،182 ج1)

☆ ۔۔۔۔۔بریلوی ابوالحسنات لکھتا ہے انبیاء سب بشر تھے۔ مزید لکھتا ہے۔

سوال: نبی کون ہوتا ہے۔

جواب: نبی وہ بشر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے لیے آئے اور احکام الٰہیہ پر بذریعہ وحی آتے ہو۔ (حنفی سلسلہ دینیات حصہ اول ص15)

☆ ۔۔۔۔۔پیر مہر علی شاہ بریلوی لکھتا ہے مخدوما اس میں شک نہیں کہ اہل ایمان کے لیے ذکر آنحضرت بطریق تکریم و تعظیم واجب اور ضروری ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ لفظ بشر کے معنی میں بحسب لغت عربیہ عظمت وکمال پایا جاتا ہے یا حقارت میری ناقص رائے میں لفظ بشر مفہوما و مصداقا متضمن بکمال ہے۔ (فتاویٰ مہریہ ص04)

☆ ۔۔۔۔۔مفتی نعیم الدین مرادآبادی لکھتا ہے کہ یہ آیت ان کفار کے رد میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ بشر کیسے رسول ہو سکتا ہے۔ یہ ان کی کمال حماقت تھی کہ بشر کا رسول ہونا تو تسلیم نہ کیا اور پتھروں کو خدا مان لیا۔ (ھل کنت الا بشرا رسولا پر حاشیہ کنزالایمان ص409، 662)

☆.......مولوی احمد رضا لکھتا ہے وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح وملائکہ سے ہزار گنا الطف۔ (نفی الفئی ص،9)

نیز لکھتا ہے اجماع اہل سنت ہے کہ بشر میں انبیاء کے سوا کوئی معصوم نہیں۔

(دوام العیش ص 27)

☆.......بریلوی محقق غلام رسول سعیدی لکھتا ہے۔ البتہ ظاہر قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) انسان اور بشر ہیں' لیکن آپ انسان کامل اور افضل البشر ہیں۔ اور نبی انسان اور بشر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہماری جنس سے مبعوث کیا ہے اور اسی کو ہمارے لیے وجہ احسان قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: (آیت)

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم۔ (آل عمران: ١٦٤)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر یہ احسان ہے کہ اس نے ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا۔

یہ کتنی عجیب بات ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرمائے کہ ہمارا تم پر یہ احسان ہے کہ ہم نے رسول کو تم میں سے بھیجا اور ہم یہ کہیں کہ نہیں رسول ہماری جنس سے نہیں ہیں' ان کی حقیقت کچھ اور ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہم میں سے ہونا ہمارے لیے اس وجہ سے احسان ہے' تاکہ آپ کے افعال اور آپ کی عبادات ہمارے لیے نمونہ اور حجت ہوں' ورنہ اگر آپ کسی اور جنس سے مبعوث ہوتے تو کوئی کہنے کہہ سکتا تھا کہ آپ کے افعال اور آپ کی عبادات ہم پر حجت نہیں ہیں' کیونکہ آپ کی حقیقت اور ہے اور ہماری حقیقت اور ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ یہ افعال اور عبادات کر سکتے ہوں اور ہم نہ کرسکیں۔

(آیت) لقد جآء کم رسول من انفسکم (التوبہ:۱۲۸)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول آئے۔

(آیت) وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحی الیھم۔ (الانبیاء:۷)

ترجمہ: ہم نے آپ سے پہلے بھی صرف مردوں ہی کو رسول بنایا ہے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔

کفار یہ کہتے تھے کہ کسی فرشتہ کو رسول کیوں نہیں بنایا؟ اللہ تعالیٰ اس کے رد میں فرماتا ہے:

(آیت) ولو جعلنہ ملکا لجعلنہ رجلا وللبسنا علیھم ما یلبسون۔

(الانعام:۹)

ترجمہ: اور اگر ہم رسول کو فرشتہ بناتے تو اسے مرد (ہی کی صورت میں) بناتے اور ان پر وہی شبہ ڈال دیتے جو شبہ وہ (اب) کر رہے ہیں۔

ان تمام آیات میں تصریح ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) بشر، انسان اور مرد ہیں لیکن آپ افضل البشر، انسان کامل اور سب سے اعلیٰ مرد ہیں، اور اگر نور سے مراد نور ہدایت لیا جائے تو ان آیتوں میں کوئی تعارض اور تضاد نہیں ہے اور اکثر مفسرین نے نور ہدایت ہی مراد لیا ہے۔ اور اگر آپ کو چاند اور سورج کی طرح نور حسی مانا جائے اور یہ کہا جائے کہ آپ کی حقیقت نور حسی ہے، تو قرآن مجید کی ان صریح آیات کو ان اقوال کے تابع کرنا لازم آئے گا اور کیا قرآن مجید کی ان نصوص صریحہ کے مقابلہ میں ان اقوال کو عقیدہ کی اساس بنانا صحیح ہوگا؟ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بشریت اور نورانیت میں کوئی تضاد نہیں ہے، کیونکہ حضرت جبرائیل حضرت مریم کے پاس بشری شکل میں آئے تھے، لیکن اس پر بھی غور کرنا چاہیے کہ کیا فرشتے اور حضرت جبرائیل چاند اور

سورج کی طرح نور حسی ہیں؟ کیا رات کے وقت ہمارے ساتھ منکر نکیر نہیں ہوتے؟ پھر کیا ان کے ساتھ ہونے سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے؟ کیا جب رات کو نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل (علیہ السلام) آتے تھے تو روشنی ہو جاتی تھی' فرشتے نور سے بنائے گئے ہیں' اللہ ہی جانتا ہے وہ کس قسم کے نور سے بنائے گئے؟ لیکن یہ بہرحال مشاہدہ سے ثابت ہے کہ وہ چاند اور سورج کی طرح نور حسی نہیں ہیں کیونکہ دنیا میں ہر جگہ' ہر وقت فرشتے موجود ہوتے ہیں' اس کے باوجود دنیا میں رات کو اندھیرا بھی ہوتا ہے۔ البتہ! معتبر روایات سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم (ﷺ) کو نور حسی سے بھی وافر حصہ عنایت فرمایا تھا۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ صدیقہ (رض) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) کا چہرہ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین اور رنگ سب سے زیادہ روشن تھا۔ جو شخص بھی آپ کے چہرہ مبارک کے جمال کو بیان کرتا' اس کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دیتا' اور کہتا کہ آپ ہماری نظر میں چاند سے زیادہ حسین ہیں۔ آپ کا رنگ چمکدار اور چہرہ منور تھا اور چاند کی طرح چمکتا تھا۔

(دلائل النبوۃ' ج ۱' ص ۳۰۰' مطبوعہ بیروت' خصائص کبریٰ' ج ۱' ص ۶۷' مطبوعہ لائل پور)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) کے سامنے کے دو دانتوں میں جھری (خلاء) تھی۔ جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کے سامنے کے دانتوں سے نور کی طرح نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔

(شمائل محمدیہ' رقم الحدیث: ۱۵' المعجم الکبیر' ج ۱۱' رقم الحدیث: ۱۲۱۸۱' المعجم الاوسط' ج ۱' رقم الحدیث: ۷۷۱' دلائل النبوۃ للبیہقی' ج ۱' ص ۲۱۵' مجمع الزوائد' ج ۸' ص ۲۷۹' سنن دارمی' ج ۱' رقم الحدیث: ۵۸)

امام عبداللہ بن عبدالرحمان داری متوفی ۲۵۵ ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس (رض) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے زیادہ کسی شخص کو سخی دیکھا' نہ بہادر' نہ روشن چہرے والا۔

(سنن داری' ج ۱' رقم الحدیث: ۵۹' حجۃ اللہ علی العالمین' ص ۶۸۹)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت جابر بن سمرہ (رض) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک چاندنی رات میں دیکھا' میں کبھی آپ کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف۔ بخدا! آپ میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔

(شمائل محمدیہ' رقم الحدیث: ۱۰' سنن داری' ج ۱' رقم الحدیث: ۵۷' المعجم الکبیر' ج ۲' رقم الحدیث: ۱۸٤۲' المستدرک' ج ٤' ص ۱۸٦' حاکم اور ذہبی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

امام عبداللہ بن عبدالرحمان داری متوفی ۲۵۵ ھ روایت کرتے ہیں:

ابوعبیدہ بن محمد بن عمار یاسر نے ربیع بنت معوذ بن عفراء سے کہا: ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا اے میرے بیٹے اگر تم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھتے تو تم طلوع ہونے والے آفتاب کو دیکھتے۔

(سنن دارمی' ج ۱' رقم الحدیث: ٦۰' المعجم الکبیر' ج ۲٤' رقم الحدیث: ٦۹٦' حافظ الہیثمی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے رجال کی توثیق کی گئی ہے۔ مجمع الزوائد' ج ۸' ص ۲۸۰)

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حسن و جمال اور آپ کے حسی نورانیت سے متعلق ہم نے یہ احادیث تلاش کر کے نقل کی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چاند اور سورج سے زیادہ حسین تھے۔ آپ کا چہرہ بہت منور اور روشن تھا اور آپ کے دانتوں کی جھری میں نور کی مانند کوئی چیز نکلتی تھی' لیکن اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کا خمیر مٹی سے بنایا گیا تھا اور آپ انسان اور بشر تھے' لیکن آپ انسان

کا س اور سید البشر ہیں۔

امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

خطیب نے کتاب المتفق والمفترق میں عبداللہ بن مسعود (رض) سے روایت کی کہ حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہر بچہ کے ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا' یہاں تک کہ اسی میں دفن کیا جائے اور میں اور ابوبکر و عمر ایک مٹی سے بنے' اسی میں دفن ہوں گے۔

(فتاوی افریقیہ' ص ۱۰۰-۹۹' مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

نیز امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

اور جو مطلقا حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے۔ قال تعالٰی: (آیت) "قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا"۔

(فتاوی رضویہ' ج ۶ ص ۶۷)

اور صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ نے آپ کے نور ہدایت ہونے کی تصریح کی ہے۔ زیر بحث آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نور فرمایا گیا' کیونکہ آپ سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ آپ انسان کامل اور سید البشر ہیں' کائنات میں سب سے زیادہ حسین ہیں۔ آپ نور ہدایت ہیں اور نور حسی سے بھی آپ کو حظ وافر ملا ہے۔ جو آپ کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں' وہ بد عقیدگی کا شکار ہیں اور جو یہ کہتے ہیں کہ آپ کی حقیقت نور حسی ہے اور صورت بشر ہے یا آپ لباس بشری میں جلوہ گر ہوئے اور حقیقت میں اس سے ماوراء ہے' سو دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس قول کو برحق ہونا ہم پر واضح نہیں ہو سکا۔ (تبیان القرآن ج 3' ص 137)

☆...... بریلوی پیر کرم شاہ صاحب بھیروی لکھتا ہے:

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ
فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ
بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا

ترجمہ: (اے پیکر رعنائی وزیبائی) آپ فرمائیے کہ میں بشر ہی ہوں تمہاری طرح وحی کی جاتی ہے میری طرف کہ تمھارا خدا صرف اللہ وحدہ ہے پس جو شخص امید رکھتا ہے اپنے رب سے ملنے کی تو اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور (ﷺ) صفت بشریت سے متصف ہیں اور حضور (ﷺ) کی بشریت کا مطلقاً انکار غلط، سرتاپا غلط ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حضور (ﷺ) کو بشر کہنا درست ہے یا نہیں۔ جملہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور (ﷺ) پرنور کی تعظیم وتکریم فرض عین ہے اور ادنیٰ سی بے ادبی سے ایمان سلب ہوجاتا ہے اور اعمال ضائع ہوجاتے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے وتعزروہ وتوقروہ اب دیکھنا یہ ہے کہ بشر کہنے میں تعظیم ہے یا تنقیص، ادب واحترام ہے یا سوءادبی۔ پہلی صورت میں بشر کہنا جائز ہوگا۔ اور دوسری میں ناجائز۔ مہر سپہر علم وعرفان حضرت پیر مہر عالی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے اس عقدہ کا جو حل پیش کیا ہے اس کے مطالعہ کے بعد کوئی اشتباہ نہیں رہتا۔ آپ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ بشر مفہوماً اور مصداقاً متضمن بکمال ہے کیونکہ آدم (علیہ السلام) کو بشر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ ارشاد باری ہے:

مامنعك ان لا تسجد لما خلقت بيدى
(اے ابلیس جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس نے روکا)۔

کیونکہ اس پیکر خاکی کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ لگنے کی عزت نصب ہوئی۔ اس لیے اسے بشر کہا گیا ہے۔ اس خاک کے پتلے کی اس سے بڑھ کر عزت افزائی کیا ہوسکتی ہے نیز یہی بشر ہے جو آپ کے الفاظ میں کمال ابتلاء کے لیے مظہر بنایا گیا ہے اور ملائکہ بوجہ نقص مظہریت کمال سے محروم ٹھہرے۔ یہ دونوں چیزیں اگر ذہن نشین ہوں تو بشر کہنا عین تعظیم وتکریم ہے (مگر چونکہ اس کمال تک ہر کس وناکس سوائے اہل تحقیق واہل عرفان رسائی نہیں رکھتا لہٰذا اطلاق لفظ بشر میں خواص بلکہ اخص الخواص کا حکم عوام سے علیحدہ ہے۔ خواص کے لیے جائز اور عوام کے لیے بغیر زیادت لفظ دال بر تعظیم ناجائز ہے"۔ (فتاوی مہریہ ص، ۶ طبعہ ۱۹۶۲ء)۔ (تفسیر ضیاء القرآن سورہ کہف)

تبصرہ:

بریلوی صدر الافاضل اور مناظر اعظم کے فتوئی کی رو سے خان صاحب بریلوی سمیت پیر مہر علی شاہ، پیر کرم شاہ خود صدر الافاضل غلام رسول سعیدی مفتی احمد یار گجراتی وغیرہ علماء بریلویہ نبی کریم ﷺ کو بشر کہہ کر ولید بن مغیرہ، ابو جہل، ابلیس گستاخ رسول ﷺ قرار پائے۔

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر23: علمائے بریلویہ کا نظریہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم کے باپ نہیں تھے بلکہ چچا تھے چنانچہ بریلوی محقق لکھتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو کافر ومشرک شخص آزر کا بیٹا ثابت کر کے نبی پاک کی طہارت نسبی پر حملہ کیا گیا ہے۔

(آزر کون ص 7)

نیز لکھتا ہے آزر کو نسب رسول میں داخل کرنے سے آپ کے نسب پاک کی طہارت برقرار نہیں رہتی۔ (آزر کون)

تازیانہ نمبر 24: بریلوی ابوالحسنات اشرف سیالوی لکھتا ہے حضرت ابراہیم کے حقیقی باپ اور والد کو کافر اور مشرک قرار دینا بہت بڑی جسارت اور بے باکی ہے۔ اور نازیبہ اور نالائق حرکت ہے۔ (گلشن توحید و رسالت ص 15، ج 1)

تازیانہ نمبر 25: پیر کرم شاہ بھیروی لکھتا ہے لابیہ سے مراد آزر ہے جو آپ کا چچا تھا آپ کے والد کا نام تارخ تھا اور حضور کے آباؤ اجداد میں کوئی کافر نہ تھا۔ (ضیاء القرآن ص 59، ج 2)

مقصودی نکتہ:

علماء بریلویہ کے نزدیک آزر کو حضرت ابراہیمؑ کا باپ کہنا سید عالم ﷺ کی طہارت نسبی پر حملہ ہے اور آپ ﷺ کی گستاخی ہے۔ جبکہ خان صاحب بریلوی واذ قال ابراھیم لابیہ ازر کا ترجمہ کرتا ہے اور یاد کرو جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کہا۔ (کنزالایمان)

تبصرہ:

اگر خان صاحب بریلوی کا ترجمہ صحیح ہے تو اشرف سیالوی، پیری کرم شاہ بھیروی اور قریشی وغیرہ سب علماء بریلویہ منکر قرآن ٹھہر کر اپنے انجام کو پہنچے اور اگر خان صاحب کا ترجمہ درست نہیں تو خان صاحب محرف قرآن ہو کر کافر، بے دین اور یہودی قرار پایا، کما مر

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر 26: جانشین حکیم اُمت بریلویہ مفتی اقتدار خان نعیمی لکھتا ہے حضور اقدس ﷺ کو صرف نام لے کر یا "تو" کر کے یا بشر، انسان بھائی، بیٹا، چچا اور تایا کہہ کر ہی پکارنا ہے کو تجھ میں اور ابوجہل میں اور ابولہب دیگر کفار وخبثا میں کیا

فرق رہے گا۔ (فتاوی نعیمہ ص 158، ج 5)

تازیانہ نمبر 27: خان صاحب بریلوی لکھتا ہے تعظیم وتوہین عرف پر مبنی ہے۔ ایک چیز سے ایک زمانہ میں تعظیم یا توہین ہوتی ہے دوسرے زمانہ میں نہیں یا ایک قوم میں ہوتی ہے دوسری قوم میں نہیں مثلاً عرب میں بڑے چھوٹے بڑے سب کو صیغہ مفرد سے خطاب ہے انت قلت تو نے کہا یہ وہاں کوئی توہین اور ہمارے یہاں توہین ہے۔ (ملفوظات ج 1، ص 39)

مقصودی نکتہ:

مفتی اقتدار نعیمی اور خان صاحب بریلوی کے نزدیک آپ ﷺ یا کسی بزرگ ہستی کو "تو" سے خطاب کرنا توہین اور گستاخی ہے۔

بریلوی اُصول کا اجراء:

☆۔۔۔۔۔خان صاحب بریلوی ترجمہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

وَمَنْ يُرِدِ اللهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللهِ شَيْئًا أُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو ہرگز "تو" اللہ سے اس کا کچھ بنا نہ سکے گا، وہ ہیں کہ اللہ نے ان کا دل پاک کرنا نہ چاہا، انہیں دنیا میں رسوائی ہے، اور انہیں آخرت میں بڑا عذاب۔ (کنز الایمان)

ترجمہ: ان فقیروں کے لئے جو راہ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے نادان انہیں تونگر سمجھے بچنے کے سبب تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے۔

☆ ......وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ (یونس)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ برا، پھر اگر ایسا کرے تو اس وقت تو ظالموں سے ہوگا۔

☆ ......وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لَا يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ عَلَى اللهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

(آل عمران)

ترجمہ: اور کتابیوں میں کوئی وہ ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک ڈھیر امانت رکھے تو وہ تجھے ادا کر دے گا اور ان میں کوئی وہ ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا رہے یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان پڑھوں کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں اور اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتے ہیں۔

☆ ......أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرَى لِأُولِي الْأَلْبَابِ۔

ترجمہ: کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے زمین میں چشمے بنائے پھر اس سے کھیتی نکالتا ہے کئی

رنگت کی پھر سوکھ جاتی ہے تو تو دیکھے کہ وہ پیلی پڑ گئی پھر اسے
ریزہ ریزہ کردیتا ہے، بیشک اس میں دھیان کی بات ہے عقل
مندوں کو۔

تبصرہ:

مفتی اقتدار نعیمی اور خان صاحب بریلوی لفظ "تو" کو بے ادبی اور گستاخی قرار دیتے ہیں اور خان صاحب بریلوی نے ترجمہ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے لیے لفظ "تو" خود استعمال کیا تو خان صاحب بریلوی مفتی اقتدار اور خود اپنے فتویٰ کی رو سے بے ادب اور گستاخِ رسول ﷺ ٹھہرے۔ لہٰذا من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کما حققہ خان احمد رضا فی الفتاویٰ۔

تازیانہ نمبر28: بریلوی محقق غلام رسول سعیدی لکھتا ہے۔ جس لفظ میں توہین کا معنی نکلتا ہو اس لفظ کو نبی کی جناب میں استعمال کرنا جائز نہیں۔

(تبیان القرآن ج2، ص474)

تازیانہ نمبر29: پیر کرم شاہ بھیروی لکھتا ہے ہر ایسے لفظ کا استعمال بارگاہ رسالت میں ممنوع ہے جس میں تنقیص اور بے ادبی کا احتمال ہو۔ (ضیاء القرآن)

تازیانہ نمبر32/31/30: امام مالک نے تو ایسے شخص حد قذف لگانے کا حکم دیا۔ نیز لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی عزت تعظیم کا یہاں تک پاس ہے کہ ایسے لفظ کا استعمال بھی ممنوع فرمادیا۔ جس میں گستاخی کا شائبہ تک بھی ہو۔

(ضیاء القرآن ص83/120 تفسیر نعیمی ج1، ص537 تفسیر الحسنات ج1، ص245 خزائن العرفان ص29)

تازیانہ نمبر33: جن الفاظ کا ایک معنی صحیح اور ایک معنی غلط اور بے ادبی وگستاخی پر مبنی ہو ایسا دو معنی لفظ سخت ممنوع ہے۔ للکفرین میں واضح اشارہ ہے انبیاء کی شان ارفع میں ادنی بے ادبی بھی کفر قطعی ہے۔ (محاسب دیوبندیت)

مقصودی نکتہ:

مذکورہ بالا عبارات میں چھ علماء بریلویہ کی تصریح سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام کی شان میں ایسا لفظ بولنا جس کے دو معنی ہوں ایک صحیح اور دوسرا غلط اور بے ادبی پر مبنی ہو بے ادبی ہے۔ اور انبیاء کی شان ارفع میں ادنی بے ادبی بھی کفر قطعی ہے اس نکتہ کو پیش نظر رکھ کر خان صاحب بریلوی کے کفریات شمار کرتے جائیں۔

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:

لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ (الاحزاب آیت 60)

ترجمہ: تو ہم ضرور ہم تمہیں ان پر شہہ دیں گے۔

خان صاحب اس مقام پر شہہ لفظ نبی پاک ﷺ کے لیے استعمال کیا۔ اب شہہ کا معنی ملاحظہ فرمائیں۔ شہہ دینا، اکسانا بہکانا، شطرنج کے بادشاہ کو کشت دینا۔ (اللغات)

رضا خانی حضرات سے استفسار ہے کہ یہاں کو بہکانا، اکسانا وغیرہ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا ادب ہے؟ یقیناً نہیں

☆ ..... فانت له تصدی

ترجمہ: تم اس کے تو پیچھے پڑتے ہو۔ (کنز الایمان)

خان صاحب نے پیچھے پڑنے کا لفظ آپ کے لیے استعمال کیا ہے۔ پیچھے پڑنے کا معنی، لپٹنا سر ہونا، ستانا، دق کرنا، دشمنی کرنا رسوائی چاہنا۔

(فیروز اللغات ص 327)

تبصرہ:

غلام رسول سعیدی، پیر کرم شاہ بھیروی، حسن علی رضوی اور بریلوی صدر الافاضل کی تحقیق کی رو سے خان صاحب بریلوی نبی کریم ﷺ کے لیے ایسے الفاظ لکھ

کہ جن کے بعض معانی صریح بے ادبی پر مشتمل ہوں قطعی کافر اور گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار پائے۔

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر34: خان صاحب:

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَّأْتِيَكُمْ بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ کا ترجمہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم ہیں تمہاری طرح انسان۔ (کنزالایمان)

مشہور معاند مولوی عمر اچھروی لکھتا ہے۔ بعدازاں حضرت عیسیٰ کو آپ کے مکذبین نے اپنے جیسا بشر کہنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا اور ان کا نام ونشان مٹا دیا۔ (مقیاس نور ص214)

☆......شیرِ پنجاب لکھتے ہیں ان تمام آیات مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ ابلیس سے لے کر ابوجہل وغیرہ تک کفار ہی نبی اللہ کو اپنی مثل بشر کا خطاب کرتے رہتے۔

(مقیاسِ نور ص215)

تبصرہ:

اچھروی فتویٰ کی رو سے کسی نبی علیہ السلام کو اپنی مثل بشر کہنا ابلیس، ابوجہل اور کافر بنتا ہے۔ تو احمد رضا خان انبیاء کرام کا تمہاری طرح انسان کہہ کر ابلیس و ابوجہل کافر قرار پائے۔

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر35: احمد رضا خان صاحب قل انما انا بشر مثلکم (سورہ توحید) کا ترجمہ یوں کرتا ہے تم فرماؤ آدمی ہونے میں میں تمہی جیسا ہوں۔

☆۔۔۔۔شیر پنجاب لکھتا ہے۔یہ آیت کریمہ ابوجہل اور اس کے دوستوں کے حق میں نازل ہوئی جب ان کے سامنے مصطفیٰ ﷺ نے قرآن مجید پڑھا تو انہوں نے آپ کی شان میں گستاخی کی کہ یہ تمہاری مثل بشر ہے اور قرآن کو جادو کہا۔تو رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی اور کفار مکہ ابوجہل وغیرہ کو ڈرایا اور اسکا پورا بیان لکھ دیا کہ بشر مثلکم کہنے والے آدمی ظالم اور مصطفیٰ ﷺ سے بے خبر ہیں اور قرآن سے بھی بے خبر ہیں۔(مقیاس نور ص211)

☆۔۔۔۔نیز لکھتا ہے کہ جب رب العزت نے مصطفیٰ ﷺ کی برادری کے روسا اپنی مثل بشر کہنے والوں پر دس دفعات کا جرم ثابت فرمایا ہے تو تم اگر اسی جرم کے مرتکب ہو گئے تو تمہارا کیا حال ہوگا۔(مقیاسِ نور ص212)

☆۔۔۔۔بشر مثلکم والے لوگ اندھے ہیں، بشر مثلکم والے لوگ ظالم ہیں۔بشر مثلکم کہنے والے صرف حضور نبی کریم ﷺ ہی کی توہین نہیں کرتے بلکہ قرآن کو بھی جادو کہتے ہیں۔(مقیاسِ نور ص212)

☆۔۔۔۔تمہاری ہمشیرہ والدہ بیوی عورت ہونے میں سب ہم مثل ہیں لیکن اگر تم بیوی کو کہو کہ تم میری بیٹی یا میری ماں کی مثل ہے تو ساٹھ روزے متواتر رکھو یا ساٹھ مسکین کو کھانا کھلاؤ۔تو تم بیوی کے قریب جا سکتے ہو ورنہ نہیں اور اگر دو کہ میری ماں یا بیٹی میری بیوی جیسی ہے تو ایمان جاتا ہے جب تک توبہ نہ کرے بے ایمان رہتا ہے اگر گھر میں مساوات کرو تو ایمان جاتا ہے تو مصطفیٰ ﷺ سے مساوات قائم کرنے سے ایمان کیسے باقی رہ سکتا ہے۔(مقیاسِ نور ص187)

☆۔۔۔۔ہم اُمتیوں کو انبیاء کرام کی شان میں حضور ﷺ کی شان میں اپنی مثل بشر کہنا توہین انبیاء میں گرفتار ہونا ہے اور سنت ابلیس کے پیرو ہونا ہے کیونکہ سب مخلوق سے پہلے شیطان نے آدم کو بقصد بشر استعمال کیا۔(مقیاسِ نور ص238)

تبصرہ:

عمر اچھروی کی تحقیق کی رو سے نبی کو اپنی مثل بشر کہنا توہین اور گستاخی ہے اور احمد رضا خان نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں آدمی ہونے میں تم جیسا ہوں کلمات لکھ کر فتویٰ اچھروی کے مطابق توہین رسول ﷺ کے مرتکب ہو کر کافر قرار پائے۔

تحریفاتِ رضا

تازیانہ نمبر36: مفتی احمد یار صاحب بخاری میں ہے کہ خوارج کا بدترین کفر یہ ہے کہ وہ کفار کی آیتیں مسلمانوں پر لگاتے ہیں خیال رکھو کہ یہ آیت کفار اور ان کے پیشواؤں کے متعلق ہے۔ (نور العرفان ص688)

مقصودی نکتہ:

مفتی صاحب کے فتویٰ کی رو سے کفار کے بارے نازل شدہ آیات کو مسلمانوں پر لگانا بدترین کفر اور تحریف ہے۔

مفتی صاحب کے فتویٰ کو پیش نظر رکھتے ہوئے احمد رضا خان بریلوی کا حال ملاحظہ فرمایئے جنہوں نے سید اسماعیل شہید مظلوم کو مسلمان تسلیم کرنے کے باوجود (جیسا کہ گزر چکا ہے) درج ذیل آیات جو درباره کفار نازل ہوئیں سید شہیدؒ پر چسپاں کیں۔

☆......وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ۔ (سورۃ التوبہ آیت 66)

☆......قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ۔ (سورۃ آل عمران آیت 118)

(فتاویٰ رضویہ ج15، ص172)

☆ ـــــ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنْسَاهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ۔ (سورۃ المجادلہ آیت 19)

☆ ـــــ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا۔ (سورۃ الاحزاب آیت 57)

☆ ـــــ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ۔

(سورۃ اعراف آیت 76) (فتاوٰی رضویہ ص 188، ج 15)

☆ ـــــ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

(سورۃ الانعام آیت 45)

☆ ـــــ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ۔ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (سورۃ النحل آیت 116، 117)

☆ ـــــ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (سورۃ التوبہ آیت 61)

(فتاوٰی رضویہ ص 202)

☆ ـــــ كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔

(سورۃ القلم آیت 33)

☆ ـــــ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ (سورۃ یٰس آیت 10)

☆ ـــــ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 6)

☆ ـــــ كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔

(سورۃ القلم آیت 33) (فتاوٰی ص 215، ج 15)

☆ ـــــ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ۔ (سورۃ الانعام آیت 91)

☆ ـــــ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ۔ (سورۃ الحج آیت 74)

☆۔۔۔۔تَعَالٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔(سورۃ بنی اسرائیل آیت 43)

☆۔۔۔۔کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا۔

(سورۃ الکہف آیت 5)

☆۔۔۔۔کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ۔

(سورۃ مومن آیت 35)(متکبر جبار ج15،ص372)

☆۔۔۔۔فَاِنَّهَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ۔

(سورۃ الحج آیت 46)(ج15،ص374)

☆۔۔۔۔فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْ۔(سورۃ البقرہ آیت 24)،(ص396)

تبصرہ:

احمد رضا خان نے بیسیوں آیات نازل شدہ دربارہ کفار مسلمانوں پر چسپاں کیں جن میں اٹھارہ آیات جو سید شہیدؒ پر لگانے کی کوشش کی یہاں ذکر کی گئی ہیں۔ ہمارا مدعٰی یہ ہے کہ خان صاحب نے خود فتوٰی دیا ہے کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ کو کافر نہ کہا جائے اور یہی مفتی بہ قول ہے۔ اور یہی حق ہے۔(جیسے گزر چکا ہے از ناقل) تو ظاہر بات ہے جب کافر نہیں تو مومن اور مسلمان ہے کیونکہ منزلۃ بین المنزلتین کے نہ ہونے پر اتفاق بین الفریقین ہے تو سیّد شہید کو مومن مسلمان تسلیم کر کے آیات کفار ایک مومن پر فٹ کی ہیں جو مستقل اٹھارہ تازیانے شمار ہوں گے تو مفتی احمد یار گجراتی کے فتوٰی کہ آیات کفار مسلمانوں پر لگانا بدترین کفر ہے کی رو سے احمد رضا خان بدترین کافر قرار پائے۔

نوٹ: 36 تازیانوں کے ساتھ اٹھارہ ملا کر کل 54 تازیانے ہوئے۔

تازیانہ نمبر 56/55: مولانا عبدالباری پر یہ آیات فٹ کیا۔

☆۔۔۔۔وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ۔(سورۃ الانعام آیت 33)

☆۔۔۔۔وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ۔

(سورۃ شعراء آیت 227)(رضویہ ج 15، ص 272)

تازیانہ نمبر 59/58/57: علامہ ابن حزمؒ پر یہ آیات چسپاں کیں۔

☆۔۔۔۔تَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت 43)

☆۔۔۔۔تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۔ أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا۔ وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا۔

(سورۃ مریم آیت)

عقیدہ سے فرار

تازیانہ نمبر 60:

☆۔۔۔۔احمد رضا خان لکھتا ہے ہم مدعی نہیں کہ ہر مجلس مبارک میں تشریف آوری ضرور ہے۔ ہاں ہوتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج 29، ص 541)

☆۔۔۔۔نیز لکھتا ہے "اور مکانی چیز کا ایک آن میں دو مختلف مکان میں موجود ہونا محال"۔ (فتاویٰ رضویہ ص 154، ج 29)

☆۔۔۔۔"نہ اہلسنت والجماعت پر یہ دھبہ لگتا ہے کہ یہ لوگ رسول مقبول ﷺ کو عالم الغیب جانتے ہیں اور نہ یہ کہ ہر جگہ ان کو حاضر وناظر جانتے ہیں۔۔۔۔" الخ

(انوار ساطعہ ص 210)

☆۔۔۔۔"کوئی ایسا نہیں جو عرش سے لے کر تا تحت الثریٰ ہر مکان ہر زمان ہر آن میں اللہ تعالیٰ کی طرح حاضر وناظر ہو۔۔۔۔" الخ (انوار ساطعہ 221)

☆۔۔۔۔"اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک وناپاک مجالس مذہبی وغیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ ﷺ کا دعویٰ نہیں کرتے"۔ (انوار ساطعہ ص 57)

☆۔۔۔۔"روح مبارک کا تشریف لانا اعلیٰ درجہ کی بات ہے پس ہر محفل میں کہ خواہ

وہ کیسی ہی وضع سے مرتب ہو تشریف آوری کا دعویٰ کون کرتا ہے۔۔۔۔۔" الخ

(انوار ساطعہ ص 212)

☆۔۔۔۔"اور طرفہ تر یہ ہے کہ بانیان محفل میلاد علی العموم یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ روح مبارک ہر جگہ موجود ہوتی ہے"۔ (انوار ساطعہ ص 211)

☆۔۔۔۔"یہ شکلیں روح مبارک حضرت رحمۃ اللہ للعالمین کی تشریف آوری کی نہیں۔۔۔الخ" (انوار ساطعہ ص 212)

☆۔۔۔۔"حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جو لوگ آپ کو مخاطب کر کے آپ پر درود شریف پڑھیں یا بعد آپ کے تو ان کا درود پڑھنا آپ کو کس طرح معلوم ہوگا تو فرمایا آپ نے کہ میں اپنی محبت و عشق والوں کا درود خود حاضر ہو کر سنوں گا اور دوسروں کا فرشتہ موکل پہنچا دیا کرے گا۔۔۔الخ" (فتاویٰ انوار شریعت ص 401)

اگر حضور اقدس ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہوں تو موکل اور پہنچانے کی کیا ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

☆۔۔۔۔"پھر سوال کرتے ہیں ما دینک تیرا دین کیا ہے؟ اس کے بعد سوال کرتے ہیں: ما تقول فی ھذا الرجل: ان کے بارے میں کیا کہتا ہے اب نہ معلوم کہ سرکار خود تشریف لاتے ہیں یا روضہ مقدسہ سے پردہ اٹھا دیا جاتا ہے۔ شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی"۔ (ملفوظات)

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

نوٹ: انوار ساطعہ کتاب پر خان صاحب بریلوی سمیت تقریباً بائیس ۲۲ کے قریب علماء کی تصدیقات ثبت ہیں۔

مقصودی نکتہ:

عبارات مذکورہ بالا سے واضح ہے کہ احمد رضا خان صاحب بریلوی

عبد السمیع رامپوری اوران کے مصدقین نظام الدین ملتانی وغیرہ علماء بریلویہ رسول اللہ ﷺ کو ہر جگہ حاضر ناظر ہونے کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ ایک آن میں دو مختلف مکان میں موجود ہونا محال قرار دیتے ہیں۔

فتویٰ مناظر اعظم:

آپ ﷺ کا رسول اللہ ہونا تمام کی طرح تب صحیح ہوسکتا ہے جب آپ ﷺ تمام کے واسطے حاضر ناظر ہوں۔ (ص:۲۶۶)

ما کنت تقول فی ھذا الرجل ،............... تمام روئے زمین میں کروڑوں مرتے ہیں ہر ملک میں اور ہر ایک مردہ کو زندہ کر کے منکر نکیر ایک ہی وقت میں کروڑ ہا مقامات پر اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ بھی کروڑ ھا جگہ ایک ہی وقت میں تمام قبور میں پیش کئے جاتے ہیں اور اسی وقت ہی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں بھی آپ تشریف فرماتے ہوتے تھے ایک ہی وجود اطہر اللہ کے حکم سے بلا تجزیہ نفس و بلا تعدد ذات ایک ہی وقت میں کروڑہا جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا ایک ہی وقت میں روئے زمین پر حاضر و ناظر ہیں جو اپنے زائرین کو مختلف مقامات پر زیارت سے مشرف فرما رہے ہیں اور تحت الارض بھی کروڑہا ملکوں میں بلا امتیاز زیارت کروار ہے ہیں اور خواص کو بلا نوم و بلا مراقبہ بالمشافہ زیارت سے سرفراز فرما رہے ہیں جیسے کہ قبور میں اہل قبور کے واسطے نبی ﷺ کا حاضر ناظر ہونا اور آپ کی پہچان پر فلاح کا دارومدار ہے اسی طرح فوق الارض بھی ہر اہل ایمان کے واسطے آپ کو حاضر و ناظر سمجھنا کسوٹی ایمان ہے۔ بلکہ اگر آدمی کو سمندر میں مچھلیاں نگل جائیں اور غذا بنالیں تو وہاں بھی نکیرین آپ ہی کی ذات بابرکات کو جو نفس کے واپس آنے سے اولی تر ہیں انہیں کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ اب عالم برزخ میں بھی آپ کا حاضر ناظر ہونا عالم دنیا میں بھی اور عالم ملکوت میں بھی اور لامکان میں بھی اور روضہ اطہر پر جا

نے والوں کو بھی سوال کا جواب وہیں فرماتے ہیں اور جنت پر تخت نشین بھی ہیں الخ............(مقیاس حنفیت:ص:۲۷۷)

☆.........بہر حال تم کو اس آیت کریمہ کے مطابق نبی ﷺ کو حاضر ناظر ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔(مقیاسِ حنفیت ص:۲۶۷)

تبصرہ:

بریلوی مناظر اعظم مولوی عمر اچھروی کے عقیدہ کی رو سے رسول اللہ ﷺ کے وجود اطہر کو ہر جگہ حاضر ناظر سمجھنا ایمان کی کسوٹی ہے اور آپ کو رسول ماننے کے لیے ضروری ہے اور قرآن سے ثابت ہے تو احمد رضا خان صاحب عبدالسمیع رامپوری ان کے مصدقین نظام الدین ملتانی اچھروی تحقیق کی رو سے آپ ﷺ کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا انکار کر کے آپ ﷺ کی رسالت کے منکر قرآن کے منکر اور بے ایمان قرار پائے۔

فیصلہ اعلیٰ حضرت:

جو شخص قرآنِ مجید یا اس کے کسی حرف کی گستاخی یا اس کا انکار یا اس کی کسی بات کی تکذیب یا جس بات کی قرآن نے نفی فرمائی اس کا اثبات یا جس کا اثبات فرمایا اس کی نفی کرے دانستہ یا اس میں کسی طرح کا شک لائے وہ باجماع تمام علماء کے کافر ہے۔(فتاویٰ رضویہ ص 211، ج15)

اپنے دامن میں صیاد

تازیانہ نمبر61: خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:

الشبهة الثانيه ما نقلة المولى الفاضل استاذ استاذى عبدالعزيز بن ولى الله الدهلوى۔ سامحنا الله واياهما بلطفه الخفى وفضله الوفى۔

دوسرا شبہہ وہ ہے کہ جو میرے استاذ الاستاذ و مولائے فاضل عبدالعزیز بن ولی اللہ دہلوی اللہ تعالیٰ ہمیں اور انہیں اپنے لطف خفی اور فضلِ کامل سے معاف فرمائے۔الخ۔ (فتاوی رضویہ ج28،ص602)

تحقیق مناظر اعظم

مشہور معاند مولوی محمد عمر اچھروی حضرت شاہ ولی اللہ کے متعلق لکھتے ہیں اچانک ارادہ حج آپ کو حجاز لے گیا وہاں محمد بن عبدالوہاب نے دیکھا کہ بڑا ذی اثر عالم ہے شاہ صاحب سے بڑی محبت کا وطیرہ اختیار کیا اور اپنے عقائد سے شاہ صاحب کو ورغلانا شروع کیا داناؤں نے سچ کہا ہے ؂

صحبت بد راہ تباہ مے کند دیگ سیاہ جامہ سیاہ مے کند

نجدی کی صحبت ملی تو رسائی بھی گئی رنگ بھی جاتا رہا جب واپس پہنچے تو حالت دگرگوں ہو چکی تھی اور اپنے والد ماجد کا عطیہ ولایت بھی کھو بیٹھے حتی کہ والد ماجد کے سلجے ہوئے مریدین نے جب ہتک آمیز کلمات بزرگوں کی شان میں سنے تو دست افسوس ملتے علیحدہ ہو گئے محمد بن عبدالوہاب کے عقیدہ کی چند کتابیں بلاغ المبین وغیرہ انبیاء و اولیاء کی توہین میں شائع کی۔۔۔۔۔دہلی میں ایک شور برپا ہو گیا کہ ولی اللہ وہابی ہو چکا ہے چنانچہ حیات طیبہ کے ص 12 پر درج ہے کہ تمام علمائے اسلام نے متفقہ طور پر فتوائے کفر صادر کئے تو شاہ صاحب کا جدّی و علمی وقار ہبا منثورا ہو گیا شاہ صاحب نے اپنے نئے مذہب وہابیت کی اشاعت کے واسطے اپنے خاندانی مذہب حنفی کو بدل کر محمدی رکھ لیا۔ (مقیاسِ حنفیت ص576)

تبصرہ:

احمد رضا خان نے حضرت شاہ ولی اللہ کے بارے میں کلماتِ تعظیم استاذی وغیرہ اور کلماتِ دعائیہ ذکر کئے جبکہ بقول اچھروی شاہ ولی اللہ گستاخِ رسولؐ وہابی ہے تو

احمد رضا خان اپنے فتویٰ کی رو سے ایک وہابی کے حق میں کلماتِ تعظیم اور کلماتِ دعائیہ لکھ کر کافر قرار پائے کیونکہ خان صاحب بریلوی نے گستاخ رسول ﷺ کا حکم خود تحریر کیا کہ ان سب کے مقلدین ومتبعین وپیروان ومداح خواں باتفاق علمائے اعلام کافر ہوئے اور جو ان کو کافر نہ جانے ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی بلاشبہ کافر ہے۔ (عرفانِ شریعت ص 63)

نیز لکھتا ہے اس کے لیے دعائے مغفرت یا ایصال ثواب حرام بلکہ کفر۔

(عرفانِ شریعت ص 67)

تازیانہ نمبر 62 تا 67: احمد رضا خان نے ایک فرعی مسئلہ طلاق کے حکم کے بارے میں غلطی پر پانچ آیات فٹ کیں۔

1)۔ إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ۔ (سورۃ النحل آیت 105)

2)۔ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔

(سورۃ مائدہ آیت 45)

3)۔ مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔

(سورۃ مائدہ آیت 47)

4)۔ مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ۔

(سورۃ مائدہ آیت 44)

5)۔ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ۔

(سورۃ بقرہ آیت 102) (فتاویٰ رضویہ ج 13، ص 124 / 125)

مقصودی نکتہ:

احمد رضا خان نے یہ پانچ آیات مبارکہ جو کفار کے حق میں نازل شدہ ہیں ایک فرعی مسئلہ میں مسلمانوں پر چسپاں کی۔

اس فتویٰ کی تصدیق درج ذیل علمائے بریلویہ نے کی ہے۔

1) محمد مصطفیٰ رضا خان القادری
2) امجد علی رضوی اعظمی
3) عبید النبی نواب مرزا رضوی
4) محمد حشمت علی
5) محمد عبد المقتدر
6) عبد النبی محمد براہیم
7) حافظ محمد بخش
8) حبیب الرحمٰن
9) محمد ریاست علی
10) محمد سلمان
11) غلام محی الدین
12) محمد فراست اللہ
13) محمد عمر دہلی
14) محمد نسیم احمد دہلی
15) محمد کرامت اللہ دہلوی
16) حبیب المرسلین دہلی
17) محمد نسیم احمد دہلی
18) محمد میاں دہلی
19) احمد علی میرٹھ
20) عبد اللہ خان میرٹھ
21) عبد الرحیم بن پیر بخش مراد آباد
22) محمد خلیل الرحمٰن مراد آباد
23) محمد دیدار علی رضوی۔ (نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ ص 429، ج 15)

تبصرہ:

مفتی احمد یار کا فتویٰ مذکور ہو چکا ہے کہ کفار کی آیتیں مسلمانوں پر لگانا بدترین کفر ہے۔ مفتی صاحب کے فتویٰ کی رو سے احمد رضا خان کے پانچ کفر ہوئے۔ اور اس فتویٰ کے 23 مصدقین سب بدترین کافر قرار پائے۔

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر 68 تا 76: احمد رضا خان لکھتا ہے "جیسے بنے اس مبارک گلے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ اور اسکے سچے راعی محمد رسول اللہ ہیں آ کر ملو"۔ (فتاویٰ رضویہ ص 430، ج 15)

مقصودی نکتہ:

اس عبارت میں خان صاحب نے نبی پاک ﷺ کو راعی (چرواہا) کہا ہے۔ معاذ اللہ

الیاس قادری کا فتویٰ:

سوال: اگر کوئی شخص سرکارِ مدینہ کو اُمت کا چرواہا کہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: یہ توہین آمیز لفظ ہے کہنے والا توبہ اور تجدید ایمان کرے اسی طرح کے ایک سوال پر کہ کسی مقرر نے اپنی تقریر میں آقائے دو جہاں کی شان عظمت نشان میں کہا: وہ اُمت کے چرواہے تھے۔

(صدر الشریعت بدر الطریقۃ علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی نے جواباً فرمایا: "یہ (لفظ) مُبتذَل یعنی حقیر وذلیل ہے ایسے الفاظ سے احتراز کرے اور توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے"۔ الخ

(فتاویٰ امجدیہ ج4 ص60/257، کفریہ کلمات کے سوالوں جواب ص205)

تبصرہ:

مولوی امجد علی اعظمی اور ہری پگڑی والے بریلویوں کے امام الیاس قادری کے فتویٰ کی رو سے رسول اللہ ﷺ کو راعی (چرواہا) کہنے والا گستاخ رسول ﷺ ہے تو احمد رضا خان امجد علی اعظمی اور الیاس قادری کے فتویٰ سے گستاخِ رسول ثابت ہوئے۔ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کما قال احمد رضا خان فی الفتاویٰ۔

نوٹ: الیاس قادری کی اس کتاب پر

1) مولوی اسماعیل قادری رضوی شیخ الحدیث ورئیس دار الافتاء دار العلوم امجدیہ کراچی۔

2) مولوی محمد قاسم

3) مولوی فیض

4) مولوی محمد فیض الرسول عطاری

5) مولوی علی اصغر عطاری

6) مولوی محمد اعظم

7) مولوی محمد نسیم مصباحی کی تصدیق موجود ہے

8) مولوی امجد اعظمی خلیفہ رضا خان کا مستقل فتویٰ بھی درج ہے۔

الیاس قادری سمیت 9 مفتیان بریلویہ کے اس فتویٰ کی رُو سے احمد رضا خان گستاخِ رسول ﷺ ثابت ہوئے اور جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہوگا تو یہ 8 تازیانے مستقل ہوئے۔

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر 77 تا 129: خان صاحب لکھتا ہے آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ متواترہ متظافرہ سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دم واپس ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب نار ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس میں کسی سنی کو مجال دم زدن نہیں۔ (اسلام ابی طالب ص 10، فتاوی رضویہ ج 29)

سید شاہ تراب الحق قادری لکھتا ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے اس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اور شرح المطالب فی مبحث ابی طالب کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس میں تین آیات پندرہ احادیث اسی صحابہ کرام اور تابعین عظام اور علماء کرام کے ڈیڑھ سو اقوال سے ثابت کیا کہ ابوطالب اخیر دم تک ایمان نہیں لائے۔

(ص 6 اسلام ابی طالب)

ابوطالب تو وہ بالاجماع کافر ہے۔ (ص 38)

صحیح یہ ہے کہ ابو طالب مسلمان نہ ہوئے رافضیوں کی ایک جماعت نے ان کا اسلام پر مرنا مانا۔ (ص 40)

ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور بعض رافضیوں کا دعویٰ باطلہ کہ وہ اسلام لائے محض بے اصل ہے۔ (ص 40)

1۔ آیاتِ قرآنیہ واحادیث صحیحہ متوافرہ متظافرہ سے ابو طالب کا کفر پر مرنا اور دم واپسیں ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس سے کسی سنی کو مجالِ دم زدن نہیں، ہم یہاں کلام کو سات فصل پر منقسم کریں۔ (فتاویٰ رضویہ ج 29)

2۔ اس حدیث جلیل سے واضح کہ ابو طالب نے وقتِ مرگ کلمہ طیبہ سے صاف انکار کر دیا اور ابو جہل لعین کے اغوا سے حضور اقدس سید عالم ﷺ کا ارشاد قبول نہ کیا۔ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے اس پر بھی وعدہ فرمایا کہ جب تک اللہ عزوجل مجھے منع نہ فرمائے گا میں تیرے لیے استغفار کروں گا۔ مولیٰ سبحنہ وتعالیٰ نے یہ دونوں آیتیں اتاریں اور اپنے حبیب ﷺ کو ابو طالب کے لیے استغفار سے منع کیا اور صاف ارشاد فرمایا کہ مشرکوں دوزخیوں کے لیے استغفار جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج 29)

3۔ اس حدیث سے بھی ابو طالب کا شرک پر مرنا ثابت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج 29)

4۔ حضرت سیدنا امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی:

قال قلت للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان عمك الشیخ الضال قد مات قال اذھب فوار اباك۔

یعنی میں نے حضورِ اقدس سید عالم ﷺ سے عرض کی: یارسول

اللہ! حضور کا چچا وہ بڈھا گمراہ مرگیا، جا، اسے دبا آ۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے مولا علی نے عرض کی:

ان عمك الشيخ الكافر قدمات فما ترى فيه. قال رسول الله ﷺ ارى ان تغسله وامره بالغسل۔

حضور کا چچا وہ بڈھا کافر مرگیا اس کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے یعنی غسل وغیرہ دیا جائے یا نہیں؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا نہلا کر دبا دو۔

المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الجنائز باب فی الرجل یموت له قرابة المشرك (ادارۃ القرآن کراچی ۳/۳۴۸)

امام شافعی کی روایت میں ہے:

فقلت یارسول الله انه مات مشركا قال اذهب فواره

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ تو مشرک مرا، فرمایا: جاؤ، دبا آؤ۔

(نصب الرایہ بحوالۃ الشافعی کتاب الصلوۃ فصل فی الصلوۃ علی المیت النوریہ الرضویہ اخ ۲۹۰/۳)

امام الائمہ ابن خزیمہ نے فرمایا: حدیث صحیح ہے۔

امام حافظ الشان اصابہ فی تمیز الصحابہ میں فرماتے ہیں:

صححه ابن خزيمه۔ (ابن خزیمہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ حرف الطاء ابوطالب دار صادر بیروت ۴/۱۱۷)

اس حدیث جلیل کو دیکھئے ابوطالب کے مرنے پر خود امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور اقدس ﷺ سے عرض کرتے ہیں کہ حضور کا وہ گمراہ کافر چچا مرگیا۔ حضور اس پر انکار نہیں فرماتے نہ خود جنازے میں تشریف لے جاتے ہیں۔ ابوطالب کی بی بی امیر المومنین کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

جب انتقال کیا ہے حضور اقدس ﷺ نے اپنی چادر و قمیص مبارک میں انہیں کفن دیا۔ اپنے دستِ مبارک سے لحد کھودی، اپنے دستِ مبارک سے مٹی نکالی، پھر ان کے دفن سے پہلے خود ان کی قبر مبارک میں لیٹے اور دعا کی۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

5۔ کاش ابو طالب مسلمان ہوتے تو کیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے جنازہ میں تشریف نہ لے جاتے۔ صرف اتنے ہی ارشاد پر قناعت فرماتے کہ جاؤ اسے دباء آؤ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی قوتِ ایمان دیکھئے کہ خاص اپنے باپ نے انتقال کیا ہے اور خود حضور ﷺ غسل کا فتویٰ دے رہے ہیں، اور یہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! وہ تو مشرک مرا۔ ایمان ان بندگانِ خدا کے تھے کہ اللہ و رسول کے مقابلہ میں باپ بیٹے کسی سے کچھ علاقہ نہ تھا، اللہ ورسول کے مخالفوں کے دشمن تھے اگرچہ وہ اپنا جگر ہو، دوستانِ خدا اور رسول کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دنیوی ضرر ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

6۔ ابو طالب کے مرض الموت میں کافرانِ قریش نے صلاح دی کہ اپنے بھتیجے (ﷺ) سے عرض کرو کہ یہ جنت جو وہ بیان کرتے ہیں اس میں سے تمہارے لیے کچھ بھیج دیں کہ تم شفاء پاؤ۔ ابو طالب نے عرض کر بھیجی حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا کھانا پانی کافروں پر حرام کیا ہے،۔ پھر تشریف لا کر ابو طالب پر اسلام پیش کیا۔ ابو طالب نے کہا: لوگ حضور پر طعنہ کریں گے کہ حضور ﷺ کا چچا موت سے گھبرا گیا اس کا خیال نہ ہوتا تو میں حضور کی خوشی کر دیتا۔ جب وہ مر گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکے لیے دعائے مغفرت کی، مسلمانوں نے کہا ہمیں اپنے والدوں قریبوں کے لیے دعائے بخشش سے کون مانع ہے، ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے باپ کے لیے استغفار کی، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچا کے لیے استغفار کر رہے ہیں، یہ سمجھ کر مسلمانوں نے اپنے اقارب مشرکین کے واسطے دعائے

مغفرت کی، اللہ عزوجل نے آیت اتاری کہ مشرکوں کے لیے یہ دعا نہ نبی کو روا نہ مسلمانوں کو، جب کہ روشن ہولیا کہ وہ جہنمی ہیں۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ (فتاویٰ رضویہ ج29)

7۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

ابوطالب عمہ صلی اللہ علیہ وسلم مات کافرا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کی موت کُفر پر ہوئی۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

8۔ امام برہان الدین علی بن ابی بکر فرغانی ہدایہ میں فرماتے ہیں:

اذا مات الکافر وله ولی مسلم فانه یغسله ویکفنه ویدفنه بذلك امر علی رضی اللہ تعالیٰ عنه فی حق ابیه ابی طالب لکن یغسل غسل الثوب النجس ویلف فی خرقة و یحفر حفیرة من غیر مراعاة سنة التکفین واللحد ولا یوضع فیه بل یلقی.

جب کافر مر جائے اور اس کا کوئی مسلمان رشتہ دار موجود ہو تو وہ اس کو غسل دے، کفن پہنائے اور دفن کرے، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے باپ ابوطالب کے بارے میں ایسا ہی حکم دیا گیا۔ لیکن اس کو غسل ایسے دیا جائے جیسے پلید کپڑے کو دھویا جاتا ہے اور کسی کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اور اس کے لیے گڑھا کھودا جائے، کفن پہنانے اور لحد بنانے کی سنت ملحوظ نہ رکھی جائے اور نہ ہی اس کو گڑھے میں رکھا جائے بلکہ پھینکا جائے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج29)

9۔ امام ابوالبرکات عبداللہ نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں:

مات کافر یغسله ولیه المسلم ویکفنه ویدفنه. والاصل فیه انه لما مات ابوطالب اتی علی رضی اللہ

تعالی عنه رسول الله ﷺ وقال ان عمك الشيخ الضال قد مات فقال اغسله واكفنه وادفنه و لاتحدث حدثا حتی تلقانی ای لاتصل علیه۔

کافر مرجائے تو اس کا مسلمان رشتہ دار اس کو غسل دے، کفن پہنائے اور دفن کرے، اس میں اصل یہ ہے کہ جب ابوطالب مر گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کا بوڑھا گمراہ چچا مر گیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو غسل دو، کفن پہناؤ اور دفن کرو اور کوئی نئی چیز نہ کرنا یہاں تک کہ مجھے آملو یعنی اس کی نمازِ جنازہ مت پڑھنا الخ۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج 29)

10۔ علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

مات للمسلم قريب كافر ليس له ولي من الكفار يغسله غسل الثوب الجنس ويلفه فی خرقة ويحفرله حفرة ويلفيه فيها من غير مراعاة السنة فی ذلك لماروی ان اباطالب لما هلك جاء علیؓ فقال یارسول ان عمك الضال قدمات۔ الخ

مسلمان کا کوئی قریبی کافر رشتہ دار مر گیا۔ اس کا کافروں میں کوئی وارث موجود نہیں ہے تو وہ مسلمان اُسے غسل دے جیسے پلید کپڑے کو دھویا جاتا ہے، ایک کپڑے میں لپیٹے اور ایک گڑھا کھود کر اس میں پھینک دے اور اس سلسلے میں سنت کا لحاظ نہ کرے کیونکہ مروی ہے کہ جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر کہا یارسول اللہ! آپ کا گمراہ چچا مر گیا ہے۔ الخ

(فتاویٰ رضویہ ج 29)

11۔ ان سب عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے قرابت دار کافر مردہ کو

نہلا سکتا ہے کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، نے اپنے باپ ابو طالب کو نبی کریم ﷺ کی اجازت سے نہلایا۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

12۔ "نبی کریم ﷺ نے ابو طالب مشرک کو کنیت سے یاد فرمایا"۔

(فتاویٰ رضویہ ج29)

13۔ علماء نے کافر کو کنیت سے ذکر کرنا ناجائز رکھا جب کہ وہ اور نام سے نہ پہچانا جائے جیسے ابو طالب یا بامید اسلام تالیف مقصود یا کام نکالنا ہو مگر بطورِ تکریم جائز نہیں کہ ہمیں ان پر سختی کرنے کا حکم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

14۔ مگر ابو طالب کے حق میں وہ وارد ہو لیا جو اسے دفع کرتا ہے، سورہ توبہ شریف کی آیت اور حدیث صحیح کا ارشاد کہ وہ پاؤں تک کی آگ میں ہے۔ یہ حال اس کا ہے جو کافر مرے، اگر اخیر وقت اسلام لا کر مرنا ہوتا تو دوزخ سے نجات کلی چاہیے تھی، صحیح وکثیر حدیثیں کفر ابی طالب ثابت کر رہی ہیں۔ اھ مختصر۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

15۔ عجائب اتفاق سے ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چار چچا زمانۂ اسلام میں زندہ تھے، دو اسلام نہ لائے اور دو مشرف باسلام ہوئے، وہ دو کے اسلام نہ لائے ان کے نام بھی پہلے ہی سے مسلمانوں کے نام کے خلاف تھے۔ ابو طالب کا نام عبد مناف تھا اور ابولہب کا عبد العزیٰ، اور دو کہ مسلمان ہوئے انکے نام پاک وصاف تھے حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

16۔ ہم امید کرتے ہیں کہ عبد المطلب اور ان کے اہلبیت سب جنت میں جائیں گے سوا ابو طالب کے کہ زمانہ اسلام پایا اور اسلام نہ لائے۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

17۔ امام محی السنہ بغوی معالم شریف اول رکوع سورہ بقر میں زیر قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا سواء علیہم، پھر قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی کی کتاب الخمیس میں فرماتے ہیں، کفر چار قسم ہے کفر انکار و کفر جحود و کفر عناد و کفر نفاق، کفر انکار یہ کہ اللہ

عزوجل کو نہ دل سے جانے اور نہ زبان سے مانے مگر دل میں نہ جانے۔

وکفر العناد ان یعرف اللہ بقلبہ ویعترف بلسانہ

ولایدین بہ ککفر ابی طالب حیث یقول ۲

ولقدعلمت بأن دین محمد من خیرادیان البریة دینا

لولا الملامة اوحذار مسبة لوجدتنی سمحابذاك مبینا

یعنی کفرِ عناد یہ کہ اللہ تعالٰی کو دل سے بھی جانے اور زبان سے بھی کہے مگر تسلیم وگرویدگی سے بازرہے جیسے ابوطالب کا کفر کہ یہ شعر کہے۔

واللہ! میں جانتا ہوں کہ محمد ﷺ کا دین تمام جہان کے دین سے بہتر ہے، اگر ملامت یا طعنے سے بچنا نہ ہوتا تو تُو مجھے دیکھتا کہ میں کیسی اہل دلی کے ساتھ صاف صاف اس دین کو قبول کرلیتا۔ (فتاوٰی رضویہ ج29)

18۔ یعنی ایک کافر وہ ہے جو قلب سے عارف زبان سے معترف ہو مگر اذعان نہ لائے جیسے ابوطالب سے مروی کہ بے شک میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو کچھ میرے بھتیجے (ﷺ) فرماتے ہیں ضرور حق ہے اگر اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش کی عورتیں مجھے عیب لگائیں گی تو ضرور میں اُن کا تابع ہوجاتا اور اپنے ایک شعر میں کہا: ؂ خدا کی قسم کافران قریش خوب جانتے ہیں کہ ہمارے بیٹے (ﷺ) یقیناً سچے ہیں اور معاذ اللہ کوئی کلمہ خلاف حق کہنا، ان کی طرف نسبت نہیں کیا جاتا۔ تو یہ زبان سے تصریح اور دل سے اعتقاد سب کچھ ہے مگر اذعان نہ ہوا۔ (فتاوٰی رضویہ ج29)

19۔ جب نبی کریم ﷺ کے چچا ابوطالب بیمار ہوگئے تو ان کے کافر ہونے کے باوجود حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کی عیادت کی اور اسلام لانے کی دعوت دی جسے ابوطالب نے قبول نہ کیا۔ (فتاوٰی رضویہ ج29)

20۔ حدیثِ صحیح نے کفرِ ابوطالب کو ثابت کردیا ہے۔ (ت) (فتاوٰی رضویہ ج29)

21۔ روضۃ الاحباب میں بھی ابو طالب کے کفر پر مرنے کی احادیث لائی گئی ہیں۔ الخ (ت)

22۔ کفر ابو طالب کی حدیثیں مشہور ہیں پھر اس کے ثبوت میں آیت اولیٰ کا اترنا اور حدیث دہم کفر ابی طالب کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کا علی و جعفر کو ترکہ نہ دلانا بیان فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ ج 29)

23۔ ابو طالب نے زمانہ اسلام پایا اور کفر پر اصرار رکھا بخلاف والدین کریمین و برادر رضاعی کہ زمانہ فترت میں گزرے۔ (فتاویٰ رضویہ ج 29)

24۔ بے شک صحاح میں ثابت ہے اور صادق مصدوق ﷺ نے خبر دی کہ ابو طالب پر سب دوزخیوں سے کم عذاب ہے۔

25۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور یہی حق ہے اور اس کا خلاف وہم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج 29)

26۔ حضور سید عالم ﷺ کے بارہ ۱۲ چچا تھے، حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور یہی دو مشرف باسلام ہوئے اور ابو طالب اور صحیح یہی ہے کہ یہ کافر مرے۔

(فتاویٰ رضویہ ج 29)

27۔ غرائب سے ہے یہ جو بعض نے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے والدین رسول اللہ ﷺ کی طرح ابو طالب کو بھی نبی ﷺ کے لیے زندہ کیا کہ بعد مرگ جی کر مشرف باسلام ہوئے میرے گمان میں یہ رافضیوں کی گھڑت ہے۔

اقول: وضاع کذاب رافضیوں ہی میں منحصر نہیں مگر یہ اُن کے مسلک کے موافق ہے لہٰذا اس کی وضع کا گمانِ انہیں کی طرف جاتا ہے پھر بھی بے تحقیق جزم کی کیا صورت ممکن کہ کسی اور نے وضع کی ہو، اس بنا پر لفظ ظن فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ ج 29)

28۔ جس سے اقرارِ اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور وہ اقرار نہ کرنے پر اصرار رکھے

بالاتفاق کافر ہے کہ یہ دل میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے۔ اسی واسطے تمام علماء نے کفرِ ابی طالب پر اجماع کیا ہے۔ (فتاوی رضویہ ج29)

29۔ جسے شہادت کلمہ اسلام کا حکم دیا جائے اور وہ باز رہے اور ادائے شہادت سے انکار کرے جیسے ابوطالب، تو وہ بالاجماع کافر ہے۔ (فتاوی رضویہ ج29)

30۔ اُس شخص کے بارے میں جو قلب سے اعتقاد رکھتا تھا اور بغیر کسی عذر و مانع کے زبان سے اقرار کی نوبت نہ آئی، علماء کا اختلاف کہ یہ اعتقاد بے اقرار اُسے آخرت میں نافع ہوگا یا نہیں، نقل کر کے فرماتے ہیں۔

قلت لکن بشرط عدم طلب الاقرار منه فان ابی بعد ذٰلك فکافر اجماعا لقضیة ابی طالب۔

یعنی یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ اس سے اقرار طلب نہ کیا گیا ہو اور اگر بعد طلب باز رہے جب تو بالاجماع کافر ہے۔ ابوطالب کا واقعہ اس پر دلیل ہے۔ (فتاوی رضویہ ج29)

31۔ اہل سنت کے نزدیک ابوطالب مسلمان نہیں۔ (فتاوی رضویہ ج29)

32۔ مشائخ حدیث اور علماء اہلسنت کا مؤقف یہ ہے کہ ابوطالب کا ایمان ثابت نہیں ہے، صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ ابو طالب کی وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ اسکے پاس تشریف لائے اور سلام پیش فرمایا مگر اس نے قبول نہیں کیا۔ت)

(فتاوی رضویہ ج29)

33۔ یہ بیت ابوطالب کے ایک قصیدہ کا ہے جس میں حضور اقدس ﷺ کی عجب نعت ہے، یہاں تک کہ رافضیوں نے اس سے ابوطالب کا مسلمان ہونا اخذ کرلیا۔

(فتاوی رضویہ ج29)

34۔ لیکن صاف اور روشن حدیثیں جن کی صحت پر اتفاق ہے اسلام ابوطالب کو

رد کر رہی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

35۔ رافضی اور جو اُن کے پیرو ہوئے وہ اسی روایت سے ابو طالب کے اسلام پر سند لاتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

36۔ یہ اشارہ ہے بعض رافضیوں کے رد کی طرف کہ وہ اسلامِ ابو طالب کے قائل ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

37۔ رافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ابو طالب مسلمان مرے۔ امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں شروع تذکرۂ ابو طالب میں فرمایا بعض اسلام ابو طالب کے قائل ہوئے اور یہ صحیح نہیں مختصر۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

38۔ صحیح یہ ہے کہ ابو طالب مسلمان نہ ہوئے، رافضیوں کی ایک جماعت نے اُن کا اسلام پر مرنا مانا اور کچھ شعروں اور واہیات خبروں سے تمسک کیا جن کے رد کا امام حافظ الشان نے اصابہ میں ذمہ لیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

39۔ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور بعض رافضیوں کا دعویٰ باطلہ کہ وہ اسلام لائے محض بے اصل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

40۔ شیخ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں ابو طالب کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی معرفت حاصل تھی۔ اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں جن کو شیعہ اسلامِ ابو طالب کی دلیل بتاتی ہیں اور انے دعویٰ پر جس چیز اسے استدلال کرتے ہیں وہ اُن کے دعویٰ پر دلالت نہیں کرتی۔ت) (فتاویٰ رضویہ ج29)

41۔ یعنی اسلامِ ابی طالب پر رافضی اس آیت سے دلیل لایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے جو لوگ اس نبی پر ایمان لائے اور اس کی نصرت و مدد کی اور جو نور اس نبی کے ساتھ اتارا گیا اس کے پیرو ہوئے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ رافضی نے کہا: ابو طالب کی مدد و نصرت مشہور و معروف ہے نبی ﷺ کے پیچھے قریش سے

مخالفت کی عداوت باندھ لی جس کا کوئی راوی اخبار انکار نہ کرے گا تو وہ فلاح پانے والوں میں ٹھہرے۔ رافضیوں کے علم کی رسائی یہاں تک ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ابوطالب نے ضرور نصرت کی اور بدرجہ غایت کی مگر اس نور کا اتباع نہ کیا جو حضور اقدس ﷺ کے ساتھ اترا یعنی قرآن مجید داعی توحید اور فلاح تو جب ملے کہ جتنی صفات پر اسے مرتب فرمایا ہے سب حاصل ہوں۔

42۔ جب ابوطالب کا کفر پر مرنا قرآن وحدیث سے ثابت تو اب اگلے قصے سنانا اور گزشتہ کفالت ونصرت سے دلیل لانا محض ساقط۔

43۔ ابوطالب نے حضور اقدس ﷺ کی نصرت وحمایت سب کچھ کی، طبعی محبت بہت کچھ رکھی۔ مگر شرعی محبت نہ تھی، آخر تقدیرِ الٰہی غالب آئی اور معاذ اللہ کفر پر وفات پائی اور اللہ ہی کے لیے ہے حجت بلند۔ (فتاویٰ رضویہ ج 29)

44۔ اقول: علماء کا جابجا کفرِ ابی طالب پر اجماع نقل فرمانا اور اسلامِ ابی طالب کا قول مزعوم روافض بتانا، جس کے نقول اگلے فصول میں مذکور ومنقول، اس حکایت بے سروپا کے رد کو بس ہے، کیا باوصف خلاف ائمہ اہلبیت اجماع منعقد ہوسکتا یا معاذ اللہ ان کا خلاف لایعتد بہ ٹھہرا کر دعویٰ اتفاق فرمادیا جاتا اور جب خود اپنے ائمہ کرام میں خلاف حاصل تو جانب اجانب اعنی روافض قصر نسبت پر کیا حامل، پس عند التحقیق یہ حکایت بے اصل اور محکی عنہ معدوم وباطل، ہاں اگر سادات زیدیہ کہ ایک فرقہ روافض ہے مراد ہوں تو عجب نہیں اور شبہہ زائل۔ (فتاویٰ رضویہ ج 29)

45۔ شبہہ تاسعہ: الحمد للہ عمرو کے سب شبہات حل ہوگئے اور وہ شبہات ہی کیا تھے محض مہملات تھے اب ایک شبہہ باقی رہا جس سے زمانہ قدیم میں بعض روافض نے اپنے رسالہ "اسلام ابی طالب" میں استناد کیا اور اکابر ائمہ علمائے اہل سنت مثل امام اجل بیہقی وامام جلیل سہیلی وامام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی وامام بدر الدین محمود عینی و

امام احمد قسطلانی و امام ابن حجر مکی و علامہ حسین دیار بکری و علامہ محمد زرقانی و شیخ محقق دہلوی وغیر ہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے متعدد وجوہ سے جواب دیا۔ سُنّی کے لیے تو اسی قدر سے جواب ظاہر ہو گیا کہ استدلال کرنے والا ایک رافضی اور جواب دینے والے اکابر علمائے اہلسنت مگر تتمیم فائدہ کے لیے فقیر غفرلہ المولی القدیر وہ شبہہ اور علماء کے اجوبہ ذکر کرکے جو کچھ فیضِ قدیر سے قلب فقیر پر فائض ہوا تحریر کرے۔ وباللہ التوفیق

(فتاویٰ رضویہ ج29)

46۔ حدیث صحیح ابو طالب کا کفر و شرک پر مرنا ثابت کر رہی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

47۔ اگر اس نے کلمہ توحید کہہ لیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اُس کے حق میں استغفار سے منع نہ فرماتا۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

48۔ استدلال اسی آیت کریمہ کے لفظ للمشرکین و لفظ اصحب الجحیم سے اولیٰ وانسب ہے اگر کلمہ اسلام پر موت ہوتی تو رب العزۃ ابو طالب کو مشرک کیوں بتاتا، اصحابِ نار سے کیوں ٹھہراتا۔ لاجرم یہ روایت بے اصل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

49۔ سبحٰن اللہ! اگر عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کانوں سے مرتے وقت کلمہ توحید پڑھنا سُنتے تو اس سوال کا کیا محل تھا، وہ نہ جانتے تھے کہ الاسلام یجب ماقبلہ مسلمان ہو جانا گزرے ہوئے سب اعمالِ بد کو ڈھا دیتا ہے، کیا وہ نہ جانتے تھے کہ اخیر وقت جو کافر مسلمان ہو کر مرے بے حساب جنت میں جائے۔ (فتاویٰ رضویہ ج29)

50۔ اس سے بھی در گزر یئے، یہ بھی مانا کہ حالتِ غرغرہ سے پہلے ہی پڑھا ہے پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ظاہر ہی کی گواہی دیں گے، دل کے حال کا عالم خدا ہے، کیا اگر کوئی شخص روزانہ لاکھ بار کلمہ پڑھے اور اللہ عزوجل اسے کافر بتائے تو ہم اس کے کلمہ پڑھنے کو دیکھیں گے یا اپنے رب عزوجل کے ارشاد کو، ایمان زبان سے

کلمہ خوانی کا نام نہیں، جب دلوں کا مالک اس کے کفر پر حاکم تو قطعاً ثابت کہ اس کے قلب میں اذعان و اسلام نہیں، آخر نہ سنا کہ جیتے جاگتے تندرستوں کے بڑی سے بڑی قسم کھا کر نشهد انك لرسول الله (ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ کہنے پر کیا ارشاد ہوا:

والله يعلم انّك لرسوله والله يشهد ان المنٰفقين لكٰذبون.

اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج 29)

51۔ جب ابوطالب کا کفر ادلّہ کالنہار سے آشکار تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا کیونکر اختیار، اگر اخبار ہے تو اللہ تعالیٰ عزوجل پر افترا، کفار کو رضائے الٰہی سے کیا بہرہ، اور اگر دُعا ہے کما هو الظاهر (جیسا کہ ظاہر ہے) تو دعا بالمحال حضرت ذی الجلال سے معاذ اللہ استہزاء، ایسی دُعا سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہی فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ ج 29)

علماء نے کافر کے لیے دُعائے مغفرت پر سخت اشد حکم صادر فرمایا اور اس کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے، پھر دعائے رضوان تو اس سے بھی ارفع و اعلیٰ۔

"فان السيد قد يعفو عن عبده وهو عنه غير راض كما ان العبد ربما يحب سيده وهو على امره غير ماض وحسبنا الله ونعم الوكيلا"

اس لیے کہ مالک بعض دفعہ اپنے غلام کو معاف کر دیتا ہے حالانکہ وہ اُس پر راضی نہیں ہوتا، جیسا کہ غلام بسا اوقات اپنے مالک کو پسند کرتا ہے مگر اُس کے حکم پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج 29)

52۔ امام محمد حلبی حلیہ میں فرماتے ہیں:

"صرح الشیخ شہاب الدین القرافی المالکی بان الدعاء بالمغفرۃ للکافر کفر لطلبہ تکذیب اللہ تعالٰی فیما اخبر بہ ولھذا قال المصنف وغیرہ ان کان مؤمنین"

یعنی امام شہاب قرآنی مالکی نے تصریح فرمائی کہ کفار کے لیے دعائے مغفرت کرنا کفر ہے، کہ اللہ عزوجل نے جو خبر دی اس کا جھوٹا کرنا چاہتا ہے اس لیے منیہ وغیرہ کتب فقہ میں قید لگادی کہ ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت کرے بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں۔

ان ائمہ دین وعلمائے معتمدین کے ذکر اسمائے طیبہ میں جنہوں نے کفر ابی طالب کی تصریح وتصحیح فرمائی اور اُن کے ارشادات کی 53۔ نقل اس رسالہ میں گزری

"فمن الصحابۃ"

(۱) امیر المومنین صدیقِ اکبر

(۲) امیر المومنین فاروق اعظم

(۳) امیر المومنین علی مرتضٰی

(۴) حبر الامۃ سیدنا عبداللہ بن عباس

(۵) حافظ الصحابہ سیدنا ابوہریرہ

(۶) صحابی ابن الصحابی سیدنا مسیب بن حزن قریشی مخزومی

(۷) حضرت سیدنا عباس عم

(۸) سیدنا ابوسعید خدری رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

(۹) سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری

(۱۰) حضرت سیدتنا ام المومنین

(۱۱) سیدنا انس بن مالک خادم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۱۲) ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

(۱۳) حضرت سیدتنا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

پہلے چھ حضرات سے تو خود اُن کے اقوال گزرے اور انس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقریر اور باقی چار خود حضور پرُنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد بیان فرماتے ہیں، اور پرظاہر کہ یہاں اپنے کہنے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد بتانا اور بھی ابلغ ہے۔

ومن التابعين:

(۱۳) آدم آل عبا زین العابدین علی بن حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وکرم وجوہہم

(۱۴) امام عطاء بن ابی رباح استاذ سیّدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱۵) امام محمد بن کعب قرظی کہ اجلّہ ائمہ محدثین ومفسرین تابعین سے ہیں۔

(۱۶) سعید بن محمد ابوالسفر تابعی ابن التابعی ابن الصحابی نبیرہ سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۷) امام الائمہ سراج الأمہ سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ومن تبع تابعين

(۱۸) عالم المدینہ امام دارالہجرۃ سیّدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۹) محرر المذہب مرجع الدنیا فی الفقہ والعلم سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۰) امام تفسیر مقاتل بلخی

(۲۱) سلطان اسلام خلیفۃ المسلمین کے آنے کی سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے بشارت دی تھی کہ:

"منّا السفاح ومنّا المنصور ومنّا المھدی رواہ الخطیب و ابن عساکر وغیرھما بطریق سعید بن جبیر عنہ قال السیوطی قال الذھبی اسنادہ صالح"

ہمیں میں سے ہوگا سفاح اور ہمیں میں منصور اور ہمیں میں مہدی۔(اس کو خطیب و ابن عساکر وغیرہ نے سعید بن جبیر کے طریق سے روایت کیا اور اسی کے طریق سے امام سیوطی نے کہا: ذہبی نے کہا اس کا اسناد صالح ہے۔ت

بلکہ دو حدیثوں میں یہی الفاظ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آئے۔

"رواہ کذلك الخطیب من طریق الضحاك عن ابن عباس وابن عساکر فی ضمن حدیث عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنھم رفعاہ الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"

اس کو اسی طرح خطیب نے بطریق ضحاک سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا جب کہ ابن عساکر نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ان دونوں نے اس کا رفع نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک کیا۔

اعنی امام ابوجعفر منصور نبیرزادہ ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ومن اتباع التبع ومن یلیھم:

(۲۲) امام الدنیا فی الحفظ والحدیث ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری۔

(۲۳) امام اجل ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی

(۲۴) امام عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی۔

(۲۵) امام ابوعبداللہ بن یزید ابن ماجہ قزوینی۔

یہ چاروں آئمہ اصحاب صحاح مشہورہ ہیں اور یہی طبقہ اخیرہ عبداللہ بن المعتز کا ہے۔

ومن بعدهم من المفسرين:

(۲۶) امام محی السنہ ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی

(۲۷) امام ابواسحٰق زجاج ابراہیم بن السری۔

(۲۸) جاراللہ محمود بن عمر خوارزمی زمخشری

(۲۹) ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری صاحب بسیط ووسیط ووجیز۔

(۳۰) امام اجل محمد بن عمر فخرالدین رازی۔

(۳۱) قاضی القضاۃ شہاب الدین بن خلیل خوبی دمشقی مکمل الکبیر۔

(۳۲) علامہ قطب الدین محمد بن مسعود بن محمود بن ابن ابی الفتح سیرانی شفار صاحب تقریب۔

(۳۳) امام ناصرالدین ابوسعید عبداللہ بن عمر بیضاوی۔

(۳۴) امام علامۃ الوجود مفتی مما لک رومیہ ابوالسعود بن محمد عمادی۔

(۳۵) علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی صاحب تفسیر لباب شہیر بہ خازن۔

(۳۶) امام جلال الدین محمد بن احمد محلی۔

(۳۷) علامہ سلیمان جمل وغیرہم من یاتی۔

ومن المحدثين والشارحين

(۳۸) امام اجل احمد بن حسین بیہقی

(۳۹) حافظ الشام ابو القاسم علی بن حسین بن ہبۃ اللہ دمشقی شہیر بابن عساکر۔

(۴۰) امام ابو الحسن علی بن خلف معروف بابن بطال مغربی شارح صحیح بخاری۔

(۴۱) امام ابو القاسم عبد الرحمن بن احمد سہیلی۔

(۴۲) امام حافظ الحدیث علامۃ الفقہ ابو زکریا یحیٰی بن شرف نووی۔

(۴۳) امام ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی شارح صحیح مسلم۔

(۴۴) امام ابو السعادات مبارک بن محمد ابی الکرم معروف بابن اثیر جزری صاحب نہایہ و جامع الاصول۔

(۴۵) امام جلیل محب الدین احمد بن عبد اللہ الطبری۔

(۴۶) امام شرف الدین حسن بن محمد طیبی شارح مشکوۃ

(۴۷) امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی شارح صحیح بخاری۔

(۴۸) علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب القاموس۔

(۴۹) امام حافظ الشان ابو الفضل شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی۔

(۵۰) امام جلیل بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی۔

(۵۱) امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن ادریس قرافی صاحب تنقیح الاصول۔

(۵۲) امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی۔

(۵۳) امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری۔

(۵۴) علامہ عبد الرحمن بن علی شیبانی تلمیذ امام شمس الدین سخاوی۔

(۵۵) علامہ قاضی حسین بن محمد بن حسین دیار بکری مکی۔

(۵۶) مولانا الفاضل علی بن سلطان محمد قاری ہروی مکی۔

(۵۷) علامہ زین العابدین عبد الروف محمد شمس الدین مناوی۔

(۵۸) امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی۔

(۵۹) شیخ تقی الدین احمد بن علی مقریزی اخباری۔

(۶۰) سید جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی صاحب روضۃ الاحباب

(۶۱) امام عارف باللہ سیدی علاء الملۃ والدین علی بن حسام الدین متقی مکی۔

(۶۲) علامہ شہاب الدین احمد خفاجی شارح شفاء

(۶۳) علامہ علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم عزیزی۔

(۶۴) علامہ محمد حفنی محشی افضل القریٰ

(۶۵) علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار

(۶۶) شیخ محقق مولانا عبدالحق بن سیف الدین بخاری

(۶۷) علامہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی مصری

(۶۸) فاضل محمد بن
علی صبان مصری صاحب اسعاف الراغبین وغیرہم من مضیٰ وتبعیٰ۔

ومن الفقہاء والاصولیین:

(۶۹) امام اجل شیخ الاسلام والمسلمین علی بن ابی بکر برہان الدین فرغانی صاحب ہدایہ

(۷۰) امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد حافظ الدین نسفی صاحب کنز۔

(۷۱) امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام۔

(۷۲) امام جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ۔

(۷۳) امام محقق محمد بن محمد بن محمد ابن امیر الحاج حلبی۔

(۷۴) امام ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی مصری صاحب مواہب الرحمن۔

(۷۵) علامہ ابراہیم بن محمد حلبی شارح منیہ

(۷۶) علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی۔

(۷۷) علامہ محقق زین بن نجیم مصری صاحب بحر۔

(۷۸) ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی محمد لکھنوی۔

(۷۹) علامہ سید احمد مصری طحطاوی۔

(۸۰) علامہ سید محمد افندی ابن عابدین شامی وغیرھم ممن تقدم رحم اللہ تعالیٰ علمائنا جمیعا من تاخر منھم ومن قدم امین (اس کے علاوہ دیگر علماء جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے تمام علماء متاخرین و متقدمین پر رحم فرمائے۔ امین۔ت)(فتاوی رضویہ ج29)

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

مقصودی نکات:

خان صاحب بریلوی کی مذکورہ بالا 52 عبارات سے درج ذیل نکات قابل غور ہیں۔

1۔ کفر ابو طالب آیات قرآنیہ احادیث متواتر سے ثابت ہے۔

2۔ کوئی سنی ایمان ابو طالب کا قائل نہیں ہو سکتا۔

3۔ ایمان ابو طالب کا مدعی رافضی ہے۔

4۔ ابو طالب کے لیے رضی اللہ عنہ وغیرہ کلمات دعائیہ کرنا اللہ تعالیٰ پر افترا اور استہزا اور کفر ہے۔

5خان صاحب کی تحقیق کی رو سے

(1) امیر المومنین صدیق اکبر
(2) امیر المومنین فاروق اعظم
(3) امیر المومنین علی مرتضیٰ حبر الامتہ
(4) سیدنا عبداللہ بن عباس حافظ الصحابہ سیدنا ابو ہریرہ
(5) صحابی ابن الصحابی سیدنا مسیب بن حزن قریشی مخزومی
(6) حضرت سیدنا عباس عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(7) سیدنا ابو سعید خدری
(8) سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری
(9) حضرت سیدتنا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
(10) سیدنا انس بن مالک خادم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(11) حضرت سیدتنا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وغیرہ اصحاب رسول ﷺ کی تصریحات کے مطابق کفرابی طالب پر اہلسنت کا اجماع ہے اور خان صاحب بریلوی نے ابو طالب کے کافر اور مشرک۔

مرنے پر بارہ صحابہ سمیت 79 اساطین امت اور علماء اہلسنت کے اقوال تحریر کئے۔

علمائے بریلویہ کا فیصلہ

1۔ بریلوی علامہ صائم چشتی لکھتا ہے کہ جناب ابو طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق نحش قسم کی عبارت نقل کرنے سے مکمل طور پر اعراض کیا جائے کیونکہ آپ کی شان میں گستاخی کرنا رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینے کا باعث ہے۔ (ایمان ابو طالب ص 375)

2۔ صائم چشتی لکھتا ہے کہ اور بلا شک و ریب حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے

حق میں اس قسم کی قبیح باتیں زبان پر لانے والے اور عوام وخواص کی مجالس میں انہیں بیان کرنے والے بے وقوف لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی موجودہ اولاد کو اذیت اور تکلیف دیتے ہیں بلکہ وہ لوگ ان سادات کرام کو بھی اذیت دیتے ہیں جن کا وصال ہو چکا ہے اور وہ اپنے مزاروں میں ہیں یہی نہیں بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن فرقان حمید میں ارشاد فرما رکھا ہے کہ، جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے سخت ترین عذاب کا وعدہ ہے۔ اور جناب ابو طالب رضی اللہ عنہ کو کافر کہنا ان سے بغض رکھنے کے مترادف ہے اور یقیناً اس میں نبیء اکرم ﷺ کے لئے ایذاء ہے اور حضور رسالت مآب ﷺ کو ایذاء دینا کفر ہے اور اس فعل کا ارتکاب کرنے والا لائق گردن زدنی ہے جبکہ وہ اس فعل سے توبہ نہ کرے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں ہے کہ اگر ایسا شخص توبہ بھی کر لے تو جب بھی اسے قتل کر دیا جائے۔ (ایمان ابی طالب ص 376)

3۔ صائم چشتی لکھتا ہے حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرنا سنت مصطفیٰ ہے جبکہ ان کے ساتھ بغض رکھنا حضور رسالت مآب ﷺ کو ایذاء دینے کے مترادف ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینے والے پر اللہ تبارک وتعالیٰ لعنت فرماتا ہے۔ (ایمان ابو طالب ص 841)

4۔ مفتی احمد یار خان فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنا بھی سرکارِ دو عالم ﷺ کی اذیت کا سبب ہے۔ اب اندازہ فرمائیں کہ جب ان کو برا کہنا سرکار کی اذیت کا سبب ہے تو ان کو کافر اور مشرک کہنا اور سمجھنا سرکارِ دو عالم ﷺ کو کیسے گوارا ہوگا۔ (ایمان ابو طالب ص 842)

مقصودی نکات:

ائم چشتی کی عبارات مذکورہ بالا سے درج ذیل نکات قابل غور ہیں۔

1۔ ابوطالب کا ایمان قطعی ہے یعنی صحابی تھا۔

2۔ ابوطالب کو کافر یا مشرک کہنے والا خود کافر اور واجب القتل ہے۔

3۔ ابوطالب کو کافر اور مشرک کہنے اور لکھنے والا اگر توبہ بھی کر لے تب بھی قتل کیا جائے گا۔

4۔ ابوطالب کو کافر، مشرک کہنے والا یقیناً رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینے والا یعنی گستاخِ رسول ﷺ ہے۔

5۔ ابوطالب کو کافر، مشرک کہنے والے پر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں لعنت کی ہے یعنی نص قطعی کی رو سے ملعون ہے۔

نوٹ: صائم چشتی کی کتاب مذکور (ایمان ابی طالب) کی تصدیق درج ذیل علماء بریلویہ نے کی ہے۔

1)۔ عطاء محمد بندیالوی تمام بریلویہ کے استاذ الکل

2)۔ صاحبزادہ فیض الحسن

3)۔ مولوی علی احمد روہتکی

4)۔ مولوی کوثر نیازی

5)۔ اقبال احمد فاروقی

6)۔ افتخار الحسن زیدی

7)۔ پیر خورشید الحسن شاہ

8)۔ مولوی حامد الوارثی

9)۔ پیر نصیر الدین گولڑوی

10)۔ مولوی عبد الغفور پیر محل

11)۔ پیر قمر الدین سیالوی

تبصرہ:

صائم چشتی سمیت مذکور بالا بارہ علمائے بریلویہ کی تحقیق کی رو سے خان صاحب بریلوی 53 مقامات پر ابو طالب کو کافر، مشرک لکھ کر 53 مرتبہ ایذاء

رسول ﷺ کے مرتکب اور گستاخ رسول ﷺ کا فر واجب القتل اور نص قطعی قرآنی اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا سے ملعون قرار پا کر عذاب مہین کے مستحق ٹھہرے۔ اور خان صاحب بریلوی کی تحقیق کی رو سے صائم چشتی سمیت 12 مصدقین علماء بریلویہ نصوص قرآنیہ، احادیث متواترہ، اجماع اُمت کا انکار کر کے اور بارہ صحابہؓ سمیت جن میں حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت فاروقِ اعظمؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ بھی شامل ہیں تمام اہل سنت اور 79 اکابر اہل سنت کی تکفیر کر کے اور ایمان ابو طالب کا اثبات کر کے جو رافضیوں کا عقیدہ ہے قطعی مرتد، زندیق، رافضی قرار پائے۔

تنبیہ:

خان صاحب بریلوی کی کفرابی طالب پر 53 صریح عبارات ذکر کی گئی ہیں۔ اور ہر ایک عبارت صائم چشتی اور اس کے مصدقین کے نزدیک مستقل کفر اور ایذائے رسول ﷺ کا سبب ہے۔ اور یہ خان صاحب بریلوی کے 53 کفر ہوئے اور خان صاحب پر 53 تازیانے ہوئے اور پہلے 77 کے ساتھ مل کر کل 129 تازیانے ہوئے۔

ہر اک پہ لگاتا ہے کفر کا فتویٰ
اسلام تیرے باپ کی جاگیر نہیں

دوغلی چال

تازیانہ نمبر130: بریلوی علامہ صائم چشتی بریلوی علماء سے مخاطب ہو کر لکھتا ہے۔ اگر وارثانِ مسلک رضاخانی کی جبینس سے بل نہ جائیں تو ہم کس سے پوچھنے کی یہ جرأت کریں کہ عالی جاہ جب نصوص صریحہ قطعیہ سے ثابت ہے کہ کافر کو مومن اور مومن کو کافر سمجھنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ تو پھر حضرت ابو طالب کے خاتمہ

کفر پر اس قدر ٹھوس دلائل کی موجودگی میں ان کے ایمان کے قائلین کی تکفیر کا کیوں احتمال نہیں جبکہ اعلیٰ حضرت خود یہ فتوی صادر فرماتے ہیں کہ مذہب وعقیدہ کفر پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرے تو البتہ کافر ہو جائے گا۔ (احکام شریعت ج 1، ص 224)

مگر بات تو پھر وہی سامنے آتی ہے کہ ان رجال اعاظم کے حضور میں جرأت لب کشائی کیسے کی جائے اور کیسے سمجھایا جائے۔

حضرات والا قدر نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون ہے۔

(ایمان ابی طالب ص 64)

تازیانہ نمبر131: صحیح حدیثوں میں فرمایا کہ جو دوسروں کو کافر کہے اگر وہ کافر نہ تھا تو یہ کافر ہو جائے گا۔ (رضویہ ص 325، ج 15)

خان صاحب لکھتا ہے: کہ مسلمان کو کافر سمجھے وہ خود کافر ہے اسی پر فتویٰ ہے، مختار یہ ہے اسے اپنے مذہب میں کافر جان کر کہا تو کافر ہو گیا۔

(فتاوی رضویہ ص 232، ج 15)

تبصرہ:

خان صاحب بریلوی کے اُصول مسلمان کو کافر سمجھنے والا کافر کی رو سے علماء بریلویہ کے نزدیک خان صاحب ابو طالب کو کافر سمجھ کر کافر ہوئے۔ اور خان صاحب کے اُصول کافر کو کافر نہ کہنے والا کافر کی رو سے ایمان ابی طالب کے قائل علماء بریلویہ کافر قرار پائے۔

دوغلی پالیسی

تازیانہ نمبر132: بریلوی صائم چشتی بریلوی رقمطراز ہے۔ اچھی طرح سمجھ لیں کہ اعلیٰ حضرت عدم ایمان ابی طالب پر رسالہ لکھنے کے باوجود قائلین ایمان ابوطالب کی اقتدا میں نمازیں پڑھتے تھے اور ان حضرات کے حضور میں خراج

عقیدت پیش کرتے ہوئے انہیں اعلیٰ خطابات والقابات سے بھی نوازتے تھے ان کی مجلس میں پیکر خلوص ومحبت بن کر شرکت کرتے تھے اور اپنے عقائد پر ان سے مہر صداقت بھی لگواتے تھے۔ (ایمان ابی طالب ص 83، ج 1)

تبصرہ:

ایک طرف تو خان صاحب بریلوی نے آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ سے ابوطالب کو قطعی کافر ثابت کیا اور کافر کے لئے کلماتِ تعظیم، رضی اللہ عنہ وغیرہ کہنا کفر استہزا باللہ افتراء علی اللہ قرار دیا اور پھر ابوطالب کو مومن سمجھنے والوں اور رضی اللہ عنہ کہنے والوں کی خود تعریفیں کیں اور سندیں لیں اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ تو خان صاحب اپنے ہی فتویٰ کی رو سے کافروں کی تعظیم کر کے اور انہیں اپنا امام مرشد اور استاذ تسلیم کر کے خود کافر ہوئے۔ کما ھو مرادا

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر133: خان صاحب لکھتے ہیں:۔

مسئلہ: عمرو پر غسل جنابت یا احتلام کا ہے اور زید سامنے ملا اور سلام کہا تو اسکو جواب دے یا نہیں اگر اپنے دل میں کوئی کلام الٰہی یا درود پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: دل میں یا بمعنیٰ کہ میرے تصور میں بے حرکت زبان تو یوں قرآن مجید پڑھ سکتا ہے اور زبان سے قرآن مجید بحالت جنابت جائز نہیں اگرچہ آہستہ ہو اور درود شریف پڑھ سکتا ہے مگر کلی کے بعد چاہیے اور جواب وسلام دے سکتا ہے۔ الخ

(فتاویٰ افریقہ ص 161، عرفان شریف)

بریلوی مفتی فیض احمد اویسی لکھتا ہے کہ آج ایسے بے ادب علماء کہلوانے والے پیدا ہو گئے ہیں کہ فتویٰ صادر فرما دیا کہ بحالت جنابت بھی درود شریف پڑھنا جائز ہے کاش تعزیرات اسلام کا اجراء ہوتا اور فاروق اعظم جیسے غیور۔۔۔۔ اسلام

نافذ کرنے والے زندہ ہوتے تب ان مفتیوں کو دیکھتا کہ ایسے فتاوی صادر کرتے آزادی کا دور ہے جسے جو جی میں آئے کہہ دے ورنہ وہ خداوند قدوس جو اپنے محبوب اکرم ﷺ کے لیے ایسے مقامات پر بھی نام لینے کو گوارہ نہیں کرتا جہاں قہر وغضب یا کسر شان یا مقام نجاست ہو مثلاً ذبح کے وقت چھینک اور انگڑائی کے وقت اور حمام وپاخانہ وغیرہ وغیرہ لیکن یہ ہیں آجکل کے مفتی ازمفت کہ فتویٰ جڑ دیا کہ جنابت کے وقت درود شریف پڑھنا جائز ہے اتنا شرم بھی نہیں کہ درود شریف فی الفور بارگاہِ رسالت میں پہنچ کر فوراً اجابت از رسول اور فدا ہوتا ہے لیکن یہ مجبور ہیں ایسے بدبخت مفتی کیونکہ عشق رسول سے محروم ہیں کسی نے فرمایا:

"بے عشق محمد ﷺ جو پڑھتے ہیں بخاری
بخار آتا ہے ان کو بخاری نہیں آتی"

(شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ ص 140-139)

مقصودی نکتہ:

بریلوی مفتی اویسی کے نزدیک حالت جنابت درود شریف پڑھنے کے جواز کا فتویٰ دینے والا بے ادب قابل تعزیر ہے۔حالت جنابت درود شریف پڑھنے کا فتویٰ دینے والا بدبخت عشق رسول ﷺ سے خالی ہے۔

تبصرہ:

اُویسی صاحب کے اس فتویٰ کی رو سے خان صاحب بریلوی حالت جنابت میں درود شریف پڑھنے کے جواز کا فتویٰ دے کر بارگاہِ رسالت کے بے ادب عشق رسول ﷺ سے خالی مفتی ازمفت بدبخت قابل تعزیر قرار پائے ہے بریلوی علماء خود فیصلہ کریں کہ بارگاہِ رسالت کا بے ادب بدبخت مسلمان ہے یا کافر ورنہ اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کا مطالعہ فرمالیں کہ بارگاہِ رسالت میں ادنیٰ سی بے ادبی کرنے والا بھی دائرہ

اسلام سے خارج من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر

تازیانہ نمبر134: خان صاحب کے والد نقی علی کا حکم۔

درود پڑھنا ہر وقت اور ہر حال میں اٹھتے چلتے پھرتے ہر قدم اور ہر سانس کے ساتھ یہاں تک کہ راہ میں نہانے کی حالت میں بھی جائز بلکہ مستحب ہے۔

(سرور القلوب ص292)

تبصرہ:

اویسی فتوئی کی روسے خان صاحب کے والد نہانے کی حالت میں درود پڑھنے کے استحباب کا فتوئی دیکر بے ادب بارگاہِ رسالت ﷺ، بد بخت اور مفتی ازمفت قرار پائے۔ اور خان صاحب ایسے بے ادب، بد بخت کی تعریف کرنے کے جرم میں بقولِ خود کافر قرار پائے۔

توہینِ صحابہ رضی اللہ عنہم

تازیانہ نمبر135: خان صاحب بریلوی لکھتا ہے۔ایک بار عبدالرحمٰن قاری کہ کافر تھا اپنے ہمرائیوں کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے اونٹوں پر آپڑا چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے ......آگے لکھتا ہے......اس محمدی شیر نے خوک شیطان کو دے مارا خنجر لے کر اس کے سینے پر سوار ہوئے اس نے کہا کہ میری بی بی کے لیے کون ہوگا فرمایا نار اور اس کا گلا کاٹ دیا سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جا بجا کفار پھینکتے اور سلمہ راستے میں جمع فرمائے گئے تھے لا حاضر بارگاہِ انور کیا۔ (ملفوظات ص19 تا199)

نوٹ: عبدالرحمٰن قاری مذکور صحابیِ رسول ﷺ ہے۔

تبصرہ:

خان صاحب بریلوی کا فتویٰ قریب مذکور ہو چکا ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے تو خان صاحب اپنے فتویٰ کی رو سے ایک کامل مسلمان صحابی کو کافر کہہ کر اپنے بیان کردہ مفتی بہ قول کے مطابق قطعی کافر قرار پائے۔

تازیانہ نمبر136: بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رقمطراز ہے۔

کسی بھی کمال میں کسی کو حضور علیہ السلام سے زیادہ ماننا کفر ہے۔

(جاء الحق ص168)

امام المبتدعین مولوی عبدالسمیع رامپوری اپنی مشہور کتاب انوار ساطعہ میں لکھتا ہے۔ ''اور تماشا یہ ہے کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی وغیرہ میں حاضر ہونا رسول اللہ کا نہیں دعویٰ کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس میں زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔

(انوار ساطعہ ص359)

نوٹ: کتاب مذکورہ پر خان صاحب کی مسور ط تقریظ و تصدیق موجود ہے۔

(ص547 تا556)

تبصرہ:

مفتی احمد یار گجراتی کے اُصول کی رو سے عبدالسمیع رامپوری اور ان کی کتاب انوار ساطعہ کے خان صاحب بریلوی سمیت 22 مصدقین علماء بریلویہ شیطان کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مقامات پر حاضر ناظر تسلیم کر کے کافر قرار پائے۔

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر137: بریلوی علامہ ظہیر الدین قادری اگر کسی بھی نبی کے متعلق یہ عقیدہ قائم کرلیا جائے کہ اس کو فلاں چیز کا علم نہیں ہے تو ایسا فاسد و باطل عقیدہ اس امر کو مستلزم ہوگا کہ اس نبی کا عقیدہ توحید ناقص ہے چہ جائیکہ افضل الانبیاء کے متعلق یہ کفری عقیدہ ہو کہ عالم ماکان و مایکون کو فلاں چیز کا علم نہیں۔ اور اگر آپ کی توحید ہی مکمل نہیں تو پھر دنیا میں کسی کی بھی توحید مکمل نہیں ہوسکتی۔

(تحفظ عقائد اہل سنت ص850)

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے کہ جب علم کسی فن کی طرف نسبت کیا جائے تو اس کے معنی دانستن نہیں ہوتے بلکہ ملکہ و اقتدار۔۔۔۔۔البتہ ملکہ شعر گوئی حضور کو عطا نہ ہوا۔ (ملفوظات ص209)

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے: "ہم نہ علم الٰہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لیے علمِ بالذات جانیں اور عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے نہ کہ جمیع"۔

(فتاوی رضویہ ص437، ج29)

اہم فائدہ: خان صاحب بریلوی نے نزدیک جمیع قرآن کے نزول سے پہلے آپ ﷺ کے لیے علم ماکان مایکون ثابت نہیں، تفصیل دیکھیں۔

(فتاوی رضویہ ج29، ص488)

تبصرہ:

ظہیر الدین قادری بریلوی کی تحقیق (کہ کسی نبی سے کسی چیز کے علم کی نفی کرنا کفر ہے) کی رو سے خان صاحب بریلوی نبی کریم ﷺ سے علم شعر عطائی کی نفی کر کے اور نبی کریم ﷺ کے لیے جمیع علم کا انکار کر کے اور بعض کا اقرار کر کے نبی ﷺ کی توحید ناقص مان کر کافر ہوئے۔ نیز نزولِ قرآن کے اختتام سے پہلے علم

ماکان مایکون کے منکر ہو کر نبی ﷺ کی توحید کو ناقص قرار دیکر گستاخ رسول ﷺ اور کافر ثابت ہوئے۔

توہینِ باری تعالیٰ

تازیانہ نمبر138: مولوی اللہ دتہ بریلوی لکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر وناظر مانتے ہو یا نہیں اگر نہیں مانتے تو یہ صریح کفر ہے۔

(تنویر الخواطر ص 71-70)

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے۔

سوال: مسئلہ خدا کو ہر جگہ حاضر کہنا کیسا ہے۔

الجواب: اللہ عزوجل جگہ سے پاک ہے یہ لفظ بہت برے معنی کا احتمال رکھتا ہے اس سے احتراز لازم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص 640 ج14)

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے اسے حاضر وناظر بھی نہیں کہہ سکتے وہ شہید وبصیر ہے حاضر وناظر اس کی عطاء سے اس کے محبوب ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ص 333، ج29)

مفتی احمد یار گجراتی لکھتا ہے ہر جگہ حاضر وناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں خدا تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ (جاء الحق ص 161)

تبصرہ:

مولوی اللہ دتہ بریلوی کی تحقیق کی رو سے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر وناظر نہ ماننا صریح کفر ہے جبکہ احمد رضا خان اور مفتی احمد یار اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر ماننا برے معنی کا محتمل اور بے دینی سمجھ کر صریح کافر قرار پائے جبکہ اللہ دتہ صاحب، خان صاحب بریلوی اور مفتی احمد یار گجراتی کے فتویٰ کی رو سے اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر مان کر بے دین اور توہین الٰہی کے مرتکب قرار پائے۔

توہینِ صحابہ واہلبیت

تازیانہ نمبر139: خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:

"ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے۔ جس نے سیاہ خضاب لگایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ سیاہ کردے گا"۔

(فتاویٰ رضویہ 491، ج23)

☆۔۔۔۔حدیث مذکور فی السوال سیاہ خضاب ہی کے بارے میں ہے خود اسی کے الفاظ کا ارشاد ہے۔

یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لایریحون رائحۃ الجنۃ رواہ ابوداؤد والنسائی عن ابن عباس۔

کچھ لوگ سیاہ خضاب لگائیں گے جیسے کبوتر کے پوٹے ہوں، وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھیں گے ابوداؤد ونسائی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے اس کو روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ص491، ج23)

☆۔۔۔۔سیاہ خضاب مطلقاً حرام ہے اور سیاہ مقول بالتشکیک نیلا، اودا، کاسنی سب سیاہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج23، ص492)

☆۔۔۔۔بالجملہ یہی قول مختار ومنصور ومذہب جمہور ثابت بارشاد حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور رشک نہیں کہ احادیث وروایات میں مطلقاً سیاہ رنگ سے ممانعت فرمائی تو جو چیز بالوں کو سیاہ کرے خواہ ترانیل یا مہندی کا میل یا کوئی تیل، غرض کچھ ہو سب ناجائز وحرام اور ان وعیدوں میں داخل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص501، ج23)

☆۔۔۔۔جو بالوں کی ہیأت بگاڑے اللہ کے یہاں اس کے لئے کچھ حصہ نہیں۔

علماء فرماتے ہیں ہیأت بگاڑنا کہ داڑھی مونڈے یا سیاہ خضاب کرے۔

(فتاویٰ رضویہ ص499، ج23)

☆ ۔۔۔۔۔اور سب میں پہلے سیاہ خضاب کرنے والا فرعون ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ص 498، ج 23)

☆ ۔۔۔۔۔بیشک اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے بُوڑھے کوّے کو۔ الغربیب وہ ہوتا ہے جو بڑھاپے (کے روپ) کو بدل ڈالے۔

الغربیب وہ ہوتا ہے جو بوڑھا نہ دکھائی دے یا وہ جو اپنے بڑھاپے (کی علامت) یعنی سفید بالوں کو خضاب سے سیاہ کر دے۔ (فتاوٰی رضویہ ص 497، ج 23)

مقصودی نکتہ:

خان صاحب بریلوی کی تحقیق کی رو سے سیاہ خضاب کرنے والے پر درج ذیل احکام جاری ہوں گے:۔

1۔ سیاہ خضاب کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔

2۔ سیاہ خضاب کرنے والے کو جنت تو در کنار جنت کی خوشبو بھی نصیب نہیں ہو گی۔

3۔ سیاہ خضاب کرنے والا فرعون کا پیروکار ہے۔

4۔ سیاہ خضاب کرنے والے کا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن منہ کالا کرے گا۔

مجدد مسلک بریلویت مولوی شفیع اوکاڑوی لکھتا ہے:۔

"راقم بندہ آثم عرض کرتا ہے کیوں نہ ہو جبکہ سب صحابہ ستاروں کی مانند ہیں اور ہر ایک کی اقتداء میں ہدایت ہے اور سیاہ خضاب کے بارے میں صحابہ کرام، اہل بیتِ اطہار، تابعینِ عظام اور اکابرِ علماء و مشائخ اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لگانا بھی قارئین حضرات گزشتہ سطور میں ملاحظہ فرما چکے ہیں"۔

دورِ حاضر میں بھی ہزاروں علماو مشائخ جن میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور ان کے فرزند سید محی الدین شاہ بابو جی حضرت میاں غلام اللہ

صاحب قبلہ ثانی لاثانی شرقپوری، علامہ عبدالغفور صاحب استاذ العلماء حضرت پیر خواجہ قمرالدین صاحب سیالوی رحمہم اللہ تعالےٰ اور مشائخ سیاہ خضاب لگاتے رہے اور لگا رہے ہیں، حالانکہ علماء مشائخ کے افعال دین میں سند حجت ہوتے ہیں، فتاوٰی عالمگیری میں ہے یتمسک بافعال اهل الدين. كذافی جوھر الفتاوٰی

(بریق المنار ص18)

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تو اس مشتہر کے نزدیک وہ سب کے سب معاذ اللہ اپنے نبی کے نافرمان فرعون کے پیروکار، اللہ کے دشمن اور بڈھے کوّے اور جانور۔ بدترین گناہ کے مرتکب قیامت کے دن اللہ سے منہ کالا کروانے والے۔ جنت کی خوشبو تک نہ پانے والے ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان اور گنہگار سے گنہگار اُمتی سے کمتر ٹھہرے، ان کے پیچھے جتنے لوگوں نے جتنی نمازیں پڑھیں سب برباد۔ العیاذ باللہ افسوس کہ اس ضعیف حدیث کا سہارا لے کر اس نادان نے کتنے بزرگوں کو فرعون کا پیروکار اور جہنمی وغیرہ بنادیا۔ معاذ اللہ۔ (سیاہ خضاب ص30)

☆...... بریلوی استاذ الکل عطا محمد بندیالوی سیاہ خضاب کو جائز ثابت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"یہ حنا اور کتم یعنی مہندی اور کلف سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ استعمال فرماتے تھے۔ اور صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت سیاہ خضاب استعمال کرتی تھی اور یہ جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، امام حسین رضی اللہ عنہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور جماعت تابعین ابن سیرین اور ابی بردہ اور ان کے بغیر اور صحابہ اور تابعین بھی سفید بالوں میں سیاہ خضاب استعمال کرتے تھے"۔ (مقالات بندیالوی ص234، ج1)

نیز لکھتا ہے: "امیر عثمان، حضرت حسن، حضرت حسین اپنی داڑھیوں کو سیاہ خضاب سے رنگ کرتے تھے"۔ (مقالات بندیالوی ص235)

ہدفِ رضا

مولوی شفیع اوکاڑوی اور عطاء بندیالوی کی تحقیق کی رو سے خان صاحب کے فتویٰ کا ہدف بننے والے درج ذیل حضرات ٹھہرے۔

1) صحابہ کرامؓ
2) اہل بیتؑ اطہار
3) تابعین عظام
4) اکابر علماء و مشائخ عظام
5) سیدنا ابوبکر صدیقؓ
6) حضرت عثمانؓ۔
7) حضرت حسنؓ۔
8) امام حسینؓ۔
9) عقبہ بن عامرؓ
10) ابن سیرینؒ
11) ابی بردہؓ
12) پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ
13) سید محی الدین شاہ بابو جی
14) میاں غلام اللہ صاحب قبلہ ثانی لاثانی شرقپوری
15) عبدالغفور ہزاروی
16) استاذ العلماء پیر خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی

استفتا: کیا فرماتے مفتیان بریلویہ جو شخص صحابہ کرامؓ بالخصوص حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت عقبہ بن عامرؓ، سمیت ہزاروں علماء و مشائخ بشمول پیر مہر علی، پیر قمر الدین سیالوی وغیرہ کو جہنمی بوڑھا کوا، جنت کی خوشبو سے محروم، فرعون کا پیروکار وغیرہ کہے اور لکھے کیا ایسا شخص ملت بریلویہ میں مسلمان ہے یا کافر اور ایسے شخص کو مسلمان سمجھنے والا اور ایسے شخص کی تعریفیں کرنے والا مسلمان ہے یا کافر۔ بینوا و توجرو

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر140:

1۔ حسن علی رضوی بریلوی لکھتا ہے کسی کو نبی کا امام ماننا صریح بے ادبی اور گستاخی ہے۔(برق آسمانی ص64/65)

2۔ احمد رضا خان لکھتا ہے کسی کو سرور دو عالم ﷺ کا امام و شیخ ماننا صراحۃً کفر ہے۔(فتاویٰ رضویہ ص36، ج21)

3۔ احمد رضا خان لکھتا ہے "مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کہ میرے پیر بھائی اور حضرت پیر مرشد برحق رضی اللہ عنہ کے فدائی تھے کم ایسا ہوا ہوگا کہ حضرت پیر و مرشد کا نام پاک لیتے اور ان کے آنسو رواں نہ ہوتے جب ان کا (انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت حضور سید عالم ﷺ سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لیے جاتے ہیں۔عرض کی یارسول اللہ حضور کہاں تشریف لیے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔الحمد اللہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھا اور یہ وہی برکات احمد ﷺ تھیں کہ پیر و مرشد کے سبب انہیں حاصل ہوئیں"۔ذلك وفضل الله يوتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم۔

(ملفوظات احمد رضا خان ص173)

تبصرہ:

حسن علی رضوی اور خان صاحب بریلوی کی تحقیق کی رو سے کسی کو نبی کریم ﷺ کا امام ماننا صریح بے ادبی، گستاخی اور کفر ہے۔ جبکہ خان صاحب کے

ملفوظ سے واضح ہے کہ برکات احمد کے جنازے میں رسول اللہ ﷺ نے شرکت فرمائی اور بقول رضا خان کے رضا خان آپ ﷺ کے امام بنے تو حسن رضوی اور خود خان صاحب بریلوی کے فتوئی کی رو سے خان صاحب صریح بے ادب گستاخ اور زندیق ہیں۔ من شك فی کفرہ وعذابه فقد کفر اکما قال احمد رضا۔

ذوقِ تکفیر

تازیانہ نمبر141: خان صاحب بریلوی لکھتا ہے۔

1)۔ غلام احمد قادیانی، اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں"۔ (حسام الحرمین ص 131، فتاویٰ افریقیہ ص 109)

نذیر حسین دہلوی، امیر احمد سہسوانی و امیر حسن سہسوانی، قاسم نانوتوی، مرزا غلام احمد قادیانی ور شید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی اور ان سب کے مقلدین و متبعین و پیروان و مدح خوان باتفاق علماء کرام کافر ہوئے اور جو ان کو کافر نہ جانے ان کے کفر میں شک کرے، وہ بھی بلا شبہ کافر۔

(عرفان شریعت حصہ دوم ص 29، وراجع ملفوظات حصہ اوّل ص 115)

دیوبندیوں کے بارے میں مسلمانوں سے آخری اپیل، "جو انہیں کافر نہ کہے جو ان کا پاس لحاظ رکھے جو ان کے استادی یا رشتے یا دوستی کا خیال رکھے وہ بھی انہیں میں سے ہے انہیں کی طرح کافر ہے قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے"۔ (ص 115)

4)۔ " ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی، یا مرتد

انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا، خالص ہوگا اور اولاد ولد الزنا"۔

(ملفوظات حصہ دوم ص 105)

نیز خان صاحب بریلوی ہی لکھتے ہیں کہ "مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے۔ یہی ہے وہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے خصوصاً وہابیہ، دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہل سنت وجماعت کہتے، حنفی، بنتے، چشتی، نقشبندی بنتے، نماز روزہ ہمارا سا کرتے، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ ورسول کو گالیاں دیتے ہیں یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں ہوشیار"۔

خبردار مسلمانوں! اپنا دین وایمان بچاتے ہوئے۔

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

(پڑھئے۔ صفدر، واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہٗ عبدہ المذہب احمد رضا، الخ)

احکام شریعت حصہ اول ص 21 طبع برقی پریس مراد آبادی)

نیز خان صاحب لکھتے ہیں کہ، اور مرتدوں میں سب سے خبیث تر مرتد منافق، رافضی، وہابی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی کہ کلمہ پڑھتے اپنے آپ کو مسلمان کہتے نماز وغیرہ افعال اسلام بظاہر بجالاتے بلکہ وہابی وغیرہ قرآن وحدیث کا درس دیتے لیتے اور دیوبندی کتب فقہ کے ماننے میں، بھی شریک ہوتے بلکہ چشتی، نقشبندی وغیرہ بن کر پیری مریدی کرتے اور علماء ومشائخ کی نقل اتارنے اور بایں ہمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے یا ضروریات دین سے کسی شئے کا انکار رکھتے ہیں ان کی اس کلمہ گوئی وادعاء اسلام اور افعال واقوال میں مسلمانوں کی نقل اتارنے ہی نے ان کو اخبث واضر اور ہر کافر اصلی یہودی، نصرانی، بت پرست، مجوسی، سب سے بدتر کردیا ہے کہ یہ آکر پلٹے دیکھ کر اُلٹے۔ الخ (احکام شریعت حصہ اول، ص 29)

الجواب: عورت کا ذبیحہ جائز ہے جب کہ ذبح صحیح طور پر کرسکے، یہودی کا ذبیحہ حلا

ہے جب کہ نام الٰہی عز جلالہ لے کر ذبح کرے، یوں اگر کوئی واقعی نصرانی ہو نہ نیچری دہریہ جیسے آج کل کے عام نصاریٰ ہیں کہ نیچری کلمہ گو مدعی اسلام کا ذبیحہ تو مردار ہے نہ کہ مدعی نصرانیت کا رافضی، تبرائی وہابی دیوبندی، وہابی غیر مقلد، قادیانی، چکڑالوی، نیچری، ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار حرام قطعی ہیں اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیز گار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتدین ہیں۔ ولا ذبیحۃ لمرتد

(احکام شریعت حصہ اوّل ص28)

مقصودی نکتہ:

خان صاحب کی عبارات مکروہ اور ظالمانہ فتویٰ بازی کا حاصل یہ ہے کہ خان صاحب کے نزدیک دیوبندی، وہابی سب کافروں سے بڑے کافر ہیں اور جو شخص دیوبندیوں وہابیوں کو مسلمان سمجھے یا ان کے ساتھ مسلمانوں والا برتاؤ رکھے وہ بھی کافر ہے۔ مثلاً کسی دیوبندی یا وہابی کو امام بنائے یا اس کا جنازہ پڑھے یا دیوبندیوں یا وہابیوں میں سے کسی کو اپنی بہن، بیٹی کا رشتہ دے یا کسی دیوبندی کو اپنا اُستاد بنائے یا اُس کے لیے کلمہ تعظیم زبان سے نکالے یا ان کے کفر میں توقف کرے وہ شخص بھی انہی کی طرح کافر ہے۔ معاذ اللہ

فتویٰ خان کے اہداف:

خان صاحب بریلوی کے اس فراخدِلانہ فتویٰ کے اعتبار سے خان صاحب سمیت تمام خواص وعوام بریلویہ کافر قرار پاتے ہیں۔ کفر کے اس ایٹم بم بلکہ ہائیڈروجن بم سے کسی بریلوی کو بھی رستگاری نہیں ہوسکتی اور کوئی بھی بریلوی عام اس سے کہ وہ کسی طبقہ سے متعلق ہو اس شاہانہ فتویٰ کی زد سے نہیں بچ سکتا۔ جس کی تفصیل کے لیے دفتر درکار ہے۔ چند اشارات پر اجمالاً اکتفاء نیلِ مقصود کے لیے کافی ہے۔

ارشادِ کرم:

☆......پیر کرم شاہ بھیروی دیوبندی بریلوی اختلافات پر تبصرہ کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں اِس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل السنۃ والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے اُنہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے دِین کے اُصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اور صفاتی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت اور ختمِ نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریاتِ دین میں کلی موافقت ہے لیکن بسا اوقات طرزِ تحریر میں بے احتیاطی اور اندازِ تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوءِ ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اِس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے گا۔ اور اگر چند اُمور میں اختلاف باقی رہ جائے تو تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہو گی کہ دونوں فریق عصرِ حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے، لٹھ لیے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔ (ضیاء القرآن ج،1 ص 11)

ارشادِ مہر:

☆......اِسی طرح مولٰنا فیض احمد صاحب مدظلہ مہرِ مُنیر میں حضرت گولڑویہ کے مجددانہ کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں "ابنِ تیمیہ اور اُن کے شاگرد ابنِ قیم کے متعلق فرماتے تھے کہ اُن کے متبحر عالم اور خادمِ اسلام ہونے میں کلام نہیں، مگر بعض اجماعی مسائل میں رعایتِ توحید کے زعم میں تشدد اختیار کر گئے"۔

(مہرِ مُنیر، ص 142، مطبوعہ گولڑہ شریف سن طباعت 1997ء)

ارشادِ نصیر:

☆.....پیر نصیر الدین گولڑوی لکھتا ہے:۔

بریلوی اور دیوبندی:

اِس معاملے میں اپنا مسلک و موقف واضح کرنے سے پہلے میں اپنے جدِّ اعلیٰ حضرت گولڑوی علیہ الرحمۃ کا موقف بحوالہ مہرِ مُنیر پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ استاذیم مولٰنا فیض احمد مؤلفِ مہرِ مُنیر لکھتے ہیں "دیوبندی بریلوی اور دیگر اسلامی مکاتیبِ فکر کے اختلافی مسائل پر اپنا مسلک تحریر و تقریر اور تالیفات کے ذریعے برابر واضح فرماتے رہے۔ اگرچہ فروعی مسائل میں اختلاف کی بناء پر ان پر ان کی باہمی کشمکش آپ کو ناپسند رہی۔ تاہم فریقین کی حق بات کو ہمیشہ سراہا۔"

(مہرِ مُنیر، ص142)

اگر میں کہوں کہ میں بریلوی نہیں ہوں تو یہ نامناسب نہ ہوگا، کیونکہ نہ تو میرا سلسلہ بیعت بریلوی مشائخ مولٰنا احمد رضا خان بریلوی، شیخ الحدیث مولٰنا سردار احمد فیض آبادیؒ وغیرہ کے ساتھ وابستہ ہے اور نہ ہی سلسلہ تلمذ اِن تک پہنچتا ہے۔ میں سلسلہ بیعت کے اعتبار سے قادری نظامی ہوں اور سلسلہ تلمذ کے اعتبار سے خیر آبادی۔ لہٰذا اگر میں بریلوی کے بجائے خیر آبادی کہلاؤں تو اس میں حق بجانب ہوں، جیسا کہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ اپنے خیر آبادی ہونے پر ہمیشہ فخر فرمایا کرتے اور علمائے خیر آبادی کی خدماتِ جلیلہ کو سراہا کرتے تھے، یہاں آپ کا ایک ملفوظ ملاحظہ ہو۔

خواجہ قمر الدین سیالوی کا ملفوظ:

پانچ رمضان المبارک کی رات بعد نمازِ تراویح فرمایا کہ دیوبندیوں کی

سرکوبی تو مولنا فضلِ حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کردی تھی، بریلوی لوگوں کو تو یہ سانپ سرکوفتہ مل گئے تھے۔۔۔۔آپؒ نے فرمایا خیر آبادی بہت ہی متجر علماء ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ ہدایت پر تھے، اگر خدانخواستہ کسی دوسرے عقیدے پر ہوتے تو کیا کیا کرتے۔ اگر میں کہوں کہ میں دیوبندی نہیں ہوں تو یہ بالکل حق اور بجا ہے، کیونکہ ہر دو مذکورہ پہلوؤں سے میری دیوبند والوں سے کوئی بھی نسبت نہیں بنتی۔

(انوارِ قمریہ ملفوظات شیخ الاسلام سیالویؒ، ص 274/275)

میرے جدِّ اعلیٰ حضرت گولڑوی نے سہارن پور اور علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی، دیوبند کا منہ تک نہ دیکھا بلکہ اُن کے اُستادِ محترم حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کے بارے میں جب دورانِ ملاقات حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ وہ تو بہت بڑے وہابی تھے پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے جواباً فرمایا کہ اللہ اُن پر رحمت فرمائے وہ تو بہت بڑے حنفی تھے، البتہ صُوفیاء کی رسوم کے پابند نہ تھے۔ (مہرِ مُنیر، ص 305)

☆۔۔۔۔جہاں تک بریلوی دیوبندی اختلاف کا تعلق ہے تو یہ دونوں حنفی ہیں، البتہ دیوبندیوں کی کتب میں کچھ قابلِ اعتراض عبارات ضرور ہیں، جن سے مجھے قطعی اتفاق نہیں ہے۔ لیکن مطلق اور غیر مشروط فتویٰ بازی بھی ہمارے مشائخ کا طریقہ نہیں، جیسا کہ سابقاً ذکر دیا گیا، حضور ختمی مرتبت آپ ﷺ کے گستاخ کو میں کافر اور واجب القتل سمجھتا ہوں، وہ کسی رعایت کا حق دار نہیں ہے، البتہ جب مسائل کو عوام الناس میں اُچھالا جاتا ہے اُمیں راہِ اعتدال پر گامزن ہوں۔

(لطمۃ الغیب علیٰ ازالۃ الریب، ص 288)

☆۔۔۔۔پیر نصیر الدین گولڑوی لکھتا ہے "ہمارے حضرت (مہر علی شاہ) کسی کلمہ گو کو کافر یا مشرک کہنے کے حق میں نہیں تھے اور نہ کبھی آپ نے کسی دیوبندی کو کافر یا

مشرک قرار دیا آپ کی تصانیف موجود ہیں جو دیکھی جا سکتی ہیں۔

(راہ ورسم منزل ہا ص 266)

☆۔۔۔۔پیر نصیر الدین گولڑوی لکھتا ہے دیوبندی اور بریلوی اختلافات بہت پرانے ہیں' ہمیں ان میں دخل اندازی سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں اور نہ ہی کسی خاص مکتبہ فکر کی نمائندگی کر رہے ہیں ایک عام مسلمان اور محض انبیاء و الیاء سے عقیدت رکھنے کے ناتے سے بعض متشدد علماء کی عبارات و اشعار سے اختلاف کر رہے ہیں۔ جو ہماری اپنی نظر سے گزرے ہیں۔ اگر اس صراحت کے باوجود کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ہم کسی خاص مکتبہ فکر سے متاثر ہو کر یہ سب کچھ لکھ رہے ہیں تو یہ اُس کی اپنی مرضی۔ چونکہ بنیادی طور پر ہمارا رابطہ سلسلہ عالیہ "قادریہ، چشتیہ، نظامیہ" سے ہے' اس لیے یہی سمجھا جائے کہ بزرگانِ دین اور اولیائے عظام سے عقیدت و محبت رکھنے والا ایک نیاز مند اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہے۔ اگر ہم متشدد ہوتے تو اسی کتاب میں شیخ ابنِ تیمیہؒ کو وہابیوں کا باوا آدم کہا جاتا ہے۔ جب ایک اعتدال پسند انسان اس قدر وسیع النظری سے کام لے رہا ہے کہ وہ اپنے مخالف کی بعض خدمات کا اعتراف کھلے دل سے اچھے الفاظ میں کر رہا ہے' نہ اُسے کافر کہہ رہا ہے' نہ مشرک۔ تو ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں کی مثل کے مطابق شیخ ابنِ تیمیہؒ سے ہمارے اِس مُعتدلانہ سلوک اور رویے ہی کو دیکھ کر اس کا اندازہ لگا لینا چاہیئے کہ ہم کتنے حوصلہ مند اور کس قدر وسیع النظر ہیں صوفیائے کرام کے فیضان خاص کے طفیل ہماری وسیع النظری کا تو یہ عالم ہے۔

صحبتِ اہلِ حرم و رزیدن اما گاہ گاہ
با وسیع المشربی چشمے بہ رنداں داشتن

(راقم الحروف)

ورنہ عمومی قاعدہ تو یہ ہے کہ جسے دشمن سمجھا جاتا ہے' اُس کے محاسن بھی معائب ہی نظر آتے ہیں، لیکن ہمارے سامنے اس واضح ارشادِ خداوندی کی روشنی میں شغلِ تکفیر کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ (راہ و رسم ص 268-269)

☆۔۔۔۔۔پیر نصیر الدین گولڑوی لکھتا ہے:۔

خواجہ غلام فریدؒ کا ایک ملفوظ:

یہاں ہم مقابیس المجالس کے حوالے سے سرائیکی زبان کے جامیؒ حضرت خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں شریف کا ایک ملفوظ نقل کرتے ہیں۔

وہابی اور شیعہ مذہب:

حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا شیعہ وہابیوں سے بدتر ہیں؛ کیونکہ وہابی لوگ صحابہ کرام کو برا نہیں کہتے بلکہ تعظیم کرتے ہیں، لیکن شیعہ لوگ صحابہ کرام کو دشنام دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بے شک اسی طرح ہے وہابی نہ صحابہ کرام کو برا کہتے ہیں نہ ولایت سے انکار کرتے ہیں اس کے برعکس شیعہ لوگ ولایت کے بھی منکر ہیں۔
اسکے بعد فرمایا کہ توحید کے بارے میں وہابیوں کے عقائد صوفیائے کرام سے ملتے جلتے ہیں وہابی کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنا شرک ہے بیشک غیر خدا سے امداد مانگنا شرک ہے توحید یہ ہے کہ خاص حق تعالیٰ سے مدد طلب کرے چنانچہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) کا مطلب یہی ہے۔

(مقابیس المجالس مقبوس نمبر 85، ص نمبر 796، 797) (لطمۃ الغیب ص 280)

☆۔۔۔۔۔پیر نصیر الدین گولڑوی لکھتا ہے:۔ کسی مسلک یا شخصیت کے ساتھ علمی و تحقیقی اختلافات ہونے کے باوجود انہیں اچھے الفاظ کے ساتھ یاد کرنا میرے اکابر کی

سنت اور میرے مشائخ کا معمول ہے، چنانچہ امام ابن تیمیہؒ وغیرہ کے ساتھ اختلاف کے باوجود بھی میرے مشائخ جدّ اعلیٰ حضرت گولڑوی علیہ الرحمۃ نے اُن کے لیے دعائیہ الفاظ غفر اللہ اور اُن کے نام کے ساتھ شیخ کا لفظ تحریر فرمایا۔ اور آپؒ کے اسی مسلک اعتدال پر گفتگو کرتے ہوئے مولٰنا مفتی فیض احمد صاحب سلّمہٗ ربّہٗ حاشیہ تصفیہ میں لکھتے ہیں کہ "حضرتِ مؤلف کا بعض مسائل میں شیخ ابنِ تیمیہ غفر اللہٗ سے اختلاف کے باوجود اُن کے لیے دعائے مغفرت فرمانا کمالِ انصاف اور اسلامی اخلاق کی نشانی ہے کہ مخالف کی غلط بات کو غلط کہتے ہوئے اُس کی صحیح بات کو سمجھا اور یہی چیز اولیائے ظاہر سے ممتاز کرتی ہے۔" (فیض) (لطمۃ الغیب ص 284)

تبصرہ:

اگر خان صاحب بریلوی کے ذوقِ تکفیر کو درست تسلیم کیا جائے تو:۔

پیر مہر علی شاہ گولڑوی، پیر کرم شاہ بھیروی، پیر نصیر الدین گولڑوی، خواجہ غلام فریدؒ علمائے دیوبند کو کافر نہ کہنے کے جرم میں اور وہابیوں کی تعریف وتوصیف اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کے جرم میں کافر قرار پائے۔ نیز دربارِ گولڑہ، دربارِ بھیرہ اور دربار پاکپتن شریف کے متوسلین ومریدین بھی پیر مہر علی، پیر کرم، پیر نصیر، پیر غلام فرید وغیرہ کفار کو پیر، راہبر، راہنما اور اولیاء قرار دینے کے جرم میں سب کفار و مرتدین قرار پائے اور اگر خان صاحب بریلوی کے ذوقِ تکفیر کو درست نہ تسلیم کیا جائے تو خان صاحب خود اپنے فتویٰ کی رو سے مسلمانوں کو کافر قرار دے کر خود کافر قرار پائے۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے
کہ عدو کے سینہ میں غار ہے

دربارِ گولڑہ پر ڈبل بمباری

تازیانہ نمبر142: پیر مہر علی شاہ گولڑوی لکھتا ہے

سند حدیث الاسودین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیہ الصلوٰۃ والسلام علے نبیہ سیدنا محمد والہ وصحبہ۔

امابعد فیقول العبد الضعیف مہر علی شاہ اضافنا مولانا لطف اللہ بالاسودین التمر والماء قال اضافنا مولانا الشیخ عبدالرحمان البانی پتی بالاسودین التمر والماء قال اضافنا الشیخ الذی ہو فرید العصر وحید الدہر مولانا واستاذنا المولوی محمد اسحاق اعلے اللہ درجاتہ فی الجنتہ۔ الخ (مکتوبات طیبات ص220)

مکتوب نمبر 380 نقل سند حدیث شریف عطا فرمودہ بمولانا الشیخ الجامع غلام محمد گھوٹوی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین سیدنا محمد وآلہ الطاہرین واصحابہ اجمعین۔

امابعد فیقول العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو مہر علی شاہ الحسنی نسباً والحنفی مذہباً والقادری والچشتی النظامی والصابری مشرباً ان

المولوی غلام محمد بن چوھدری عبداللہ الساکن فی الملتان قد عرض علی من الصحیح البخاری قراتۃً وسماعتہً رحم اللہ مؤلفہ وجامعہ وانی قد عرضت النصف الاوّل من الصحیح البخاری وا کثر صحیح المسلم رحمھما اللہ تعالی علی الشیخ المکرم و مولانا الاعظم مولوی احمد علی السہارنفوری رحمہ اللہ تعالی وقد اجاز نی بالا شتغال بالکتابین وتعلیمھما وتعلیم غیرھما من کتب الحدیث۔ الخ

(مکتوبات طیبات ص218)

تبصرہ:

پیر مہر علی شاہ گولڑوی دو دیوبندی وہابی علماء شاہ اسحاق دہلوی اور علامہ احمد علی سہارنپوری کو القاب مذکورہ دینے اور ان کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا کرنے کے جرم میں خان صاحب کے فتویٰ کا ہدف بن کر کافر قرار پائے اور بریلوی شیخ الجامعہ گھوٹوی صاحب ایسی سند وصول کر کے دائرہ اسلام سے خارج قرار پائے۔ کما کتب مہر علی شاہ الشیخ الذی ھو فرید العصر وحید الدھر مولانا واستا ذنا المولوی محمد اسحاق اعلی اللہ درجاتہ فی الجنتہ۔ الشیخ المکرم ومولانا الاعظم مولوی احمد علی السہارنفوری رحمہ اللہ تعالی ۔ اب دو ہی صورتیں ہیں اگر خان صاحب بریلوی کا فتویٰ صحیح ہے، پیر مہر علی شاہ اور ان کے مداح، مریدین ومتوسلین دائرہ اسلام سے خارج گستاخ رسول ﷺ ٹھہرے اور اگر خان صاحب بریلوی کا فتویٰ صحیح نہیں تو خان صاحب بریلوی اور ان کے مصدقین مسلمانوں کو کافر کہہ کر بقول خود کافر قرار پائے۔

بریلوی کرنل کا حملہ

تازیانہ نمبر143:

علامہ محمد ذوالفقار علی رضوی بریلوی، محقق محمد انور مدنی ڈاکٹر محمود احمد ساقی لکھتے ہیں۔

پیر کرم شاہ بھیروی اور ضیاء القرآن حضرت شیر اہلسنت مفتی محمد عنایت اللہ قادری سانگلہ ہل خلیفہ مجاز مولانا حامد رضا خان بریلوی کی نظر میں

قارئین کرام! پیر کرم شاہ بھیروی کے متعلق حضرات شیر اہل سنت مفتی محمد عنایت اللہ قادری کے دستِ مبارک سے ضیاء القرآن جلد اوّل کے حواشی پیش خدمت ہیں۔

اُمید ہے بعد از مطالعہ آپ بھی ککو شاہ اور کرم شاہ میں فرق محسوس نہیں فرمائیں گے۔ محمود احمد ساقی

ککو شاہ کے منافقانہ فتوے

بیان القرآن تھانوی کی تفسیر معتبر ہے۔ (ص170،168)

☆ میرے حضور ﷺ کے نور ہونے کا ٹھوک کر اقرار نہیں کر رہا مرتا ہوا کر رہا ہوں۔ ککو شاہ کی منافقت دیکھو۔ (ص194)

☆ بکواس کر رہا ہے۔ (ص174)

☆ قرآن کی خوبیاں بیان کر رہا ہے مگر میرے حضور ﷺ کی خوبیاں بیان نہیں کر رہا۔ (ص8،1)

☆ 73 فرقے والی حدیث کا منکر ہے۔ سب فرقے حق ہیں، ایک ہو جانے چاہیے، معاذ اللہ۔ (ص110،56،3)

☆ دیوبندی عبارتیں کفری نہیں مانتا۔ (ص4)

☆ لکوشاہ کا مسلک دنیا اکھٹی کرنا ہے۔

☆ جو دیوبندی وہابی اہل سنت بریلوی کو مشرک کہتے ہیں یہ غلط ہے وہ مشرک نہیں کہتے یہ محض غلط ہے۔(ص4)

☆ مودودی کی تقلید کر رہا ہے۔

☆ سیدی اعلیٰ حضرت کا ترجمہ بھی کافی نہ تھا اور دوسرے ترجمے بھی کافی نہ تھے۔(ص4)

☆ ایک دن میں ختم کرنا مکروہ ہے۔

☆ قرآن کریم سمجھنے کے لئے کوئی علم کی ضرورت نہیں، رسیلے دھلوی کی بولی بول رہا ہے۔(ص8)

☆ لکوشاہ کو تفسیر لکھنے کے لئے جن لوگوں نے مشورہ دیا تھا ان میں کوئی عالم دین نہیں ہے۔(ص10)

☆ میرے حضور ﷺ کو احکامِ شرعیہ کا علم یقینی تھا، غیر شرعیہ کا یقینی نہ تھا (معاذ اللہ)(ص16)

☆ سیدنا آدم علیہ السلام کو ذلیل کہہ رہا ہے۔ بک رہا ہے۔(ص19)

☆ سیدی خلیل علیہ السلام کے والد آزر تھے، بک رہا ہے۔

☆ انسان اللہ کا خلیفہ ہے، کیوں لکوشاہ ہر انسان اللہ کا خلیفہ ہے۔ یہ بولی مودودی کی بول رہا ہے۔(ص22)

☆ محمود الحسن دیوبندی کی تعریف کر رہا ہے۔(ص123، باب2)

☆ قاسم نانوتوی پاکانِ امت میں سے ہیں۔(ص2)

☆ لکوشاہ دیوبندی ہے، سارا سلسلہ ہی دیوبندیوں اور وہابیوں کا مان رہا ہے اور ان ہی کے سلسلے سے استدلال کر رہا ہے۔

☆ اعلیٰ حضرت سیدی خواجہ غریب نواز کسی سے استدلال نہ کرنا اس کی دیوبندیت ہے۔

☆ اہلسنت کا نام تک نہیں لے سکا، یہ لنگوشاہ کا حال ہے۔ (ص 6)

☆ میرے حضور ﷺ کو لفظ مرشد سے یاد کرتا ہے۔ یہ معمول وہابیہ ملعونہ کا ہے۔ (ص 2 فاتحہ شریف)

☆ مدینہ منورہ کو لفظ یثرب بولتا ہے حالانکہ یہ منع ہے۔

☆ خبیث انسان۔ (ص 57، 3، 21، 107)

☆ میرے حضور ﷺ کے مقام شریف السلام علیك ایها النبی کو قصداً چھوڑ گیا ہے، تف اس کے سنی کہلانے پر۔ (باب 3، ص 217)

☆ مومن کافر کی تعریف لنگوشاہ کی زبانی۔ (ص 4، سورہ بقرہ)

☆ کسی نئے فرقے کا نام نہیں لے سکا۔ (ص 4، سورہ بقرہ)

☆ سید صدر الافاضل کا نام منافقانہ طور پر لے رہا ہے، ورنہ جہاں ضرورت تھی اس کا بیڑہ ہی غرق ہو گیا۔ (ص 6، سورہ بقرہ)

☆ اہلبیت میرے حضور ﷺ کا منکر ہے بے شرم انسان۔ (ص 12، 16، 20)

☆ تفہیم القرآن مودودی کی معتبر تفسیر ہے۔ ذرا شرم نہیں آتی۔

☆ میرے حضور ﷺ کو یتیم عبدالمطلب کا پوتا کہہ رہا ہے۔ (ص 27)

☆ دیوبندی وہابی بدعقیدہ لوگ ہیں، ان کا نام نہیں لیتا۔ منافق انسان ہے۔ (ص 27، 39، 43، 236)

☆ شیعہ ملعونہ کا نام تک نہیں لیتا۔ (ص 99)

☆ صلوٰۃ وسطیٰ کے ذکر میں قصداً جنگ خندق میں میرے حضور ﷺ کا سورج کو ٹھہرانا اور سیدی علی شیرِ خدا کا واقعہ نورانی یہ دونوں قصداً چھوڑ گیا

ہے۔ دیکھا اس کی منافقت۔ (22)

☆ سیدی عزیر علیہ السلام کے واقعہ نورانی کا منکر ہے۔

☆ تیرے دیوبندی لنگوشاہ شیعہ ملعونہ سے تقیہ میں بڑھ گئے ہیں تقیہ سنی ہے ورنہ ہے تو دیوبندی۔ (ص 191)

☆ لنگوشاہ کا تقیہ دیکھو دیوبندی منافق کا نام نہیں لیتا خود دیوبندی ہے۔ (ص 93، 128)

☆ مرزائیوں کا نام نہیں لیتا۔ (ص 195)

☆ لنگوشاہ کی منافقت دیکھو جہاں بزرگوں کے نام لینے تھے وہاں دیوبندیوں کے لئے جہاں نہیں لینے تھے۔

☆ دیوبندی لنگوشاہ بتوں کی آیات سنیوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ (ص 150)

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں ص 291-295)

مقصودی نکتہ:

شیرِ بریلویت خلیفہ حامد رضا مفتی عنائیت اللہ قادری رضوی کی تحریر اور ذوالفقار رضوی، ڈاکٹر محمود احمد ساقی، کرنل محمد انور مدنی کی تصریح کی رو سے پیر کرم شاہ بھیروی پر درج ذیل دفعات لاگو ہوئے۔

1۔ پیر کرم شاہ دراصل دیوبندی وہابی ہے۔

2۔ پیر کرم شاہ تقیہ باز خبیث ہے۔

3۔ پیر کرم شاہ دیوبندیوں کو کافر نہیں کہتا۔

4۔ پیر کرم شاہ سید اسماعیل شہید کی بولی بول رہا ہے۔

5۔ پیر کرم شاہ اہل بیت کا منکر ہے۔

6۔ پیر کرم شاہ پیر کرم شاہ بتوں کی آیات سنیوں پر چسپاں کرتا ہے۔

تبصرہ:

خان صاحب بریلوی کے ذوقِ تکفیر کو ملحوظ رکھ کر علماء بریلویہ کے لیے اب دو ہی راستے ہیں۔

1)۔ یا تو خان صاحب بریلوی کے فتویٰ کو درست تسلیم کر کے پیر کرم شاہ اور ان کے متوسلین اور مریدین اور ان کو مسلمان سمجھنے والے اور ان کی تعریف اور توصیف کرنے والوں کو کافر، مرتد اور زندیق قرار دیں۔

2)۔ یا پھر خان صاحب بریلوی کے فتویٰ مذکور بالا کو غلط قرار دے کر اور خان صاحب کو مکفر المسلمین قرار دے کر ملت اسلام سے خارج قرار دیں۔

تازیانہ نمبر144: بریلوی پروفیسر عرفان قادری لکھتا ہے:

"ان آیات واحادیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ پیدائشی نبی تھے۔"

(نبوت مصطفیٰ ہر آن ہر لحظہ ص10)

نوٹ: یہ فتویٰ فقیر ابو صالح محمد بخش جامع محدث اعظم رضا نگر چنیوٹ کا ہے۔

پروفیسر مذکور لکھتا ہے قرآن وحدیث سے بچپن سے نبوت ثابت ہے۔ پھر اگر کوئی تسلیم نہ کرے تو دماغ کا علاج کرائے۔ (ایضاً ص11)

نوٹ: یہ فتویٰ جامع رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد کا ہے۔

مفتی محمد جمیل رضوی لکھتا ہے "یہ وہابیہ زندیقہ، خبیثہ، ملحدہ کو ہی زیباں ہے۔ جو چالیس سال کے بعد نبوت کے قائل ہیں۔" (نبوت مصطفیٰ ہر آن ہر لحظہ ص19)

مفتی مذکور لکھتا ہے اس آیت شریفہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ آقائے کائنات کی نبوت پیدائشی ہے۔ کوئی شخص بھی اس آیت کریمہ کی مغایرت میں نہیں دکھا سکتا کہ جب آپ کی تخلیق ہوئی تو نبی معاذ اللہ نبی نہ تھے نفی نبوت کے دلائل آیات واحادیث میں قطعاً فقط محرفین و متعصبین کی ہٹ دھرمی ہے نہ معلوم پیدائشی نبی کی نفی

کرنے میں مخالفین کو شانِ نبوت ﷺ سے کیا عناد ہے۔ (نبوت مصطفی ہر آن ہر لحظہ ص 15)

بریلوی مناظر اشرف سیالوی لکھتا ہے:۔

"کچھ عرصہ سے چند نوجوان، نوخیز واعظینِ کرام اور مقررینِ عظام اس طرح پر پیگنڈہ کر رہے ہیں اور شور شرابا برپا کیے ہوئے ہیں کہ محمد اشرف سیالوی، نبی کریم ﷺ کو بچپن سے نبی نہیں تسلیم کرتا اور چالیس سال کے بعد آپ ﷺ کے لیے نبوت ورسالت کا تحقق تسلیم کرتا ہے اور یہ سراسر بے ادبی، گستاخی اور نبی الانبیاء ﷺ کی توہین وتحقیر ہے جو کہ سراسر کفر قبیح اور ضلالِ صریح ہے۔" (تحقیقات ص 15)

مقصودی نکات:

پروفیسر عرفان قادری مفتی جمیل اور جمہور علماء بریلویہ کی تحقیق کی رو سے جو شخص آپ ﷺ کو پیدائشی نبی نہیں مانتا اور چالیس سال کے بعد نبوت ملنے کا قائل ہے اس پر درج ذیل دفعات لاگو ہوں گے۔

1۔ قرآن واحادیث کا منکر ہے۔

2۔ رسول اللہ ﷺ کا بے ادب اور گستاخ ہے۔

3۔ شانِ رسالت کے ساتھ عناد رکھتا ہے۔

4۔ ملحد، خبیث، زندیق اور وہابی ہے۔

5۔ قرآن واحادیث کا محرف اور ہٹ دھرم ہے۔

6۔ قطعی کافر ہے۔

فتویٰ کا اجراء:

بریلوی مناظر اشرف سیالوی اور ان کے حواریوں کا دعویٰ ہے کہ مندرجہ ذیل بریلوی علماء ومشائخ نبی کریم ﷺ کے پیدائشی نبوت کے قائل نہیں بلکہ چالیس سال کی عمر میں نبوت ملنے کے قائل ہیں۔ چنانچہ سیالوی صاحب لکھتا ہے۔

مفسر قرآن مفتی احمد یار نعیمی کا ارشاد:

حضرت تفسیر نعیمی (جلد سوم، ص 447) پر ارشاد فرماتے ہیں کہ

"ہمارے رسول اللہ ﷺ کو نبوت عطا اسی وقت ہوئی جب سورۂ علق کی پہلی آیت اقرا باسم ربک نازل ہوئی۔"

(اب یہ واضح امر ہے اقرا باسم ربک چالیس سال کے بعد نازل ہوئی)۔

مواعظہ نعیمیہ (ص 7 اور 9) پر یہی مضمون تحریر ہے۔

حضرت سید محمود احمد رضوی کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب فیوض الباری شرح صحیح بخاری (جلد 1، ص 79) پر ارشاد فرماتے ہیں (پہلی وحی کی تشریح کرتے ہوئے):

"ابتدائی مرحلہ میں نبوت کی عظیم ذمہ داریوں کے نبھانے کے متعلق حضور کی عارضی فکر ہو جانا قدرتی تھا اس وقت کے حالات کو ذہن میں لایئے کہ آپ کو نبی بنایا گیا آپ ﷺ تن تنہا ہیں۔"

حضرت کچھ آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں:

"نبی کو نبوت کے بالکل ابتدائی مرحلہ میں فرائض نبوت کو نبھانے کا عارضی فکر ہو جانا شان نبوت کے خلاف نہیں ہے۔"

اسی کتاب کے (ص 80) پر ارشاد فرماتے ہیں:

"اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کا نبوت کے بالکل ابتدائی مرحلہ میں فرائض نبوت کی ادائیگی اور رسالت کی ذمہ داریوں کے متعلق عارضی طور پر ذرا دیر کے لیے باقتضاء بشریت خوف و اضطراب میں مبتلا ہو جانا منافی شان نبوت نہیں ہے۔"

اسی کتاب کے (ص 43) پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"نبی ہونے کے لیے وحی ہونا ضروری ہے۔"

اور ص 68 پر ارشاد فرماتے ہیں:

"وحی نبوت کے مترادف ہے۔"

نوٹ:"(حضرت تو نبوت اور وحی کو مترادف قرار دے رہے ہیں یہ علیحدہ امر ہے کہ آج کل وحی کے ذریعے نبوت ماننا کفر کے مترادف ہے)۔"

حضرت علامہ منظور احمد فیضی کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب مقام رسول میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"نبی پاک ﷺ ولادت کے وقت سے لے کر نبوت ملنے تک اکابر عارفین کاملین میں سے تھے۔" (مقامِ رسول ص 241)

حضرت قبلہ غزالی زمان علامہ کاظمی کا ارشاد:

حضرت مقالات کاظمی جلد اول ص 81 پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"قریش آپ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔"

مزید اسی صفحہ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"ورقہ بن نوفل نے کہا اس امت میں ایک نبی ہونے والا ہے۔"

مزید ارشاد فرماتے ہیں:۔

"جب آپ ﷺ چالیس برس کے ہوئے آپ کو خلوت محبوب ہوگئی آپ ﷺ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی روز رہتے اور نبوت سے چھ ماہ قبل ہی سچے اور واضح خواب دیکھنے لگے تھے کہ ایک دن اچانک ربیع الاوّل کی آٹھویں تاریخ دوشنبہ کے دن جبرائیل علیہ السلام سورۂ علق کی شروع کی آیتیں

آپ پر لائے اور آپ مشرف بہ نبوت ہو گئے۔"

یہی مضمون سیر اعلام النبلاء (جلد 1 ص 45) پر موجود ہے۔ سیرت ابن ہشام (ص 152) الروض الانف (ص 152 جلد اول)، سیرت حلبی (جلد اول ص 102)، سبل الھدیٰ الرشاد (جلد دوم ص 225) وغیرہ میں اسی مضمون کی عبارات موجود ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب تفہیم البخاری (ص 42) پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

"نبی پاک ﷺ کا غارِ حرا میں جانا صرف قرب الٰہی کے لیے تھا نبوت حاصل کرنے کے لیے نہیں تھا کیوں کہ نبوت کسبی نہیں ہے محض اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔"

(یہی عبارت مدارج النبوت میں بھی موجود ہے)۔

علامہ نور بخش توکلی کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب سیرت رسول عربی (ص 49) پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

"جب سرکار علیہ السلام کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب نبوت پر فائز فرمادیا جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ پر سورۂ علق کی پہلی پانچ آیتیں لے کر نازل ہوئے۔"

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کا ارشاد:

"اولیاء میں سے جس پر عنایت بے غایت ہوئی اور مقصود ہوا کہ ان سے دعوت خلق کا کام لیا جائے تو انہیں نبوت کے مقام پر فائز فرمایا دیا۔ اور یہ کام ان سے لیا اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ

مقام ولایت کی انتہا، مقام نبوت کی ابتدا ہے۔"

(فوائد حضرت بندہ نواز ص 103)

مزید ارشاد فرمایا:

"پس کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ اول ولایت کے درجہ پر پوری طرح سرفراز نہ ہوا ہو پہلے ولایت ملی ہے اس کے بعد نبوت کی دولت نصیب میں آئی ہے۔"

(اسی طرح مضمون امام رازی نے تفسیر کبیر جلد 25 زیر آیت ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان تحریر فرمایا ہے)۔

امام احمد رضا بریلوی کا ایک ارشاد:

حضرت اپنی کتاب فتاویٰ رضویہ شریف (طبع کراچی جلد 9 ص 75) پر تحریر فرمایا ہے کہ:

"جب سرکار علیہ السلام پر وحی سے پہلے امر اور نہی ہی نہیں وارد ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہ کس طرح ہو سکتا تھا اور گناہ مخالفت فرمان کا نام ہے جب فرمان نہ تھا تو پھر مخالفت کس طرح متصور ہو سکتی ہے۔"

نوٹ: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سرکار علیہ السلام بچپن سے ہی نبی ہوں لیکن آپ پر امر و نہی وارد نہ ہو حالانکہ شرح عقائد، شرح موقف، نبراس، المعتقد المنتقد میں اس امر کی تصریح موجود ہے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ احکام کے پابند ہوتے ہیں جب امر و نہی کا ورود ہی نہ ہو تو تبلیغ کے پابند کیسے ہونگے؟

نوٹ: اعلیٰ حضرت نے یہ عبارت شفا شریف اور نسیم الریاض شرح شفاء للقاری سے نقل کی ہے۔

علامہ فضل رسول بدایونی کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب المعتقد المنتقد میں ارشاد فرماتے ہیں:

"فلاسفہ کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی نبی کو جو نبوت ملتی ہے وہ آسمان سے جبرائیل علیہ السلام کے وحی لانے سے نہیں ملتی جبکہ اہل حق کا عقیدہ یہ ہے کسی نبی کو جو نبوت ملتی ہے وہ جبرائیل علیہ السلام کے وحی لانے سے ہی ملتی ہے۔" (ص 103)

اسی کتاب کے صفحہ 105 پر ارشاد فرمایا ہے کہ:

"شیخ عزالدین ابن سلام نے فرمایا کہ نبوت وحی کا نام ہے۔"

مزید اسی صفحہ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"نبوت اللہ کی وحی کو سننے کا نام ہے فرشتہ کے واسطہ سے ہو یا بلا واسطہ۔"

اور 124 صفحہ پر ارشاد فرماتے ہیں:

"ارباب بصائر نبی پاک علیہ السلام کی نبوت پر دو طریقوں سے استدلال کرتے ہیں ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ سرکار علیہ السلام کے وہ حالات جو نبوت سے پہلے تھے اور وہ صفات جو اللہ تعالیٰ نے آپ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت عطا فرمائی جن کی وجہ سے کوئی دشمن آپ ﷺ پر طعن نہیں کر سکتا تھا۔"

اس عبارت میں قبل از نبوت کے الفاظ موجود ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اس کتاب کا حاشیہ لکھا ہے لیکن آپ نے اس عبارت پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا بلکہ اس کی تائید فرمائی اور اعلیٰ حضرت نے شرح عقائد کا حوالہ بھی دیا۔

نوٹ:

☆۔۔۔۔حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی کتاب اثبات النبوۃ کے (ص 10، ج 1) پر ارشاد فرمایا ہے کہ:

"نبی ہونے کے لیے اس پر وحی ہونا ضروری ہے خواہ فرشتہ کی معرفت یا بلا واسطہ۔"

مزید فرماتے ہیں کہ:

"انبیاء علیہم السلام نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد معصوم ہوتے ہیں۔"

اور ص 11 پر لکھتے ہیں کہ:

"نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو۔"

نوٹ:

مقام غور یہ ہے کہ ہمارے اکابر تو فرمائیں کہ نبوت کا ثبوت وحی کے بغیر نہیں ہوسکتا لیکن ہمارے مہربان فرماتے ہیں کہ جو وحی سے پہلے نبوت نہ مانے وہ کافر ہے اور وحی سے پہلے نبوت نہ ماننے والا نبوت کا منکر ہے اب حضرت صدر الشریعہ پر کیا فتویٰ لاگو ہوگا؟

علامہ نور محمد قادری کا ارشاد:

حضرت اپنی کتاب مواعظ رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"نبی پاک ﷺ چالیس سال کی عمر میں منصب نبوت پر فائز ہوئے اور آپ ﷺ کی نبوت کی عمر تیئس 23 سال ہے۔"

حضرت نے یہ عبارت جذب القلوب سے نقل فرمائی جو حضرت محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیف ہے۔

حکیم الامت حضرت احمد یار خان کا ایک ارشاد:

حضرت اپنی کتاب مشکوٰۃ شریف کی شرح مرأۃ میں حضرت ابن عباس کے قول بعث رسول اللہ ﷺ لاربعین سنۃ کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"نبی پاک ﷺ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے یعنی نبی بنے۔"

(مرأۃ جلد ہشتم ص 91۔اسی مضمون کی عبارات انہوں نے اپنی کتاب شان حبیب الرحمان ص 91، ص 92، ص 220 پر تحریر فرمائی)۔(تحقیقات ص 252-258)

حضرت غوث پاک کا ارشاد:

جبرائیل علیہ السلام 27 رجب کو پیغمبری لیکر آئے۔(غنیۃ الطالبین)

خواجہ حضور پیر سیال کے استاد شارح بخاری حافظ عمر دراز صاحب کا ارشاد:

حضور ﷺ کی نبوت کی مدت 23 سال اور حضور ﷺ کا فرمان "خشیت علی نفسی "بار نبوت کی وجہ سے تھا کہ میں نبوت کی ذمہ داری کس طرح ادا کروں گا۔(منح الباری ص 9) کذافی تیسیر القاری ص 8 شیخ نوالحق

حضور پیر سیال خواجہ شمس الدین سیالوی کا ارشاد:

پہلی وحی کے بعد ورقہ بن نوفل نے حضرت خدیجہ سے کہا کہ تمہیں خوشخبری ہو حضور ﷺ اس امت کے نبی ہیں اور یہ آپ ﷺ کی نبوت کا آغاز ہے۔

(مرآۃ العاشقین، فارسی ص 20، اردو ص 29)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کا ارشاد:

جب سورۂ اقراء نازل ہوئی تو آپ ﷺ کو فضیلت رسالت حاصل ہوئی تو قریب تھا کہ کلام الٰہی کی ہیبت سے روح اقدس پرواز کر جائے اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے چادر اُڑھاؤ۔جب چادر اڑھائی گئی تو آپ ﷺ کا اضطراب کم

ہو گیا۔ (مطلع القمرین ص 123)

نوٹ: یہاں رسالت سے مراد نبوت ہے۔

حضور پیر سید مہر علی شاہ کا ارشاد: چوں رسید ﷺ بچہل۔ سال و یک روز خدا تعالیٰ بروے نبوت نازل فرمود۔ جبرائیل علیہ السلام در غار حرا بروے فرستاد۔

(تحقیق الحق ص 133)

جب حضور ﷺ کی عمر 40 سال اور ایک دن کو پہنچی اللہ تعالیٰ نے نبوت کو آپ پر نازل فرمایا اور غار حرا میں جبرائیل کو آپ ﷺ خدمت میں بھیجا۔ آپ ﷺ کی نبوت کا آغاز 8 ربیع الاوّل سوموار کو ہوا۔ (تحقیقات ص 268)

جو لوگ نبی کریم ﷺ کو وقت پیدائش ہی سے بالفعل نبی مانتے ہیں، اس بات کا تو وہ بھی انکار نہیں کرتے کہ آپ ﷺ نے چالیس سال تک نبوت کا اعلان واظہار فرمایا اور اپنے کسی قریبی دوست یا رشتہ دار پر بھی اس بات کو ظاہر نہیں فرمایا۔ حالاں کہ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ آپ ﷺ وقتِ ولادت سے ہی نبی تھے لیکن چالیس سال تک اس کو چھپائے رکھا تو یہ لغو اور بے بنیاد اور ناحق و ناصواب نظریہ ہے۔ (تحقیقات ص 37)

حضرت مولانا امجد علی رضوی بریلوی فرماتے ہیں:

"عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر بندوں کے لئے جتنے احکام نازل فرمائے انہوں نے وہ سب پہنچا دیے جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے بھی چھپائے رکھا تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا تو وہ کافر ہے۔"

(بہار شریعت، ج 1، ص 11-12)

مقامِ غور ہے، حضرت صرف ایک حکمِ نبوت کے ظاہر نہ کرنے کا عقیدہ رکھنے والے کو کافر ٹھہرا رہے ہیں جو حضرات چالیس سال تک آپ ﷺ کے اپنی

نبوت اور تمام احکامِ نبوت ہی کو چھپائے رکھنے کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

تقیہ کو انبیاء علیہم السلام کے حق میں جائز رکھنا کسی سنی مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا یہ تو صرف شیعہ کا عقیدہ نظریہ ہے کیونکہ انبیاء کرام آروں سے چیرے جاتے رہے، سولیوں پر لٹکتے رہے اور اپنے حلقوم تیغ جفا سے کٹانا اور سر قلم کرانا گوارا کرتے رہے وطنوں کو خیرباد کہتے رہے لیکن احکام خداوندی کو اعلانیہ بیان کیا اور اپنے منصب نبوت و رسالت کا بھی برملا اظہار کیا۔ لہٰذا یہ نظریہ سراسر لغو، باطل، ناروا اور ناصواب ہے۔ (تحقیقات ص 38)

> "اور یہ امر واضح اور روشن ہے کہ مدتِ مدیدہ اور عرصہ بعید تک نبوت حاصل ہونے کے باوجود نبوت کا دعویٰ کرنا اور نہ اس کا اظہار کرنا اور نہ اس کے احکام کے متعلق کلام کرنا اس کا کوئی عقل مند شخص قائل نہیں ہوسکتا۔"

جو لوگ نبی الانبیاء اور سید المرسلین ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ نے عمر شریف کے تقریباً دو تہائی حصہ تک اپنی نبوت کو چھپائے رکھا، نہ امی جان پر اظہار فرمایا، نہ ہی انتہائی مشفق دادجان پر، جناب ابوطالب جیسے فداکار اور جان نثار چچا کو اس راز سے مطلع فرمایا اور نہ ہی اپنی مجمسہ وفا زوجہ اور مال وزر قربان کردینے والی مخلص ترین بیوی اور شریک حیات حضرت خدیجہ پر اس کا اظہار فرمایا، نہ صدیق اکبر جیسے جگری دوست اور سراپا اخلاص یار پر اس عرصہ میں اس کا اظہار فرمایا برسر محفل اور عام مجمعوں اور محافل میں اعلان و اظہار تو کجا ان خواص اور اخص الخواص شخصیات کے سامنے بطور راز اور اسرار بھی اپنے نبی ہونے کا اظہار نہ کرنا کسی عقل مند اور دانش مند کے نزدیک جائز اور روا ہوسکتا ہے؟ (تحقیقات ص 39)

تبصرہ:

مفتیان بریلوی کے فتویٰ کی رو سے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو پیدائشی نبی نہ مانے وہ گستاخ، بے ادب وہابی، عنادی اور کافر ہے۔ درج ذیل علماء بریلویہ گستاخ رسول ﷺ اور کافر قرار پائے۔

من شك فی کفرهم وعذابهم فقد کفر هکذا قال احمد رضا خان علیه الوبال والخسران۔

1) احمد رضا بریلوی
2) مفتی احمد یار نعیمی
3) سید محمود احمد رضوی
4) منظور احمد فیضی
5) بریلوی غزالی زمان احمد سعید کاظمی
6) علامہ غلام رسول رضوی
7) علامہ نور بخش توکلی
8) حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز
9) علامہ فضل رسول بدایونی
10) علامہ نور محمد قادری
11) حضرت غوث پاک (غیر بریلوی)
12) مجدد الف ثانی (غیر بریلوی
13) پیر سیال خواجہ شمس الدین سیالویؒ
14) پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی
15) امجد علی رضوی بریلوی

تازیانہ نمبر145: بریلوی مناظر سیالوی صاحب لکھتا ہے: قرآن مجید کی ان آیات سے واضح ہوگیا اور ان کی تفسیر اقوال اور تائید میں پیش کی جانے والی طویل حدیث سے بھی واضح ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ وقت ولادت سے بالفعل نبی نہیں تھے بلکہ عملی طور پر آپ کو نبوت عرصہ بعد عطا کی گئی اور اس معاملہ میں ان اکابر کا عقیدہ ونظریہ بھی واضح طور پر معلوم ہوگیا جن کا اہل سنت ہونا بلکہ اہل سنت کا مقتدا اور پیشوا ہونا مسلم حقیقت ہے کہ آنحضرت ﷺ عرصہ دراز گزارنے کے بعد نبوت و

رسالت والے اعزاز کے ساتھ معزز و مکرم ٹھہرائے گئے۔ (تحقیقات ص 130)

☆ ۔۔۔۔۔ بریلوی محقق اشرف سیالوی لکھتا ہے:۔

حضرت مولانا امجد علی رضوی بریلوی فرماتے ہیں:

"عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر بندوں کے لئے جتنے احکام نازل فرمائے انہوں نے وہ سب پہنچادیے جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نے بھی چھپائے رکھا تھا تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا تو وہ کافر ہے۔"

(بہار شریعت، ج 1، ص 11-12)

مقامِ غور ہے، حضرت صرف ایک حکمِ نبوت کے ظاہر نہ کرنے کا عقیدہ رکھنے والے کو کافر ٹھہرا رہے ہیں جو حضرات چالیس سال تک آپ ﷺ کے اپنی نبوت اور تمام احکامِ نبوت ہی کو چھپائے رکھنے کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

تقیہ کو انبیاء علیہم السلام کے حق میں جائز رکھنا کسی سنی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا یہ تو صرف شیعہ کا عقیدہ نظریہ ہے کیونکہ انبیاء کرام آروں سے چیرے جاتے رہے، سولیوں پر لٹکتے رہے اور اپنے حلقوم تیغ جفا سے کٹاتا اور سر قلم کرانا گوارا کرتے رہے وطنوں کو خیر باد کہتے رہے لیکن احکامِ خداوندی کو اعلانیہ بیان کیا اور اپنے منصب نبوت ورسالت کا بھی برملا اظہار کیا۔ لہٰذا یہ نظریہ سراسر لغو، باطل، ناروا اور ناصواب ہے۔ (تحقیقات ص 38)

مقصودی نکتہ:

سیالوی صاحب کی مذکورہ بالا تحریر کی رو سے اور امجد علی کے فتویٰ اور اس سے اخذ شدہ نتیجہ کی رو سے جو شخص نبی کریم ﷺ کے لیے چالیس سال عمر شریف سے

پہلے نبوت کا قائل ہو اس پر درج ذیل دفعات لاگو ہوں گے۔

1۔ وہ قرآنی آیات واحادیث سے ثابت شدہ مسئلہ کا منکر ہے۔

2۔ وہ شخص رسول اللہ ﷺ پر تقیہ کرنے کا الزام قائم کرنے کا (معاذ اللہ) مرتکب ہے۔

3۔ جو شخص نظریہ مذکورہ کا قائل ہو وہ کافر ہے۔

سیالوی فتویٰ کے اہداف:

وہ علمائے بریلویہ جو بقول جمہور بریلویہ کے نبی کریم ﷺ کے لیے پیدائشی نبوت کے قائل ہیں ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

پروفیسر عرفان قادری لکھتا ہے: مفتی محمد اجمل سنبھلی لکھتا ہیں:

"ہمارے نبی اکرم ﷺ اپنے یوم ولادت ہی سے متصف بہ نبوت تھے۔علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں۔۔۔۔حضور ﷺ کی نبوت چالیس سال کی عمر کے بعد کے لیے منحصر نہیں جیسا کہ ایک جماعت نے کہا بلکہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضور اپنے یوم ولادت ہی سے متصف نبوت ہیں بلکہ اس حدیث کہ میں نبی تھا اور آدم ابھی روح وجسم کے درمیان تھے، سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ خلق اجسام سے پہلے عالم ارواح میں بھی متصف بہ وصف نبوت تھے۔اور یہ حضور علیہ السلام کا وصف خاص ہے۔" (ردشہاب ثاقب، ص 457/456)

علامہ علی قاری کی مذکورہ بالا عبارات دیکھنے کے لیے ملاحظہ فرمائیں: شرح فقہ اکبر، ص 60۔

امام النحو علامہ سید غلام میرٹھی تحریر فرماتے ہیں:

"اور ہم نے بجائے نبوت ظہور اس لیے کہا کہ غارِ حرا کی اس وحی سے نبوت کا ظہور شروع ہوا ہے ورنہ نبوت تو اس واقعہ سے ہزارہا سال پیشتر عالم ارواح میں عطا ہو چکی تھی۔ اس وقت تک حضرت آدم علیہ السلام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔"

(بشیر القاری، ص26)

مفسر شہیر مفتی احمد یار نعیمی فرماتے ہیں:

"یہ تو خبر نہیں کہ حضور ﷺ نبی کب سے ہیں اتنا پتا لگا ہے کہ جب آدم علیہ السلام آب و گل میں تھے، اس وقت بھی حضور ﷺ نبی تھے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔۔۔۔ اسی طرح حضور کی ولادت ہجرت، مکی مدنی ہونا، انتقال کر جانا، یہ حضور کی آمد و روانگی کے نام ہیں۔ ورنہ حضور ولادت سے پہلے بھی نبی ہیں اور ابدال آباد تک نبی ہیں۔" (رسائل نعیمیہ، ص 472،473)

غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی تحریر فرماتے ہیں:

"بعض لوگوں نے یہ کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی روح ان کے بدن میں نہیں پڑی تھی تو میں اللہ کے علم میں نبی تھا۔ اب کوئی ان سے پوچھے کہ خدا کے بندو! کیا اس وقت حضور علیہ السلام ہی اللہ کے علم میں تھے اور کوئی نبی اللہ کے علم میں نہیں تھا۔ بھائی! یہ کیا تماشا ہے؟ اس لیے محققین نے صاف کہا کہ "کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد۔۔۔" کا مفہوم یہ ہے کہ میں مسند نبوت پر جلوہ گر تھا اور ارواح انبیاء علیہم السلام کو نبوت کا فیض عطا فرما رہا تھا۔" (مقصود کائنات، ص:3)

علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری ارشاد فرماتے ہیں:۔

"یعنی یہ خواب میں جو حضور ﷺ پر ہوتی تھی اس لیے ہوتی تھی کہ حضور ﷺ کمالِ نبوت پر اظہار نبوت سے قبل ہی پہنچ چکے تھے۔جیسا کہ خود ارشاد فرمایا کنت نبیا والادم لمنجدل بین طینتہ ہم عہدۂ نبوت اس وقت حاصل کر چکے تھے جب آدم اپنے خمیر میں تھے۔" (طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ، ص:219)

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی تحریر فرماتے ہیں:

"آپ کو اس وقت نبوت مل چکی تھی جبکہ آدم علیہ السلام پانی ومٹی کے درمیان تھے۔" (دین مصطفیٰ، 50-49)

علامہ جلال الدین احمد امجدی لکھتے ہیں:

"چالیس سال کی عمر میں منصب نبوت پر سرفراز ہوئے اگر اس کا مطلب یہ ہے تو صحیح ہے کہ چالیس سال کی عمر میں تبلیغ کا حکم ہوا تو حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا اور اگر یہ مطلب ہے کہ چالیس سال کی عمر سے پہلے وہ نبی نہیں تھے اور اس سے پہلے کی زندگی نبوی زندگی نہیں تھی ،تو غلط ہے۔۔۔۔ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے بھی نبی تھے۔" (فتویٰ فیض رسول، حصہ اول ص 13-14)

مفتی شریف الحق امجدی لکھتا ہے کہ

"حالانکہ یہ ظاہر البطلان ہے جب قرآن کے نزول کے آغاز سے بھی بہت پہلے آپ ﷺ نبی تھے جیسا :واذ اخذ اللہ میثاق النبین۔۔۔۔والی آیت اور کنت نبیا وآدم

بین الروح والجسد۔۔۔۔والی حدیث سے ثابت ہے۔"

(اثبات علم غیب، ج 1 ص 51)

مفتی غلام فرید رضوی لکھتے ہیں:

"حالانکہ یہ ظاہر البطلان ہے جب قرآن کے نزول کے آغاز سے بھی بہت پہلے آپ ﷺ نبی تھے کہ "واذ اخذ اللہ میثاق النبیین۔۔۔۔"والی آیت اور" کنت نبیاً و آدم بین الروح والجسد۔۔۔"والی حدیث سے ثابت ہے۔"

(اثبات علم غیب، ج 1 ص 51)

مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی رقمطراز ہیں۔

"اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم یا تقدیر اس وقت خاص نہیں ہے، جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ازل میں تھا اور تقدیر بھی ازل میں تھی اور سیدنا محمد ﷺ کے نبی ہونے کی اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ کیا تخصیص ہے، تمام انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا اللہ تعالیٰ کے علم میں اور اس کی تقدیر میں ہے۔"

(تبیان القرآن، ج 12، ص 848)

آپ ایک دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

"سو آپ کو بچپن میں نبوت عطا کر دی گئی تھی، البتہ چالیس سال کی عمر میں آپ کو اعلان نبوت کا حکم دیا گیا۔"

(تبیان القرآن ج 12، ص 843)

آپ مزید فرماتے ہیں:

"اس آیت کا عموم بھی عالم ارواح کے بعد بشریت میں آپ کی افضل نبوت کا متقاضی ہے اور جب حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کو دو یا تین سال کی عمر میں نبوت عطا کی گئی تو آپ جو رحمۃ اللعٰلمین اور خاتم النبیین ہیں، قائد المرسلین اور محبوب رب العٰلمین ہیں، وہ کیوں کر اس نعمت سے محروم ہوں گے۔"

شیخ الحدیث علامہ اشرف سیالوی لکھتے ہیں:

"اس سوال کے جواب نے واضح کر دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محض علم الٰہی کے لحاظ سے نہیں تھی بلکہ خارج اور واقع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اور روح اقدس اور حقیقت محمدیہ اس صفت کمال کے ساتھ موصوف و متصف تھی۔" (تنویر الابصار ص 20)

مزید لکھتے ہیں:

"یہ حدیث اس جواب میں نہیں ہے کیونکہ اخذ میثاق تو یقیناً موقوف ہے وجود اور ثبوت پر، مرتبہ تقدیر (علم الٰہی) میں میثاق ہونا نہ نقل اس کی مساعد ہے نہ عقل۔ لہٰذا اس روایت سے اور تھانوی صاحب کے اقرار و اعتراف سے واضح ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقع موجود تھے اور نبوت کے ساتھ موصوف تھے۔"

(تنویر الابصار ص 25)

آپ اپنی ایک اور تصنیف "کوثر الخیرات" میں لکھتے ہیں:

"لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں جس نبوت کا ذکر فرمایا گیا وہ نبوت حقیقیہ ہے اور امرِ محقق اور خارجی ہے نہ کہ محض علم الٰہی کے لحاظ سے، ورنہ سب انبیاء علم الٰہی کے لحاظ سے اس وقت سے بلکہ اس

سے پہلے بھی نبی تھے۔" (ص 61)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"ابھی انبیاء کرام اور رسولانِ عظام پیدا نہیں ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس محبوب کو تاجِ نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا اور جب پیدا ہو چکے تو سب کی اس شمع نبوت و رسالت کا پروانہ بنالیا اور گلشن ہستی میں کوئی ایسا سرو بالا نہ رہنے دیا جو محبوب کی کمندِ عزت و عظمت کی زد میں نہ ہو۔" (ص 88)

علامہ فیض احمد اُویسی تحریر فرماتے ہیں:

"اہل اسلام کا عقیدہ و تحقیق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ مخلوق سے پہلے پیدا ہوئے اور اسی وقت سے نبوت سے نوازے گئے اور عالم دنیا میں تشریف لانے سے پہلے اور بعد کو بھی نبوت سے موصوف تھے۔ ہاں چالیس سال کی عمر میں نبوت کا اظہار واعلان کیا۔" (پڑھا لکھا امی، ص 76)

مولانا منظور احمد شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"جو رسول اپنی زبان فیض ترجمان سے یہ فرما چکا ہو کنت نبیا وآدم بین الماء والطین (میں اس وقت بھی نبی تھا کہ آدم کیچڑ (آب و گلِ، راقم) میں تھے بھلا اسے اپنی نبوت میں تردُّد کیسے ہوسکتا ہے۔" (علم القرآن ص 30)

مفتی عبدالمجید سعیدی لکھتے ہیں:

"اس سے بھی واضح ہوا کہ جمہور آئمہ و علماء اسلام خصوصاً احناف کا یہی مذہب ہے کہ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی

اتری تھی اور آپ ﷺ اس وقت بھی نبی تھے۔"

(ماھنامہ "السعید" ملتان ص، 81)

مفتی محمد خان قادری لکھتے ہیں:

"الغرض جب سلسلہ نبوت ورسالت (جو رحمت وخیر کا ذریعہ ہے) کے افتتاح کا موقع تھا تو آپ ﷺ کو سب سے پہلے نبوت عطا فرمائی گئی اور جب سلسلہ نبوت ورسالت اپنے کمال وانتہا کو پہنچا تو آپ ﷺ کو مبعوث کر دیا گیا۔"

(شرح سلام رضا، ص 139-140)(نبوت مصطفیٰ ﷺ ہر آن ہر لحظہ ص 52-57)

عبد المجید سعیدی بریلوی نے مستقل کتابچہ تحریر کیا ہے۔ مسئلہ نبوت عند الشیخین جس میں ثابت کیا کہ احمد سعید کاظمی اور خان صاحب بریلوی آپ ﷺ کے لیے دوامِ نبوت اور پیدائشی نبوت کے قائل ہیں۔ سعیدی صاحب لکھتا ہے۔

حوالہ جات اعلیٰ حضرت وغزالی ءزماں:۔

تو لیجئے اب پڑھیئے شیخین جلیلین کی اس بارے میں دوٹوک تصریحات کہ آپ ﷺ زمانہ قبل تخلیق آدم علیہ السلام سے بلا انقطاع، بالدوام اور ہمیشہ ہمیشہ نبی ہیں، چالیس سال کے بعد آپ نبی بنے نہیں بلکہ اس عمر شریف میں آپ کی نبوت کا ظہور ہوا اور آپ نے اپنے نبی ہونے کو بحکم الٰہی ظاہر فرمایا ﷺ وما توفیقی الا باللہ۔

(مسئلہ نبوت ص 4)

تبصرہ:

بریلوی ابو الحسنات محمد اشرف سیالوی اور امجد علی خلیفہ احمد رضا خان کی تحقیق کی روسے درج ذیل علمائے بریلویہ رسول ﷺ کو پیدائشی نبی مان کر گستاخِ رسول ﷺ اور کافر قرار پائے۔

(1) احمد رضا خان۔ (2) احمد سعید کاظمی۔
(3)۔ مفتی محمد اجمل سنبھلی۔ (4)۔ سیّد غلام میرٹھی۔
(5)۔ مفتی احمد یار نعیمی۔ (6)۔ سید احمد سعید کاظمی۔
(7)۔ محمد احمد قادری۔ (8)۔ محمود احمد رضوی۔
(9)۔ جلال الدین احمد امجدی۔ (10)۔ شریف الحق امجدی
(11)۔ غلام فرید رضوی۔ (12)۔ غلام رسول سعیدی۔
(13)۔ فیض احمد اُویسی۔ (14) منظور احمد شاہ۔
(15)۔ عبدالمجید سعیدی۔ (16)۔ محمد خان قادری

نکتہ قابل غور:

احمد رضا خان صاحب کی عبارات مسئلہ نبوت میں متعارض ہیں اس لئے بریلویوں کے دونوں گروہ اپنا ہم نوا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، سیالوی صاحب کا دعویٰ ہے کہ خان صاحب بریلوی پیدائشی نبوت کے منکر ہیں۔ اگر سیالوی صاحب کی بات درست ہو تو سیالوی صاحب کے مقابل گروہ جمہور بریلویہ کے فتویٰ کی رو سے احمد رضا خان اور غزالی ء زمان صاحبان گستاخ رسول ﷺ اور کافر قرار پائے۔ من شك فی كفره وعذابه فقد كفر او كما قال احمد رضا خان۔ اور سیالوی صاحب کا مقابل گروہ خان صاحب کو اپنا ہم نوا ثابت کر رہا ہے اگر اس گروہ کی بات درست ہے تو سیالوی اینڈ کمپنی کے نزدیک احمد رضا خان گستاخ رسول ﷺ اور کافر قرار پائے۔ گویا احمد رضا کے گستاخ رسول ﷺ اور کافر ہونے پر تمام علمائے بریلویہ کا اجماع مرکب قائم ہو چکا ہے جس کا انکار بریلویت سے خروج سمجھا جائے گا۔

تازیانہ نمبر146: احمد رضا خان لکھتا ہے:

"عرض: حضرت سید احمد زروق رضی اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے جب کسی کو کوئی

تکلیف پہنچے تو یا زروق کہہ کر ندا کرے میں فوراً اسکی مدد کروں گا۔"

ارشاد: "مگر میں نے کبھی اس قسم کی مدد طلب نہ کی جب کبھی میں نے استعانت کی یا غوث! ہی کہا، یک در گیر محکم گیر۔" (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص 342)

احمد رضا خان مزید لکھتا ہے:

"اے اللہ کے رسول! مجھے اور سب اہل سنت کو دین و دنیا کا دولت مند فرما اپنے فضل سے صلی اللہ علیک وسلم

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا"

(الامن والعلی ص 35)

☆......عبارت نمبر 2: "بیٹھے بیٹھے حضور پاک ﷺ سے التجا و استعانت کیجئے۔"

(حدائق بخشش ص 107، ج 1)

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:

"دوسری بار جب کعبہ معظمہ حاضر ہوا یکا یک جانا ہو گیا۔ اپنا پہلے سے کوئی ارادہ نہ تھا پہلی بار کی حاضری حضرات والدین ماجدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ رکاب تھی۔ اس وقت مجھے تیسواں سال تھا۔ واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا اس کی تفصیل میں بہت طول ہے لوگوں نے کفن پہن لیے تھے حضرت والد ماجد کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لیے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں۔ خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا، یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی۔ جس حدیث میں کشتی میں سوار ہوتے وقت غرق کی حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے میں نے وہ دعا پڑھ لی تھی۔ لہٰذا حدیث کے وعدہ صادقہ پر مطمئن تھا۔ ہر قسم کے نکل جانے سے خود مجھے اندیشہ ہوا اور معاً حدیث یاد آئی:

من یتال علی اللہ یکذبہ۔

حضرت عزت کی طرف رجوع کی اور سرکار رسالت سے مدد مانگی۔ الحمد للہ کہ وہ مخالف ہوا کہ تین دن سے بشارت چل رہی تھی وہ گھڑی میں بلکل موقوف ہو گئی اور جہاز نے نجات پائی۔ (ملفوظات ص 148)

الحمد للہ رب العلمین وبہ ثم برسولہ نستعین

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو کل جہانوں کا پرودگار ہے اور اسی سے پھر اس کے رسول سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ص 546، ج 25)

عرض۔ حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یا اللہ فرمایا اور دریا میں اتر گئے۔ پورہ واقعہ یاد نہیں۔

ارشاد۔ غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آ ؤں فرمایا جنید یا جنید کہتا چلا آ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا، جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا حضرت میں چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں فرمایا ارے ناداں ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔

(ملفوظات ص 130-131)

مقصودی نکتہ:

خان صاحب بریلوی کے ملفوظ مذکور سے واضح ہے۔

1۔ دریاؤں میں ڈوبتے وقت صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنا شیطانی وسوسہ ہے۔

2۔ دریا میں ڈوبتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا تو ڈوبنے لگا۔ جنید کو پکارا تو پار ہوا۔

3۔ مصیبت میں اللہ تعالیٰ کو پکارنے والا نادان ہے۔

4۔ مصیبت میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنا جائز نہیں ہوس ہے۔

5۔ خان صاحب بریلوی نے ساری زندگی حتیٰ کہ دریا کے ڈوبتے وقت بھی غیر اللہ ہی کو پکارا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنے کی توفیق نہیں ہوئی۔

شیخ سعیدی کا فتویٰ:

"ہمارے زمانہ میں بعض جہلاء اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے بجائے اپنی حاجتوں کا سوال پیروں، فقیروں سے کرتے ہیں اور قبروں اور آستانوں پر جا کر اپنی حاجات بیان کرتے ہیں اور اولیاء اللہؒ کی نذر مانتے ہیں، حالانکہ ہر چیز کی دعا اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیئے اور اسی کی نذر ماننی چاہیئے کیونکہ دعا اور نذر دونوں عبادت ہیں اور غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں ہے۔"

(تبیان القرآن: ص765، سطر نمبر 1، ج1، مصنفہ از شیخ غلام رسول سعیدی بریلوی)

شیخ سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"مصائب اور شدائد میں صرف اللہ کو پکارنا، اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا: اور جب ہم مصیبت پہنچنے کے بعد لوگوں کو رحمت کی لذت چکھاتے ہیں تو وہ اسی وقت ہماری آیتوں (کی

مخالفت) میں سازشیں کرنے لگتے ہیں ۔اب ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ ان کے اس مکر کی مثال بیان فرمارہا ہے ۔کہ جب انسان سمندر میں کسی کشتی میں بیٹھ کر سفر کرتا ہے۔ہوائیں اس کے موافق ہوتی ہیں پھر اچانک تیز آندھیاں آتی ہیں ہر طرف طوفانی لہریں اٹھتی ہیں اور وہ گرداب میں پھنس جاتا ہے اس وقت اسکو اپنے ڈوبنے کا یقین ہوجاتا ہے اور نجات کی بالکل امید نہیں ہوتی اس پر سخت خوف اور شدید مایوسی کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔جن باطل معبودوں کی وہ اب تک پرستش کرتا آیا تھا،ان کی بے چارگی اس پر عیاں ہوجاتی ہے اور کٹر سے کٹر مشرک بھی اس وقت اللہ عزوجل کے سوا اور کسی کو نہیں پکارتا اور اس کے علاوہ اور کسی سے دعا نہیں کرتا اور جب تمام مخلوق سے اُمیدیں منقطع ہوجاتی ہیں تو وہ اپنے جسم اور روح کے ساتھ صرف اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور صرف اسی سے فریاد کرتا ہے۔" (تبیان القرآن ص 347، ج 5)

غلام رسول سعیدی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:

"بعض غالی اور ان پڑھ عوام اللہ سے دعا مانگنے کے بجائے ہر معاملہ میں غیر اللہ کی دہائی دیتے ہیں انہی کو پکارتے ہیں اور انہی کی نذر مانتے ہیں۔" (تبیان القرآن ج 1 ص 208)

مقصودی نکات:

سعیدی صاحب کی تصریحات مذکورہ بالا سے درج ذیل نکات واضح ہوتے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے بجائے حاجتوں میں پیروں کو پکارنے والا جاہل ہے۔
2۔ مصیبت میں غیر اللہ کو پکارنا غیر اللہ کی عبادت ہے۔ (جو شرک صریح ہے از ناقل)۔
3۔ دریا میں ڈوبتے ہوئے یا کسی بھی مصیبت میں اللہ کے سوا کسی اور کو پکارنے والا کٹر سے کٹر مشرک سے بھی بدتر ہے۔

تبصرہ:

غلام رسول سعیدی کے فتویٰ کی رو سے خان صاحب بریلوی ساری زندگی غیر اللہ کو حاجتوں میں پکارنے کی وجہ سے بالخصوص عین غرقابی جہاز کے وقت بھی غیر اللہ کو پکار کر کٹر سے کٹر مشرک سے بھی بڑے مشرک ہوئے۔ اور مصیبت میں صرف اللہ تعالیٰ کی پکار کو شیطانی وسوسہ قرار دے کر اور ہوس قرار دے کر توہینِ باری تعالیٰ اور انکار کلامِ الٰہی کی وجہ سے قطعی کافر قرار پائے۔

تازیانہ نمبر147: بریلوی مولوی رمضان غلامی لکھتا ہے:

"حضرت اعلیٰ بحر العلوم ظاہری و باطنی عالم ربانی، فانی فی اللہ باقی باللہ شہباز ولایت حضرت سید پیر مہر علی کا مسلک سماع کے متعلق پڑھ لیا ہے کہ آپ سماع بالمزامیر کی اباحت و جواز کے قائل تھے۔ اور عملاً قوال حضرات سے کبھی کبھی باساز قوالی سنتے تھے اور کبھی بغیر ساز کے سنتے تھے۔ آپ نے قصور میں جو قوالی سنی ہے اُس میں طبلہ کا ذکر ہے اور جو حافظ نور محمد قوال کے ساتھی سے اپنی رہائش گاہ پر سنی اُس میں ستار بجانے کا ذکر ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک دف والی احادیث سے دوسرے مزامیر، سازوں کی اباحت ثابت ہے جو قوالی کے درمیان بجائے جاتے ہیں۔ وہ ساز حرام ہیں جو لھو فسق فجور کی محفل میں بجائے جائیں، پھر مناظرہ کے اختتام پر ایک مفتی سرحد کا یہ کہنا کہ آپ جیسے متبحر عالم ربانی کا سماع بالمز

امیر قائل ہونا اور اُس کی اباحت و جواز کا فتویٰ دینا ہمارے لئے اب یہی دلیل کافی ہے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں، تو اس سے آج کے دور کے لوگوں کو سبق سیکھنا چاہیئے کہ اگر قوالی حرام ہوتی تو ایسے اولیا کاملین نہ اباحت کے قائل ہوتے اور نہ سنتے۔

(کیا قوالی حرام ہے یا مباح؟ ص59)

☆......مولوی رمضان غلامی درج ذیل علمائے بریلویہ کے نام ذکر کئے جو ساز باجوں، مزامیر، طبل، ستار کے ساتھ قوالی کے نہ صرف جواز کے قائل تھے۔ بلکہ ساری زندگی مزامیر وغیرہ سے قوالیاں سنتے رہے۔ اور معرفت کے مزے لوٹتے رہے۔ اور مولوی رمضان غلامی نے باساز قوالی کے ثبوت پر 19 روایات پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

ساز باجے حلال سمجھنے والے بریلوی اکابر:

1۔ پیر مہر علی شاہ
2۔ خواجہ محمد امیر اٹل شریف
3۔ خواجہ شمس الدین عرف ثانی
4۔ پیر غلام محی الدین عرف بابو جی گولڑوی
5۔ غلام قطب الدین عرف ثالث
6۔ غلام معین الدین عرف بڑے لالہ جی گولڑوی
7۔ پیر عبد الحق گیلانی گولڑوی

(کیا قوالی حرام ہے یا مباح ص64-65)

نیز مذکورہ بالا حضرات کا حوالہ پیش کرنے کے بعد مولوی مذکور یوں استدلال کرتا ہے۔

"اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ اولیاء کرام ایک حرام کو مباح

سمجھ کر سنتے رہے؟ کیا ان اولیاء کاملین کو حرام یا حلال یا مباح کا علم نہ تھا؟ آج آپ کو علم ہو گیا ہے اگر فرض کرو کہ سلسلہ چشتیہ کے اولیاء کرام حرام کا سماع کرتے رہے تو سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ چیز عند اللہ وعند رسول اللہ ﷺ بالفرض حرام تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اپنا مقرب ولی کیوں بنایا، چاہیے تو یہ تھا کہ ان سے ولایت چھین لی جاتی؟"

(کیا قوالی حرام ہے یا مباح ص 66)

☆۔۔۔۔ خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:۔"جو شخص لوگوں میں برا کھیل تماشا کرے جیسے طنبور (ستار) کا استعمال اور مزامیر (بانسری) وغیرہ، آلاتِ راگ وغیرہ کا استعمال تو وہ مردود الشہادۃ ہوگا یعنی اس کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی اگر راگ بے حد بُرا نہ ہو جیسے عربی گیت مثلاً حدی خوانی تو وہ ممنوع نہیں لیکن اگر اس میں فحش کلام اور ناچ وغیرہ شامل ہوں تو ممنوع ہے، خانیہ، اس لئے کہ وہ کبیرہ گناہوں میں داخل ہو گیا، بحراھ ملتقطا۔ (درمختار کتاب الشہادات باب القبول مطبع مجتبائی دہلی ۲/۹۵)

علامہ برکوی طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

یدخل فیهما مایفعله بعض الصوفیة بل هو اشد لانهم یفعلونه علی اعتقاد العبادة قال الامام ابوالوفاء بن عقیل رحمه الله قد نص القرآن علی النهی عن الرقص فقال و لاتمش فی الارض مرحا وذم المختال بقوله ان الله لایحب کل مختال فخور، والرقص اشد من المرح والبطر وقال ابوبکر الطرطوسی رحمه الله تعالی فاول من احدثه اصحاب

السامری لما اتخذ عجلا جسدا له خوار قاموا یرقصون علیه ویتواجدون وقال البزازی فی فتاواه قال القرطبی هذا الرقص حرام بالاجماع وسید الطائفة احمد السنوی صرح بحرمته ورأیت فتوٰی شیخ الاسلام جلال الدین الکیلانی ان مستحل هذا الرقص کافر وللزمخشری فی کشافه کلمات فیهم تقوم بها علیهم الطامات وللامام المحبوبی اشد من ذلك انتهٰی قلت من له انصاف اذا رأی رقص صوفیة زماننا فی المساجد والدعوات مختلطاً بهم المرد واهل الاهواء والقری من جهال العوام والمبتدعة الطغام لایعرفون الطهارة والقراٰن والحلال والحرام بل لایعرفون الایمان والاسلام لهم زعیق وزئیر مثل هائی وهوئ وهییئ وهیا یقول لامحالة هؤلاء اتخذوا دینهم لهوا ولعبا اه ملخصاً۔

جو کچھ صوفیہ کرتے ہیں وہ اس میں داخل ہے بلکہ زیادہ سخت جرم ہے کیونکہ یہ کام اعتقاد عبادت کی بنا پر کرتے ہیں، چنانچہ امام ابوالوفا ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ناچنے سے منع کرنے پر قرآن مجید کی تصریح موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے زمین پر اترا کر نہ چلو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد سے اترانے والے کی مذمت فرمائی بے شک اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا اور ناچنا، اترانا، فخر کرنا ایک جیسے اعمال ہیں بلکہ ناچنا اترانے اور فخر کرنے سے بھی بڑا جرم ہے۔ ابوبکر طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سب سے پہلے جس نے اس بدعت کو ایجاد کیا وہ

اصحاب سامری ہیں جب انہوں نے بچھڑے کا ایک ڈھانچہ تیار کیا جو گائے جیسی آواز نکالتا تھا یا جس سے گائے کی آواز کی طرح آواز نکلتی تھی تو وہ کھڑے ہو کر اس کے سامنے ناچنے لگے اور وجد کرنے لگے یعنی جھومنے لگے۔ امام بزازی نے اپنے فتاوی بزازیہ میں فرمایا ناچ بالاجماع حرام ہے۔ سید الطائفہ احمد سنوی نے اس کی حرمت کی صراحت فرمائی ہے، میں نے شیخ الاسلام جلال الدین گیلانی کا فتوی دیکھا جس میں کہا گیا کہ ناچ کو حلال کرنے والا یعنی جائز قرار دینے والا کافر ہے۔ علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف میں ان کے متعلق ایسے کلمات لکھے ہیں کہ جن سے ان پر بڑے مصائب قائم ہو سکتے ہیں اور امام محبوبی کے کلمات ان سے بھی زیادہ سخت ہیں، میں کہتا ہوں کہ جس کی طبیعت میں انصاف ہو وہ ذرا ہمارے زمانے کے صوفیا کا مساجد میں ناچنا کودنا شور مچانا دیکھے کہ بے ریش لونڈے خواہشات نفسانی کے متوالے، جاہل دیہاتی اور بیوقوف بدعتی ان میں ملے جلے ہوتے ہیں جو طہارت سے نا آشنا، قرآن مجید کے ادب سے ناواقف اور حلال و حرام کی پہچان سے بے بہرہ ہوتے ہیں جو سوائے چیخنے چلانے کے اور کچھ نہیں جانتے ایمان اور اسلام کی معرفت سے لاعلم ہوتے ہیں، فرمایا ان لوگوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

☆......خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:

مسئلہ ۱۶: ۲۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ مسئولہ شیخ شوکت علی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص میرا دوست آیا اور اس نے مجھ سے کہا چلو ایک جگہ عرس ہے، میں چلا گیا وہاں جا کر دیکھا کہ بہت اشخاص ہیں اور قوالی اس طریقہ سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول او دو سارنگی بج رہی ہے اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں شعر پڑھ رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج

رہی ہیں، یہ باجے مذکورہ تو شریعت میں حرام ہیں کیا اس فعل سے رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ خوش ہوں گے اور یہ اشخاص مذکورہ حاضرین جلسہ گنہگار ہوئے یا نہیں؟ اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس طرح پر؟ بینوا توجروا فقط۔

الجواب: ایسی قوالی حرام ہے، حاضرین سب گنہگار ہیں، اور ان سب کا گناہ ایسا کرنے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو، نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا اُن کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے بجاتے لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا۔

كما قالوا في سائل قوي ذي مرة سوى ان الأخذ والمعطي أثما انهم لولم يعطوالمافعلوا فكان العطاء هوالباعث لهم على الاستر سال في التكدي والسوال وهذا كله ظاهر على من عرف القواعد الكريمة الشرعية وبالله التوفيق۔

جیسا کہ طاقتور، توانا اور صحت مند سائل کے بارے میں کہتے ہیں کہ لینے اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں اس لئے کہ اگر دینے والے نہ دیتے تو مانگنے والے

گداگری کو پیشہ نہ بناتے لہٰذا یہ عطاء بخشش ہی ان کے ترک مشقت کا اور مانگنے کا باعث ہوئی اور یہ سب کچھ اس شخص پر ظاہر اور واضح ہے جو قواعد شرعیہ کریمہ کا عارف ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہی توفیق ملتی ہے۔

(ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۷۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من دعا الی هدی کان له من الاجر مثل اجور من تبعه لاینقص ذٰلك من اجورهم شیئا ومن دعا الی ضلالة کان علیه من الاثم مثل اٰثام من تبعه لاینقص ذٰلك من اٰثامهم شیئا رواه الائمة احمد ومسلم والاربعة عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنهما۔

جو کسی امرِ ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا اتباع کریں ان سب کے برابر ثواب پائے اور اس سے ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے اور جو کسی امرِ ضلالت کی طرف بلائے جتنے اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف نہ ہو۔ (ائمہ کرام مثلاً امام احمد، مسلم اور دیگر چار ائمہ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) نے حضرات ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

(صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنۃ ۲/ ۳۴۱ ومسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ بیروت ۲/ ۳۹۷)

(سنن ابی داؤد کتاب السنۃ ۲/ ۲۷۹ وسنن ابن ماجہ مقدمۃ الکتاب ص ۱۸)

مسئلہ نص شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیا جائے گا یا فقہ امام مجتہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اگر نص شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درکار ہے تو مزامیر کی حرمت میں احادیث کثیرہ بالغ بحد تواتر وارد ہیں از انجملہ اجل واعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف

ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیکونن من امتی اقوام لیستحلون الحروالحریر و الخمر والمعازف۔

ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔

(صحیح البخاری کتاب الاشربہ باب ماجاء فیمن یستحل الخمر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۳۷)

حدیث صحیح جلیل متصل۔

وقد اخرجه ایضاً احمدوابوداؤد وابن ماجة والا سمعیلی وابونعیم بأسانید صحیحة لامطعن فیها وصححه جماعة اخرون من الائمة کما قال بعض الحفاظ قاله الامام ابن حجر فی کف الرعاع۔

نیز امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، محدث اسمٰعیل اور ابونعیم نے اسے صحیح اسناد کے ساتھ کہ جن میں کوئی طعن نہیں اس کی تخریج فرمائی، اور ائمہ کی ایک دوسری جماعت نے اس کو صحیح قرار دیا جیسا کہ بعض حفاظ نے کہا ہے، چنانچہ امام ابن حجر نے "کف الرعاع" میں فرمایا ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل عن ابی امامہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۵۷و۲۶۸)

(کف الرعاع القسم الثالث عشر تنبیہ ثانی دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۱۳۲و۱۳۳)

احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش نہیں ہوسکتے ہر عاقل جانتا ہے کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے، پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل، پھر کجا

محرم کجا مبیح، ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح، اور اگر فقہ مطلوب ہے تو خود امام مذہب امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد اور ہدایہ جیسی اعلیٰ درجہ معتمد کتاب کا ارشاد کافی ووافی: دلت المسألة علی ان الملاهی کلها حرام حتی التغنی لضرب القضیب و کذا قول ابی حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنه ابتلیت لان الابتلاء بالمحرم یکون۔

مسئلہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ کھیل کود کے تمام سامان حرام ہیں حتی کہ (کسی چیز پر) کاٹے کی ضرب لگا کر گانا (یہ بھی زمرہ حرمت میں داخل ہے) اور اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد کہ میں اس میں مبتلا کیا گیا اس لئے کہ ابتلا حرام میں ہوا کرتی ہے۔

(الہدایہ کتاب الکراھیة فصل فی الاکل والشرب مطبع یوسفی لکھنؤ ۴ / ۴۵۳)

غرض حدیث وفقہ کا حکم تو یہ ہے ہاں اگر کسی کو قصداً ہوس پرستی منظور ہو تو اس کا علاج کس کے پاس ہے کاش آدمی گناہ کرے اور گناہ جانے اقرار لائے اصرار سے باز آئے لیکن یہ تو اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالے اور الزام بھی ٹالے اپنے حرام کو حلال بنالے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبان خدا بر سلسلہ عالیہ چشت قدست اسرارہم کے سر دھرتے ہیں نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی ومولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم وعنا بہم فوائد شریف میں فرماتے ہیں: مزامیر حرام ست۔ (گانے بجانے کے آلات کا استعمال کرنا حرام ہے) (فوائد الفواد)

مولانا فخر الدین زراوی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور کے زمانہ مبارک میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا اس میں صاف ارشاد ہے کہ:

اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالی عنہم فبری عن هذه التهمة وهو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرة من كمال صنعة الله تعالی۔

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔ (کشف القناع عن اصول السماع)

للہ انصاف اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا یا آج کل مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیاد ظاہرۃ الفساد ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم (جس کا فساد واضح ہے۔ گناہوں سے بچنے اور بھلائی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں مگر اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ بزرگ قدر کی توفیق عطا کرنے سے)۔

سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پرنور شیخ العالم فریدالحق والدین گنج شکر وخلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں:

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز می فرمود کہ چندیں چیزے باید تا سماع مباح شود مسمع و مستمع و مسموع و آلہ سماع مسمع یعنی گویندہ مرد تمام باشد کودک نباشد و عورت نباشد و مستمع آنکہ می شنود از یاد حق خالی نباشد و مسموع آنچہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد و آلہ سماع مزامیر ست چوں چنگ و رباب و مثل آں مے باید کہ درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال ست۔

سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا چند اشیاء ہوں تو سماع جائز اور مباح ہوں۔

(۱) مُسمع (سنانے والا)

(۲) مستمع (سننے والا)

(۳) مسموع (جو کچھ سنا جائے)

(۴) آلات سماع۔

تفصیل: مسمع یعنی سنانے اور کہنے والا بالغ مرد ہو بچہ اور عورت نہ ہو۔ مستمع یعنی سننے والا جو کچھ سنے یادِ حق سے خالی نہ ہو، مسموع، جو کچھ سنیں اور کہیں اس میں فحش گوئی اور مسخرہ پن نہ ہو، اور آلات سماع مزامیر ہیں جیسے سارنگی اور رباب وغیرہ۔ چاہئے یہ کہ وہ درمیان میں نہ ہوں۔ پس اس طرح کی قوالی (سماع) جائز اور حلال ہے۔

(سیر الاولیاء باب نہم در بیان سماع و وجد موسسہ انتشارات اسلامی لاہور ص ۵۰۱-۵۰۲)

مسلمانو! یہ فتویٰ ہے سرور سردار سلسلہ عالیہ چشت حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے۔

نیز سیر الاولیاء شریف میں ہے:

یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ عرضداشت کہ دریں روزہا بعضے از درویشاں آستانہ دار درمجمعے کہ چنگ ورباب و مزامیر بود رقص کردند فرمود نیکو نہ کردہ اند انچہ نامشروع است ناپسندیدہ است بعد ازاں یکے گفت چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیروں آمدند باایشاں گفتند کہ شما چہ گردید دراں جمع مزامیر بود سماع چگونہ شنید ورقص کردید ایشاں جواب دادند کہ ماچناں مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ ایں جا مزامیر ست یانہ، حضرت سلطان المشائخ فرمود ایں جواب ہم چیزے نیست ایں سخن درہمہ معصیتہا بیاید۔

ایک خادم نے سلطان المشائخ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ ان دنوں آستانے کے بعض درویشوں نے اس مجلس اور محفل میں ناچ کیا ہے جہاں آلات سماع چنگ ورباب اور سارنگی ومزامیر وغیرہ تھے تو ارشاد فرمایا انہوں نے اچھا نہیں کیا کیونکہ جو کام ناجائز ہے وہ پسندیدہ نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد ایک کہنے لگا کہ جب یہ لوگ اس حالت سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے ان سے پوچھا کہ یہ تم نے کیا کیا ہے، اس محفل میں تو مزامیر بھی تھے پھر تم نے قوالی بھی سنی اور ناچتے بھی رہے۔ انہوں نے جواباً بتایا کہ ہم سماع میں اس قدر مستغرق (ڈوبے ہوئے) تھے کہ ہمیں پتہ ہی نہیں چلا کہ مزامیر بھی ہیں یا نہیں۔ اس پر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ کوئی معقول جواب نہیں اس لئے کہ یہ بہانہ تو تمام گناہوں میں ملوث ہونے والے کر سکتے ہیں۔

(سیر الاولیاء باب نہم در بیان سماع و وجد موسسہ انتشارات اسلامی لاہور ص ۵۳۱۔۵۳۰)

مسلمانو! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہے اور اس عذر کا کہ "ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہو" کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔ شراب پئے اور کہہ دے شدّت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ زنا کرے اور کہہ دے غلبہ حال کے سبب تمیز نہ ہوئی کہ جرواہے یا بیگانی۔

اُسی میں ہے:

حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر ومحرمات درمیان نباشد ودریں باب بسیار غلو کرد تا بحدیکہ گفت اگر امام راسہو افتد مرد بتسبیح اعلام دہد وزن سبحان اللہ نگوید زیرا کہ نشاید آواز آں شنودن پس چکند پشت دست برکف دست زند وکف ست برکف دست نزند کہ آں بلہو میماند تا ایں غایت از بلاہی و

امثال آں پرہیز آمدہ است پس در سماع طریق اولی کہ ازیں
بابت نباشد یعنی در منع دستک چندیں احتیاط آمدہ است پس
در سماع مزامیر بطریق اولی منع است ۲ھ باختصار

حضرت سلطان المشائخ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے منع کیا ہے کہ مزامیر حرمت درمیان میں نہ ہوں اور اس سلسلے میں اس قدر تعدی (شدت) فرمائی کہ ارشاد فرمایا امام اگر نماز میں بھول جائے تو مرد سبحان اللہ کہہ کر آگاہ کرسکتا ہے مگر عورت کو اس طرح کہنا جائز نہیں کیونکہ اس کی آواز نہیں سنی جانی چاہئے اس کے لئے یہ ہدایت اور حکم ہے کہ وہ اپنے ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی مارے لیکن ہتھیلی کو ہتھیلی پر نہ مارے کیونکہ یہ عمل لہو میں شمار ہوتا ہے یعنی تالی بجانا، بس اندازہ کرلیا جائے کہ کس حد تک کھیل کود اور لغو کلام سے پرہیز کی ہدایت وارد ہوئی ہے پس سماع میں بطریق اولی منع ہے یعنی تالی بجانے سے بھی ممانعت ہے لہذا مزامیر کے ساتھ قوالی کرنا اس سے زیادہ اشد اور ممنوع ہے اھ باختصار۔

(سیر الاولیاء باب نہم در بیان سماع و وجد موسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص ۵۳۲)

مسلمانو! جو ائمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت للہ انصاف کیسا ضبط بے ربط ہے۔ اللہ تعالیٰ اتباع شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبان خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے آمین الٰہ الحق امین بجاھھم عندك امین والحمد للہ رب العالمین (آمین، اے سچے معبود! تیری بارگاہ میں جو ان کا مقام و مرتبہ ہے اس کے طفیل دعا قبول فرما۔ اور سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ کلام یہاں طویل ہے اور انصاف دوست کو اسی قدر کافی، واللہ الہادی، واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ)

☆.....خان صاحب بریلوی لکھتا ہے: مسئلہ ۲: از جالندھر محلہ راستہ پھگواڑہ دروازہ مرسلہ شیخ محمد شمس الدین صاحب ۲۲ رجب ۱۳۱۰ھ

راگ یا مزامیر کرانا یا سننا گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ؟ اس فعل کا مرتکب فاسق ہے یا نہیں؟

الجواب: مزامیر یعنی آلات لہو ولعب بروجہ لہو ولعب بلاشبہ حرام ہیں جن کی حرمت اولیاء وعلماء دونوں فریق مقتدا کے کلمات عالیہ میں مصرح، ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے، اور حضرات علیہ سادات بہشت کبرائے سلسلہ عالیہ چشت رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنا بہم کی طرف اس کی نسبت محض باطل وافترا ہے، حضرت سیدی فخر الدین زراوی قدس سرہ کہ حضور سیدنا محبوب الٰہی سلطان الاولیاء نظام الحق والدنیا والدین محمد احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اجلہ خلفاء سے ہیں جنھوں نے خاص عہد کرامت مہد حضور ممدوح میں بلکہ خود بحکم حضور والا مسئلہ سماع میں رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تالیف فرمایا، اپنے اسی رسالہ میں فرماتے ہیں:

سمع بعض المغلوبین السماع مع المزامیر فی غلبات الشوق واما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فبرء عن ھذہ التھمۃ المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالیٰ۔

یعنی بعض مغلوب الحال لوگوں نے اپنے غلبہ حال وشوق میں سماع مع مزامیر سنا اور ہمارے پیران طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سننا اس تہمت سے بری ہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی جل وعلا سے خبر دیتے ہیں انتہی۔ (کشف القناع عن اصول السماع)

بلکہ خود حضور ممدوح رضی اللہ تعالیٰ نے اپنے ملفوظات شریفہ فوائد الفواد وغیرہا میں جابجا حرمت مزامیر کی تصریح فرمائی، بلکہ حضور والا صرف تالی کو بھی منع فرماتے کہ مشابہ لہو ہے، بلکہ ایسے افعال میں عذر غلبہ حال کو بھی پسند نہ فرماتے کہ مدعیان باطل کو راہ نہ ملے، واللہ یعلم المفسد من المصلح فرضی اللہ عن الائمۃ ما انصحھم للامۃ۔ اللہ تعالیٰ مفسد اور مصلح یعنی فساد کرنے والے اور اصلاح کرنے والے دونوں کو جانتا ہے، پس اللہ تعالیٰ ائمہ کرام سے راضی ہو کہ انہوں نے امت کے لیے کتنی خیر خواہی فرمائی۔

یہ سب امور ملفوظات اقدس میں مذکور و ماثور فوائد الفواد شریف میں صاف تصریح فرمائی ہے کہ مزامیر حرام است (مزامیر یعنی گانے کے آلات کا استعمال حرام ہے۔ کما نقل عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدی الشیخ المحقق مولانا عبدالحق المحدث الدھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم وعلینا بھم۔ آمین۔ جیسا کہ ان سے نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو میرے آقا شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور ان کی وجہ سے ہم پر بھی اس کی رحمتیں ہوں، اے اللہ! اس دعا کو شرف قبولیت سے نواز دے۔

حضور ممدوح کے یہ ارشادات عالیہ ہمارے لیے سند کافی، اور ان اہل ہوا وہوس مدعیان چشتیت پر حجت کافی۔ ہاں جہاد کا طبل، سحری کا نقارہ، حمام کا بوق، اعلان نکاح کا بے جلاجل دف جائز ہیں کہ یہ آلات لہو ولعب نہیں، یوہیں یہ بھی ممکن کہ بعض بندگان خدا جو ظلمات نفس وکدورات شہوت سے یک لخت بری ومنزہ ہو کر فانی فی اللہ وباقی باللہ ہو گئے کہ: لا یقولون الا اللہ ولا یسمعون الا اللہ بل لا یعلمون الا اللہ بل لیس ھناك الا اللہ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں کہتے، اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں سنتے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کچھ نہیں جانتے بلکہ وہاں صرف اللہ تعالیٰ ہی

جلوہ گر ہوتا ہے۔

ان میں کسی نے بحالت غلبہ حال خواہ عین الشریعۃ الکبریٰ تک پہنچ کر از انجا کہ ان کی حرمت بعینہا نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

☆......خان صاحب بریلوی لکھتا ہے: مسئلہ ۳۱: از کلکتہ ۱۷ آئس فیکٹری لین ڈاکخانہ انٹالی خانقاہ چشتیہ مرسلہ سید شاہ المبین احمد چشتی نظامی بہاری ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

سماع مزامیر یعنی مروجہ قوالی کا جواز بتحقیق اس امر کے کہ صاحب شرع علیہ التحیات والتسلیمات سے کس قدر صادر ہوا تھا بعد اس کے پچھلے قرنوں کے لوگوں نے کس قدر بڑھایا اب سماع وقوالی کرنے والے کو کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟

الجواب: مزامیر حرام ہیں، صحیح بخاری شریف کی حدیث صحیح میں حضور اقدس ﷺ نے ایک قوم کا ذکر فرمایا: یستحلون الحر والحریر والمعازف زنا اور ریشمی کپڑوں اور باجوں کو حلال سمجھیں گے۔ اور فرمایا: وہ بندر اور سور ہو جائیں گے۔

(صحیح البخاری کتاب الاشربہ باب ماجاء فی من یستحل الخمر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۳۷)

ہدایہ وغیرہ کتب معتمدہ میں تصریح ہے کہ مزامیر حرام ہیں۔ حضرت سلطان الاولیاء محبوب الٰہی نظام الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں: مزامیر حرام ست (گانے بجانے کے آلات حرام ہیں)۔ (فوائد الفواد)

حضرت شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں مزامیر کو زنا کے ساتھ شمار فرمایا۔ شارع ﷺ سے صرف روز عید دف کا سننا منقول ہے وہ بھی نہ بالقصد متوجہ ہو کر، اور اوقات سرور میں بے جلاجل کا دف کہ ہی اُت آطرب پر نہ بجایا جائے شرعاً جائز ہے قوالی والوں پر لازم ہے کہ مزامیر قطعاً ترک کریں اور بوڑھے یا جوان مردوں سے صاف و پاک غزلیں سنیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

غذائے روح کی یہ پہچان ہے، اب مزامیر کو دیکھئے کفار، فساق، فجار رات دن ان میں منہمک ہیں تو واضح ہوا کہ وہ شہواتِ نفس ہیں جب تو بندگان نفس امارہ ان پر مٹے ہوئے ہیں غذائے روح ہوتے تو وہ ان کا نام نہ لیتے کہ بندگان نفس غذائے روح کا نام لئے تھراتے ہیں، ہاں وہ عبادت ضرور ہیں مگر کہاں مندروں اور گرجاؤں میں کہ ان کی عبادت مزامیر ہی کے ساتھ ہوتی ہے مگر حاشا وہ مسجد والوں کی عبادت نہیں، مسجد کا رب اس سے پاک ہے کہ شیطانی لذتوں سے جن میں کافروں کا حصہ غالب ہو اس کی عبادت کی جائے۔ یہ عجب عبادت ہے کہ مندروں گرجاؤں میں ہوتی ہے اور مسجدیں اس سے محروم، ہندوؤں نصرانیوں میں دھڑلے سے رائج، اور رسول اللہ ﷺ وصحابہ وائمہ اس سے محفوظ۔ (گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں مگر اللہ تعالٰی بلند اور عظیم الشان کی توفیق دینے سے۔ت) یہ اگر عبادت ہے تو ڈوم ڈومنیاں، رنڈیاں پیر جی سے بڑھ کر عابد ہیں کہ یہ گھنٹہ بھر اس عبادت سے مشرف ہوں تو وہ چوبیس گھنٹے اسی میں ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم جاہلوں کی شکایت نہیں اگرچہ وہ مشائخ بن بیٹھیں اگرچہ اولیاء کرام کا ارشاد ہے کہ:

صوفی بے علم مسخرہ شیطان ست

بے علم صوفی شیطان کا مسخرہ ہے۔

ما اتخذ اللہ جاھلا ولیا قط

اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ کیا ع

بے علم نتواں خدا را شناخت

(بغیر علم کے خدا تعالٰی کی شناخت نہیں ہوسکتی)۔

غضب تو ان مولوی کہلانے والے مشائخ نے ڈھایا ہے کہ اپنے ساتھ عوام کو بھی شریعت پر جری و بیباک کردیا اہل نااہل کا جھوٹا تفرقہ زبانی کہیں اور جلسے میں

دنیا بھر کے نااہل بھریں۔

ائمہ دین فرماتے ہیں اے گروہ علماء! اگر تم مستحبات چھوڑ کر مباحات کی طرف جھکو گے عوام مکروہات پر گریں گے، اگر تم مکروہ کرو گے عوام حرام میں پڑیں گے، اگر تم حرام کے مرتکب ہو گے عوام کفر میں مبتلا ہوں گے۔ بھائیو! اللہ اپنے اوپر رحم کرو، اپنے اوپر رحم نہ کرو اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کرو۔ چرواہے کہلاتے ہو بھیڑیے نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے، آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولینا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین، آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ ص132، ج24)

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:۔ مسئلہ ۳۲: از ضلع سیتاپور محلہ قضیارہ مرسلہ الیاس حسین ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

جب فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی لوگوں سے اٹھتی جاتی ہو تو ایسی حالت میں مزامیر کے ساتھ سماع جائز ہے کہ نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ مزامیر حرام ہیں اور حرام ہر حال میں حرام رہے گا، لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں اس کے سبب گناہ جائز ہو جائے تو شریعت کا منسوخ کر دینا فاسقوں کے ہاتھ میں رہ جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ص139، ج24)

مقصودی نکات:

خان صاحب بریلوی کی عبارات مذکورہ بالا سے درج ذیل نکات حاصل ہوئے۔

1۔ مزامیر کی حرمت احادیث کثیرہ متواترہ سے ثابت ہے (اور حدیث متواتر کا انکار بالاتفاق کفر ہے، از ناقل)

2۔ مزامیر کے ساتھ قوالی سننا حرام قطعی ہے۔

3۔ مزامیر کے ساتھ قوالی سننے والے خنزیر اور بندر بنادیئے جائیں گے۔

4۔ مزامیر کے ساتھ قوالی سننے والے شیطان کے مسخرے شہوت پرست، ہندوؤں اور نصرانیوں کے پیروکار بھیڑیے ہیں۔

تبصرہ:

خان صاحب بریلوی کی اگر یہ تحقیق درست ہے تو پیر مہر علی شاہ گولڑوی اینڈ کمپنی احادیث متواترہ کا انکار کر کے اور اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ چیز کو حلال قرار دے کر بندر، خنزیر، شیطان کے مسخرے، شہوت پرست، بھیڑیے اور دائرہ اسلام سے خارج قرار پائیں گے۔ اور اگر خان صاحب کی یہ تحقیق درست نہیں ہے تو خان صاحب بریلوی خود اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ چیز کو حرام قرار دے کر شریعت پر افترا کا ارتکاب کر کے اور اولیاء اللہ کی تکفیر کرنے کے جرم میں اور رسول اللہ ﷺ پر صریح جھوٹ بولنے کے جرم میں بقول خود کفر کے مرتکب قرار پائیں گے۔

توہینِ نبوت

تازیانہ نمبر148:

تحقیق سعیدی:

بریلوی محقق غلام رسول سعیدی لکھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت ان کے والد گرامی اور دیگر علماء اہل سنت کا رسول اللہ (ﷺ) کی طرف...... مغفرت ذنب کی نسبت کو برقرار رکھنا۔

الفتح:۲ میں بغیر تاویل کے رسول اللہ (ﷺ) کی طرف مغفرتِ ذنب کی نسبت ہے اور ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ دنیا میں رسول اللہ (ﷺ) کی مغفرت کلی کا قطعی اعلان آپ کی بہت بڑی فضیلت ہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے "کنز

الایمان" کے علاوہ اپنی دوسری تصانیف میں، اور آپ کے والد گرامی نے اپنی تصانیف میں جن کی اعلیٰ حضرت نے توثیق کی ہے اور دیگر علماء اہل سنت نے اپنی تصانیف میں اس آیت میں اور اس طرح کی احادیث میں رسول اللہ (ﷺ) کی طرف مغفرت ذنب کی نسبت کو برقرار رکھا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ، تحریر فرماتے ہیں: (حضرت عائشہ (رض) سے روایت ہے) ایک شخص نے حضور (ﷺ) سے عرض کی۔ اور میں سن رہی تھی کہ یا رسول اللہ! میں صبح کو جب اٹھتا ہوں اور نیت روزے کی ہوتی ہے، حضور اقدس (ﷺ) نے فرمایا: میں خود ایسا کرتا ہوں، اس نے عرض کی: حضور کی اور ہماری کیا برابری، حضور کی تو اللہ عزوجل نے ہمیشہ کے لئے پوری معافی عطا فرمادی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج؛ ص ۲۱۶ ۔ ۶۱۵، مکتبہ رضویہ، کراچی، ۱۴۱۰ھ)

نعمائے الٰہیہ ہر وقت، ہر لحہ، ہر آن، ہر حال میں متزاید ہیں۔ خصوصاً خاصوں پر خصوصاً ان پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں، اور بشر کو کسی وقت کھانے پینے سونے میں مشغولی ضرور اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہیں مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں، اس کمی کو تقصیر کو ذنب فرمایا گیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۷۰، مطبوعہ دار العلوم امجدیہ، کراچی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اپنے والد قدس سرہ کی کتاب "احسن الوعاء و آداب الدعاء" کی شرح "ذیل الوعا احسن الدعا" میں لکھتے ہیں: قال الرضا یہ بھی ابوالشیخ نے روایت کی اور خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے: (محمد: ۱۹)

"مغفرت مانگ اپنے گناہوں کی اور سب مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے۔"

(احسن الوعاء ص ۲۶، مطبوعہ ضیاء الدین پبلی کیشنز، کھارادر، کراچی)

اعلیٰ حضرت کے والد ماجد امام المتکلمین مولانا شاہ نقی علی خان متوفی ۱۲۹۷ ھ نے سورۂ الم نشرح کی تفسیر لکھی ہے جس کو "انوارِ جمال مصطفیٰ" کے نام سے شائع کیا گیا، اس کے متعلق اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں: .... کہ مجلد کبیر ہے علوم کثیرہ پر مشتمل۔

(انوار جمال مصطفیٰ ص ۸، شبیر برادرز، لاہور)

اس کتاب میں الفتح: ۲ کے ترجمہ میں مولانا شاہ نقی علی خان تحریر فرماتے ہیں: تا معاف کرے اللہ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ۔

(انوار جمال مصطفیٰ ص ۷۱، شبیر برادرز، لاہور)

نیز مولانا شاہ نقی علی خان ایک حدیث کے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں: آپ نے اس قدر عبادت کی کہ پائے مبارک سوج گئے، لوگوں نے کہا: آپ تکلیف اس قدر کیوں اٹھاتے ہیں کہ خدا نے آپ کو اگلی پچھلی خطا معاف کی؟ فرمایا: "............"

(سردار القلوب بذکر المحبوب ص ۲۳۶، شبیر برادرز، لاہور)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ ھ ایک حدیث کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: .... (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۸۶، لکھنؤ)

پھر لوگ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جائیں گے، حضرت عیسیٰ فرمائیں گے: میں اس کام کا اہل نہیں ہوں لیکن تم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام گناہ (یعنی ترک افضل) بخش دیئے ہیں خواہ پہلے کے ہوں یا بعد کے۔

اور علامہ فضل حق خیر آبادی متوفی ۱۸۶۱ ھ اس حدیث کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: .... (تحقیق الفتویٰ ص ۳۲۱۔۳۲۰، لاہور)

پھر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے، وہ فرمائیں گے: میں

شفاعت (کبریٰ) کے لئے نہیں ہوں، تم پر لازم ہے کہ حضرت محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ، وہ ایسے عبد مکرم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلے اور پچھلے ذنوب معاف کردیے ہیں۔ (ترجمہ تحقیق الفتویٰ ص ۱۲۵، مکتبہ قادریہ، ۱۳۹۹ھ)

مولانا غلام رسول رضوی لکھتے ہیں:

لوگ عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے، وہ کہیں گے: میں اس پوزیشن میں نہیں کہ تمہاری شفاعت کروں تم محمد رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہو، اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردیے ہیں۔

(تفہیم البخاری ج۱۰ ص ۴۸، الجدہ پرنٹرز)

میرے شیخ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ، العزیز متوفی ۱۴۰۶ھ، الفتح: ۲ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

تاکہ اللہ آپ کے لئے معاف فرمادے آپ کے اگلے اور پچھلے (بہ ظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ محض صورۃ ذنب ہیں، حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل ہیں)۔

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ متوفی ۱۹۹۸ء نے اس آیت کے ترجمہ میں لکھا ہے:

تاکہ دور فرمادے آپ کے لئے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے۔

مولانا فیض احمد اویسی لکھے ہیں:

"عفا اللہ عنک" کی تقدیم میں لطیف اشارہ ہے، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم (ﷺ) کو "لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر" کی خوش خبری سے نوازا" تو "عفا اللہ عنک" میں اس کی تصدیق وتوثیق فرمائی، اب

مطلب واضح ہوگا کہ اب محبوبِ اکرم (ﷺ)! اگر آپ نے منافقین کو اجازت بخشی کر خلافِ اولیٰ کا ارتکاب فرمایا ہے جسے عوام (وہابی وغیرہ) عتاب یا غلطی سے تعبیر کرتے ہیں تو کیا ہوا، آپ تسلی فرمائیے کہ جب میں نے آپ سے پہلے وعدہ کر رکھا ہے کہ آپ کے گزشتہ اور آئندہ امور اگرچہ خلاف اولیٰ ہوں تمام بخش دیئے ہیں۔

(علم الرسول ص ۸۰، مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور)

رسول اللہ (ﷺ) نے اللہ سے دعا کی: تو میری ساری خطائیں بخش دے، تیرے سوا کوئی خطائیں نہیں بخش سکتا۔ (مشکوۃ رقم الحدیث: ۸۱۳)

مفتی احمد یار خاں متوفی ۱۳۹۱ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

خیال رہے اس قسم کی ساری دعائیں امت کی تعلیم کے لئے ہیں ورنہ حضور (ﷺ) گناہوں سے محفوظ ہیں اور آپ کی خطاؤں کی مغفرت ہو چکی ہے جس کا اعلان قرآن شریف میں بھی ہوا جو اس قسم کی دعائیں دیکھ کر حضور کو گناہ گار مانے، وہ بے دین ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۴۔ ۳۳، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

ہم نے اس سے پہلے "انباء المصطفیٰ" اور "انباء الحیّ" کے حوالوں سے ان احادیث کو بیان کیا تھا جن میں رسول اللہ (ﷺ) کی طرف مغفرت ذنب کی نسبت کی گئی ہے، اب ہم اس سلسلہ میں مزید احادیث بیان کر رہے ہیں:

رسول اللہ (ﷺ) کی طرف مغفرت ذنب کی نسبت کے ثبوت میں مزید احادیث۔

امام بزار اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

............(کشف الاستار ج ۳ ص ۱۴۷، بیروت)

حضرت ابوہریرہ (رض) بیان کرتے ہیں کہ نبی (ﷺ) نے فرمایا: مجھے انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے، جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں،

میرے تمام اگلے اور پچھلے ذنوب (بہ ظاہر خلافِ اولیٰ کاموں) کی مغفرت کردی گئی ہے میرے لئے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں تھا، میری امت کو تمام امتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے، میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور مطہر بنا دیا گیا ہے، مجھے کوثر دیا گیا ہے اور میری رعب سے مدد کی گئی ہے اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! تمہارا پیغمبر قیامت کے دن حمد کے جھنڈے کا حامل ہوگا اور آدم اور ان کے ماسوا تمام انبیاء اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

حافظ الہیثمی اس حدیث کی سند کے متعلق لکھتے ہیں:..........

(مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۶۹، بیروت)

اس حدیث کو امام بزار نے روایت کیا ہے اور اس کی سند عمدہ ہے۔

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:..........

(دلائل النبوت ج ۶ ص ۴۸۷-۴۸۶، بیروت)

عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس (رض) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تمام آسمان والوں اور تمام نبیوں پر فضیلت دیے، لوگوں نے کہا: اے ابن عباس! آسمان والوں پر آپ کی فضیلت کی کیا دلیل ہے؟ حضرت ابن عباس نے کہا: "اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں کے معلق فرمایا: اور فرشتوں میں سے جس نے یہ کہا کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں، تو ہم اس کو جہنم کی سزا دیں گے، اور ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیتے ہیں"۔ اور اللہ تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے فرمایا: "بے شک ہم نے آپ کو روشن فتح عطا فرمائی، تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب یعنی (بہ ظاہر) خلاف حضور کی انبیاء پر کیا فضیلت ہے؟ انہوں نے کہا: کیونکہ اللہ تعالیٰ انبیاء کے متعلق فرماتا ہے: "ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی

زبان میں مبعوث کیا ہے" اور اللہ تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق فرمایا: "ہم نے آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے لئے مبعوث کیا ہے" سو آپ کو عزوجل نے تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث فرمایا۔

اس حدیث کو امام ابویعلیٰ نے بھی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ (مسند ابویعلیٰ ج ۳ ص ۱۰۳)

حافظ نورالدین الہیثمی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:......

(مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۵۵۔۲۵٤)

اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں، ماسوا الحکم ابن ابان کے اور وہ بھی ثقہ ہے، امام ابویعلیٰ نے بی اس کو اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے۔.......... (دلائل النبوۃ ج ۵ ص ٤۸۷)

"نفل آپ کی خصوصیت ہے" اس کی تفسیر میں مجاہد نے بیان کیا، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے علاوہ اور کسی کے لئے نفلی عبادت زائد نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب (بہ ظاہر خلافِ اولیٰ کاموں) کی مغفرت کردی ہے، اس لئے آپ فرائض کے علاوہ جو بھی عبادت کرتے ہیں، وہ نفل یعنی زائد نہیں ہے، عبادت کا نفل (زائد) ہونا صرف آپ کی خصوصیت ہے۔..........

(دلائل النبوۃ ج ا ص ۳۸۰)

وہب نے منبہ نے حضرت داؤد نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قصہ میں ذکر کیا ہے کہ "زبور" میں ان کی طرف یہ وحی کی گئی تھی کہ اے داؤد! آپ کے بعد ایک نبی مبعوث ہوں گے جن کا نام احمد اور محمد ہوگا، وہ صادق اور سید ہوں گے، میں ان پر کبھی ناراض ہوں گا نہ وہ کبھی مجھ سے ناراض ہوں گے، میں نے ان کے تمام اگلے اور پچھلے ذنوب (بہ ظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کو ارتکاب سے پہلے ہی معاف کردیا ہے اور ان کی

امت پر رحمت کی گئی ہے۔

ان تمام احادیث میں تمام اگلے اور پچھلے ذنوب کی مغفرت کو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خصوصیت قرار دیا گیا ہے، سو یہ کہنا کہ یہ مغفرت آپ کو حاصل نہیں ہوئی بلکہ آپ کے اگلوں اور پچھلوں کو حاصل ہوئی ہے، ان تمام احادیث کے خلاف ہے۔

آثارِ صحابہ کی روشنی میں آپ کے ساتھ مغفرت ذنوب کے متعلق کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں:..........

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۵۷، طبع کراچی)

حضرت انس بن مالک (رض) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ازواج کے گھروں میں تین صحابی آئے، انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عبادت کے متعلق سوال کیا جب ان کو خبر دی گئی تو انہوں نے اس عبادت کو کم خیال کیا اور کہا: کہاں ہم اور کہاں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کے تو اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی گئی ہے، ایک نے کہا: میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا، دوسرے نے کہا: میں تمام عمر روزے رکھوں گا اور افطار نہیں کروں گا، تیسرے نے کہا: ہمیں ہمیشہ عورتوں سے الگ رہوں گا اور شادی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے اور فرمایا: تم لوگوں نے ایسے ایسے کہا ہے؟ سنو! بخدا! میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور کھانا بھی کھاتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں ور سوتا بھی ہوں اور ازواج سے نکاح بھی کرتا ہوں، سو جو شخص میری سنت سے اعتراض کرے گا وہ میرے طریقہ پر نہیں ہوگا۔

امام عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ یہ تین صحابی، حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص اور حضرت عثمان بن مظعون (رض) تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۶ ص ۱۶۷ قدیم)

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ صحابہ کرام کے نزدیک اس آیت میں مغفرت ذنوب کا تعلق نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہی امام مسلم روایت کرتے ہیں کہ جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بتایا کہ آپ روزے میں اپنی ازواج کا بوسہ لیتے ہیں تو حضرت عمر بن ابی سلمہ (رض) نے کہا:........... (صحیح مسلم ج ا ص ۳۵۳، کراچی)

انہوں نے کہا: یارسول اللہ! اللہ تعالی نے آپ کے تو اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے فرمایا: سنو! خدا کی قسم! میں تم سے زیادہ پرہیزگار اور اللہ تعالی سے ڈرنے والا ہوں۔

امام مسلم نے حضرت عائشہ (رض) سے روایت کیا کہ ایک صحابی نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھا: کیا کوئی شخص حالتِ جنابت میں روزہ کی نیت کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں بھی (بعض اوقات تاخیر کی وجہ سے) ایسا کرتا ہوں، اس پر اس صحابی نے کہا:........... (صحیح مسلم ج ا ص ۳۵۴، کراچی)

اس صحابی نے کہا: یارسول اللہ! آپ تو ہماری مثل نہیں ہیں، اللہ تعالی نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے، آپ نے فرمایا: بہ خدا مجھے یہ امید ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور جن چیزوں سے بچنا چاہیے ان کا سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:........... (صحیح البخاری ج ۲ ص ۷۱۶، کراچی)

حضرت عائشہ (رض) روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رات کو (بہت) قیام کرتے تھے، حتی کہ آپ کے دونوں پیر سوج جاتے، حضرت عائشہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اتنا قیام کیوں کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالی نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا میں یہ پسند نہ کروں کہ اللہ کا شکر گزار بندہ ہوں۔

اعلیٰ حضرت کے دونوں ترجموں میں محاکمہ۔

قرآن مجید کی ظاہر آیات المومن: ۵۵، محمد: ۱۹، اور الفتح: ۲، میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف استغفار اور مغفرت کی نسبت کی گئی ہے، اسی طرح بہ کثرت احادیث اور آثار میں بھی آپ کی طرف مغفرت کی نسب ہے جن کو ہم نے "انباء المصطفیٰ" اور "انباء الحی" کے حوالوں سے بیان کیا ہے اور مزید احادیث "مسند بزار، دلائل النبوت، طبرانی، ابو یعلیٰ" وغیرہا کے حوالوں سے ذکر کی ہیں اور آثار صحابہ "صحیح بخاری" اور "صحیح مسلم" کے حوالوں سے ذکر کیے ہیں اور اعلیٰ حضرت نے اپنی دیگر تصانیف میں جو ان آیات اور احادیث کا ترجمہ کیا ہے، وہ ظاہر قرآن اور احادیث کے مطابق ہے، اس لئے ہمارے نزدیک اعلیٰ حضرت کا یہ ترجمہ راجح ہے اور "کنز الایمان" کے ترجمہ میں جو مغفرت ذنب کی نسبت اگلوں اور پچھلوں کی طرف کی گئی ہے وہ چونکہ ظاہر قرآن اور حدیث کے مطابق نہیں ہے، اس لئے وہ مرجوح ہے۔

(تبیان القرآن ص334/336، ج11)

مقصودی نکتہ:

خان صاحب بریلوی خان صاحب کے والد نقی علی خان علامہ احمد سعید کاظمی، علامہ عبدالحکیم شرف قادری، غلام رسول رضوی، پیر کرم شاہ بھیروی، فیض احمد اُویسی، مفتی احمد یار خان گجراتی، غلام رسول سعیدی وغیرہ علماء بریلویہ لفظ "ذنب" گناہ، خطا، خلاف اولیٰ کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی طرف کرتے ہیں اور اس مسئلہ کو علامہ غلام رسول سعیدی نے اپنی تفسیر اور شرح مسلم میں دلائل سے ثابت کیا ہے اور ان محققین بریلویہ نے خان صاحب بریلوی کے ترجمہ کنز الایمان کو مردود و مرجوح قرار دے دیا۔

کرنل کی یلغار:

بریلوی کرنل محمد انور مدنی علامہ محمد ذوالفقار علی رضوی، مفتی ڈاکٹر محمود ساقی لکھتے ہیں:

عبارت ا۔ قارئین کرام!

رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس ،اوصاف حمیدہ، کمالات جمالات و معجزات پر ایمان ہی کسی انسان کی دوسرے انسان سے محبت یا بغض کی بنیاد ہے۔ چاہے کتنا ہی عالم ہونے کا دعویٰ کرے۔ اپنے مریدین سے تعریفیں کروا کر خود ساختہ القابات لگا کر کسی زعم کے تکبر میں مبتلا ہو کر اگر رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس اور اوصاف حمیدہ میں نکتہ چینی کرے۔ مثلاً ذات اقدس کے افعال مبارکہ میں بعض کو "گناہ یا صورۃ گناہ" قرار دے کر معافی ہونے سے متعلق کرے۔ جیسے احمد سعید کاظمی نے کیا۔ زبیر حیدر آبادی نے کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے "وہم" میں مبتلا ہونا اور پھر آپ ﷺ کے بعض افعال مبارکہ کو "کوتاہی" سے منسوب کرنا (اگرچہ "وہم اور کوتاہی" کی نشاندہی کرنے سے قاصر ہو) جیسے پیر کرم شاہ نے کیا ہے۔ تو پھر اس سے بڑی توہین و تنقیص اور گستاخی کیا ہو سکتی ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

(پیر کرم کی کرم فرمائیاں ص 15)

عبارت ۲۔۔۔۔۔ بریلوی کرنل مدنی لکھتا ہے:۔

مولوی اویسی صاحب (بہاولپور) کی دورنگی ملاحظہ ہو

"مسئلہ ذنب پر جب میں نے زبیر حیدر آبادی کی گرفت کی تو اویسی صاحب نے مجھے خطوط میں مبارک باد دی۔ میری کتابوں کا آب زر لکھنے کے قابل لکھا مبارک دے رہے ہیں کہ میدان مارلیا۔۔۔۔۔ کہیں غلام رسول سعیدی کی گرفت کرنے کا مشورہ دیا۔۔۔۔ کہیں کہا کہ کاش میری قسمت بھی ایسی ہوتی۔ (تین خطوط کا عکس منسلک

ہے)جب رحیم یار خان کے عبد المجید سعیدی مولوی نے خلاف اولی کے حق میں احمقانہ دلائل کی کتاب مواخذہ معرکتہ الذنب لکھی تو اویسی صاحب نے اس کے لیے تقریظ لکھی (تحریر کا عکس منسلک ہے)

یہ کیسی دورنگی ہے؟.........

لیکن پتہ نہیں اُویسی صاحب پر کونسی دنیاوی مصلحت اس عمر کے حصے میں حاوی ہوگئی ہے کہ رحیم یار خانی کی کتاب "مواخذہ معرکتہ ذنب" جس میں اس شخص نے خلاف اولی کو رسول کریم ﷺ کے کھاتے میں ڈالنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔کی تریظ لکھ ڈالی جو چھپ گئی۔ گویا کہ کاظمی کے موقف کی حمایت کر دی۔ روزِ قیامت ان سب باتوں کی ضرور پوچھ گچھ ہوگی۔ (ایضاص 20)

عبارت ۳۔ ابوداؤد صاحب کیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے موقف سے رجوع کروں یعنی کہ کنزالایمان میں اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو غلط قرار دوں کیا لذنبك ومن ذنبك کے پانچ ایڈیشن بے معنی اور فضول تھے؟اور البیان کو درست قرار دوں؟ اف ہے تم پر......!

جہاں تک کسی شخص سے بغض رکھنے کی بات ہے تو بندہ ہر اس شخص سے بغض رکھتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کی توہین و تنقیص اور گستاخی والے الفاظ منسوب کرتا ہے آپ ﷺ کو گناہگار (معاذ اللہ) قرار دینے والے لوگوں سے تو بغض فطرتا ہوگا۔ چاہے کوئی لاکھ خودساختہ القابات لگاتا پھرے۔

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں ص 24)

بریلوی کرنل کا دعویٰ:

بریلوی کرنل لکھتا ہے:۔" جب رسول کریم کا یہ فرمان پڑھا کہ مجاہد کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک رات کھڑا ہونا عابد کی ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

رسول کریم ﷺ کی محبت کی شمع جو دل میں روشن تھی ۔۔۔۔۔۔اب اور زیادہ بھڑک اٹھی ۔محبت کا جواب محبت ہوتا ہے (love begest love)۔آپ ﷺ نے پھر بہت عنایات کیں اور کر رہے ہیں ۔بارہا زیارت و ہمکلامی کا شرف ۔۔۔۔۔۔بیداری میں زیارت اور پھر نور مبارک کی حالت میں زیارت کی سعادت عطا کی جو کہ بندہ کے لیے آخرت کا بے بہا خزانہ ہے۔مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم ملا کہ تھڑے پر کھڑے ہو جاؤ پھر اور احکام مبارک ملے ،بار بار زیارت نصیب ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔۔ میں نے بار بار وضاحت کی ہے کہ کیوں لکھتا ہوں یہ حکم کی تعمیل اور بس ۔۔۔۔۔۔۔!"

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں ص288)

مقصودی نکتہ:

بذعم خود عالم بیداری میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنے والا اور حضرت علیؓ سے ملاقات کرنے والا اور ان کے حکم سے کتاب لکھنے والا کرنل مدنی اور اس کے مؤیدین مفتیان بریلویہ کی عبارات سے درج ذیل نکات واضح ہوئے۔

1۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کی طرف صورۃ گناہ یا خلافِ اولیٰ یا سہو وخطاء کی نسبت کرنے والا بہت بڑا گستاخ اور توہین رسالت کا مرتکب ہے۔

2۔ جن علماء بریلویہ نے خان صاحب بریلوی کے ترجمہ کنزالایمان سورہ فتح کے خلاف لکھا وہ سب گستاخ رسول ﷺ ہیں۔

3۔ احمد سعید کاظمی ، پیر کرم شاہ بھیروی ، غلام رسول سعیدی اور ان کا گروہ گستاخ رسول ﷺ ہے۔

تبصرہ:

بریلوی کرنل مدنی کی تحقیق (جس کو بقول کرنل رسول اللہ ﷺ اور حضرت

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نا صرف تائید حاصل ہے بلکہ انہی کے حکم سے کرنل صاحب لکھنے پر مجبور ہوئے) کی رو سے احمد رضا خان بریلوی اور ان کے والد نقی علی خان شیخ عبدالحق محدث دہلوی، فضل حق خیر آبادی، عبدالحکیم شرف قادری، احمد سعید کاظمی، پیر کرم شاہ بھیروی، فیض احمد اویسی، مفتی احمد یار گجراتی، غلام رسول سعیدی اور ان کے متوسلین، مریدین مداحین بریلوی عوام وخواص سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی طرف صورۃ گناہ، خلافِ اولیٰ، سہو ونسیان، خطاء وغیرہ کے الفاظ کی نسبت کر کے گستاخ رسول ﷺ قرار پائے۔ اور خان صاحب بریلوی کے فتویٰ کے مطابق جو شخص ان گستاخانِ رسول ﷺ کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر جوان کو عالم یا پیر جانے وہ بھی کافر اور جو ان کی تائید وتصویب یا تعریف کرے وہ بھی قطعی کافر قرار پائے گا۔

تازیانہ نمبر149: غلام رسول سعیدی لکھتا ہے۔ 2) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ نے بھی الاحقاف:۹ کو الفتح:۲ سے منسوخ قرار دیا ہے، چنانچہ وہ رشید احمد گنگوہی کے رد میں اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہی مولوی رشید احمد صاحب پھر لکھتے ہیں:

"خود فخر عالم (علیہ السلام) فرماتے ہیں:" واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم "الحدیث۔ اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں"۔ قطع نظر اس کے کہ حدیث اول خود احاد ہے، سلیم الحواس کو سند لانی تھی تو وہ مضمون خود آیت میں تھا اور قطع نظر اس سے کہ اس آیت وحدیث کے کیا معنی ہیں اور قطع نظر اس سے کہ یہ کس وقت کے ارشاد ہیں اور قطع نظر اس سے کہ خود قرآن عظیم و احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اس کا ناسخ موجود ہے کہ جب آیت کریمہ:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ

تا کہ بخش دے تمہارے واسطے سے سب اگلے پچھلے گناہ۔ (نازل ہوئی)۔

صحابہ نے عرض کی:

هنيأ لك يا رسول الله لقد بين الله لك ماذا يفعل بك فماذا يفعل بنا

یارسول اللہ! آپ کو مبارک ہو، خدا کی قسم! اللہ عزوجل نے یہ تو صاف بیان فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کرے گا۔ اب رہا یہ کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔

اس پر یہ آیت اتری:

ليدخل المؤمنين (الى قوله تعالى) فوزاً عظيم

تا کہ داخل کرے اللہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ رہیں گے ان میں اور مٹادے ان سے ان کے گناہ اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد پانا ہے۔

یہ آیت اور ان کے امثال بے نظیر اور یہ حدیث جلیل وشہیر، ایسوں کو کیوں بھائی دیتیں۔ (انباء المصطفیٰ ص ۹۔۸، نوری کتب خانہ، لاہور)

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے "انباء الحی" ص ۳۸۸ (مرکز اہل سنت برکات رضا) میں بھی متعدد احادیث کے حوالوں سے اسی طرح لکھا ہے۔

(۲۶) صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی متوفی ۱۳۶۷ھ نے بھی الاحقاف:۹ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت الفتح:۲ سے منسوخ ہے۔

(۲۷) نیز صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "الكلمة العليا لاعلاء علم المصطفىٰ (ﷺ)" میں لکھتے ہیں: "ملا عبد الرحمن بن محمد دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ رسالہ ناسخ ومنسوخ میں لکھتے ہیں: قوله تعالى ما ادرى ما يفعل بى ولا بكم الاية نسخ بقوله تعالى انا فتحنا لك

فتحنا مبینا لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر الایة اور اسی صفحہ میں اس سے کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں: سورۃ الفتح و فیھا ناسخ ولیس فیھا منسوخ فالناسخ قوله تعالیٰ لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر والمنسوخ قوله تعالیٰ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم۔ ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہوگیا کہ یہ آیۂ کریمہ "ما ادری ما یفعل بی ولا بکم" منسوخ اور اس کا ناسخ "انا فتحنا لك فتحا مبینا الایة" ہے۔ جس میں دنیا میں فتح مبین کا اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا گیا اور یہ بتایا گیا ہے کہ سید عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ان کا رب جل وعلا دنیا و آخرت میں کیا کرے گا"۔

(الکلمۃ العلیا و لاعلاء علم المصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ص ۱۴۷، مکتبہ فریدیہ، ذرگ کالونی، کراچی، ۱۹۷۷ء)

مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی متوفی ۱۳۹۱ھ نے بھی الاحقاف: ۹ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت الفتح: ۲ سے منسوخ ہے۔

مفتی اویسی صاحب اپنی کتاب "ناسخ ومنسوخ" میں لکھتے ہیں: "بعض ناسخ ایسے تھے کہ منسوخ پر عمل سے پہلے ہی نازل ہوجاتے تھے، جیسے آیت نجویٰ اور بعض ایسے بھی تھے کہ جن کے لئے کئی سال گزر جاتے، مثلاً آیت "قل ما کنت بدعا من الرسل" (الاحقاف: ۹) کا نزول ابتدائے اسلام میں ہوا لیکن اس کا نسخ سورۃ الفتح "لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ" (الفتح: ۲) تیرہ سال بعد سال حدیبیہ میں ہوا۔ (ناسخ ومنسوخ ص ۲۹۔۲۸، فیض رضا پبلی کیشنز، کراچی)

ہم نے امام عبدالرزاق متوفی ۲۱۱ھ اور امام ابن ابی حاتم متوفی ۳۲۷ھ کی تفاسیر سے لے کر مفتی اویسی صاحب کی "الناسخ والمنسوخ" تک تیس کتابوں کی عبارات سے واضح کردیا ہے کہ الاحقاف: ۹، الفتح: ۲ سے منسوخ ہوچکی ہے۔

اور ہمارے بعض مخالفین کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ "نہ سورۂ فتح کی آیت ۲:

کے پہلے جملہ نے سورۂ احقاف کی آیت: ۹ کے دوسرے جملہ کو منسوخ کیا"۔ شاید یہ بات بعد میں لوگوں نے اپنی عقل سے تجویز کی ہے اور وہ دراز ہوتے ہوتے ہمارے دور تک آ گئی۔ قارئین کرام پر یہ واضح ہو چکا ہے کہ الاحقاف: ۹ کے منسوخ ہونے کی بنیاد صحیح حدیث اور مفسرین کرام کی ٹھوس روایات پر ہے۔

الاحقاف: ۹ سے دنیا کے احوال کے علم کی نفی مراد لینے کا بطلان:

ہم اس سے پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ الاحقاف: ۹ کی تفسیر میں بعض مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ اس آیت میں دنیا کے علم کی نفی مراد ہے، یعنی اے رسول مکرم! آپ یہ کہہ دیجئے کہ میں از خود یہ نہیں جانتا کہ دنیا میں میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا اور ہم یہ بتا چکے ہیں کہ اصل اور اہم چیز آخرت کے احوال ہیں اور کفار کو یہ بتانا مقصود ہے کہ آخرت میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کے متبعین جنت میں ہوں گے اور کفار اور مشرکین دوزخ کے دائمی عذاب میں گرفتار ہوں گے اور یہی مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ما بہ الامتیاز ہے ورنہ جس طرح کفار اور مشرکین دنیا میں جنگوں میں شکست اور مصائب و آلام میں مبتلا رہتے ہیں اسی طرح مسلمان بھی جنگوں میں شکست اور مصائب و آلام میں مبتلا رہتے ہیں اور اب تک ہیں، بلکہ کفار اور مشرکین سے زیادہ زبوں حال ہیں۔ اس لئے ان مفسرین کی یہ تفسیر صحیح نہیں ہے اور یہ محض عقلی توجیہ ہے اور اس کی بنیاد کسی حدیث پر نہیں ہے، اس لئے صحیح یہی ہے کہ الاحقاف: ۹ کا معنی یہ ہے کہ آپ کہیے: میں از خود نہیں جانتا کہ آخرت میں میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا، پھر قرآن مجید کی دیگر آیات میں وحی جلی سے اور آپ کو وحی خفی سے یہ بتا دیا گیا کہ آخرت میں آپ اور آپ کے متبعین جنت کے بلند مقامات اور دائمی نعمتوں میں ہوں گے اور کفار اور مشرکین دوزخ کے دائمی عذاب میں ہوں گے۔

یہ کہا ہے کہ شعبہ نے اس حدیث کا بعض حصہ از قتادہ از انس سنا اور بعض حصہ عکرمہ سے سنا اور دونوں کو ملا کر ایک حدیث بنا دیا سو یہ حدیث مدرج ہے اور اس بناء پر یہ حدیث ضعیف ہے، لہٰذا یہ حدیث استدلال کی صلاحیت نہیں رکھتی چہ جائیکہ اس حدیث کی بنیاد پر یہ ثابت کیا جائے کہ الفتح: ۲ کی آیت الاحقاف: ۹ کے لئے ناسخ ہے؟ اور اس کے ثبوت میں وہ یہ روایت پیش کرتے ہیں: از شعبہ از قتادہ از انس بن مالک (رض) انا فتحنا لك فتحا مبينا۔ (الفتح: ۲) حضرت انس نے کہا: اس فتح سے مراد حدیبیہ ہے، نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب نے کہا: آپ کو یہ (مژدہ مغفرت) مبارک ہو، پھر ہمارے لئے کیا (بشارت) ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ"۔ (الفتح: ۵)

تا کہ اللہ مؤمنوں اور مؤمنات کو ان جنتوں میں داخل کر دے جن کے نیچے سے دریا بہتے ہیں۔ شعبہ نے کہا: جب میں کوفہ گیا تو میں نے یہ پوری حدیث قتادہ سے روایت کر دی، پھر جب میں واپس آیا تو میں نے اس کا قتادہ سے ذکر کیا، انہوں نے کہا کہ اس حدیث کا یہ حصہ جس میں " انا فتحنا لك فتحا مبينا " (الفتح: ۲) ہے یہ حضرت انس سے مروی ہے اور حدیث کا یہ حصہ جس میں " هنيا مرئيا " ہے یہ عکرمہ سے مروی ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ٤١٧٢ـ ٤٨٣٤)

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اس حدیث پر گفتگو انشاء اللہ سورۃ الفتح کی تفسیر میں آئے گی، امام بخاری نے یہاں پر یہ فائدہ بیان کیا ہے کہ اس حدیث کا بعض حصہ شعبہ نے از قتادہ از انس روایت کیا ہے اور بعض حصہ عکرمہ سے روایت کیا ہے اور اسماعیلی نے اس حدیث کو اس سند سے روایت کیا ہے: از حجاج بن محمد از شعبہ اور حدیث میں حضرت انس اور

عکرمہ کی روایت کو جمع کر دیا ہے اور حدیث کے دونوں حصوں کو ملا کر حدیث واحد کے طور پر روایت کیا ہے اور میں نے اس کی وضاحت "کتاب المدرج" میں کی ہے۔

(فتح الباری ج ۸ ص ۲۲۱، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۰ھ)

اور سورۃ الفتح کی تفسیر میں حافظ ابن حجر نے صرف اتنا اضافہ کیا ہے:

شعبہ نے یہ بیان کیا ہے کہ اس حدیث کا جو حصہ حضرت انس سے مروی ہے وہ سند متصل کے ساتھ ہے اور اس کا جو حصہ عکرمہ سے مروی ہے وہ سند مرسل کے ساتھ مروی ہے۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۵۵۸، دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۰ھ)

واضح رہے کہ فقہاء احناف اور فقہاء مالکیہ کے نزدیک حدیث مرسل مطلقاً مقبول ہوتی ہے۔

علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے بھی اس حدیث کی شرح میں یہی کچھ لکھا ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۷ ص ۲۹۷، طبع جدید)

اسی طرح علامہ احمد قسطلانی متوفی ۹۱۱ھ نے بھی اس کی شرح میں صرف اتنا ہی لکھا ہے۔ (ارشاد الساری ج ۹ ص ۲۳۴، طبع جدید)

یہاں تک ہم نے مخالفین اعلیٰ حضرت کے اس اعتراض کی تقریر کی ہے جو انہوں نے اس حدیث پر کیا ہے جس سے اعلیٰ حضرت نے استدلال کیا ہے اور اس کو صحیح حدیث قرار دیا حتیٰ کہ اس حدیث کی بنیاد پر الاحقاف: ۹ کو الفتح: ۲ سے منسوخ قرار دیا ہے۔

اب ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی تائید سے اس اعتراض کا جواب بیان کرتے ہیں اور قوی دلائل سے یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

مصنف کی طرف سے متعدد حوالوں کے ساتھ حدیث مذکور کے صحیح ہونے پر دلائل:

قتادہ بن دعامہ متوفی ۱۱۸ھ کے متعدد شاگردوں نے ان سے اس حدیث کو

سنا ہے اور ان سے اس کو روایت کیا ہے۔ جب کہ قتادہ کے دوسرے شاگرد جو ثقہ اور ثبت ہیں، وہ قتادہ سے اس حدیث کو مکمل روایت کرتے ہیں اور کوئی استثناء نہیں کرتے اور مستند محدثین ان کی روایت کو اپنی صحیح اور معتبر کتب میں درج کرتے ہیں تو ان کی یہ روایت کیوں صحیح نہیں ہوگی اور کیوں غیر مقبول ہوگی؟ جب کہ محققین نے ان روایات کے صحیح ہونے کی تصریح بھی کر دی ہے۔

قتادہ بن دعامہ کے ایک شاگرد ہیں معمر بن راشد ازدی متوفی ۱۵٤ھ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں چودہ سال کی عمر سے قتادہ کی مجلس میں بیٹھ رہا ہوں اور میں نے ان سے جو حدیث بھی سنی وہ میرے سینے میں نقش ہے۔ ابو حاتم، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، العجلی، یعقوب بن شیبہ، نسائی وغیرہم نے ان کو اثبت، اصدق، ثقہ اور صالح لکھا ہے اور ائمہ ستہ ان سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۱۸ ص ۲۷۲۔ ۲٦۸، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، ۱٤۱٤ھ)

اور معمر بن راشد نے اس مکمل حدیث کو قتادہ سے روایت کیا ہے۔

از معمر از قتادہ از انس یہ حدیث ان کتابوں میں ہے: سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۲٦۳، اور امام ترمذی نے لکھا ہے: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام ابن حبان نے بھی اپنی "صحیح" میں از معمر از قتادہ اس حدیث کو روایت کیا ہے، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ٦٤١٠، امام احمد نے بھی از معمر از قتادہ اس کو روایت کیا ہے، مسند احمد ج ۳ ص ۱۹۷، طبع قدیم، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۲۹٦۹، مطبوعہ قاہرہ اس کے حاشیہ میں حمزہ احمد زین نے لکھا ہے: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ امام ابو یعلی تمیمی نے بھی از معمر از قتادہ اس حدیث کو روایت کیا ہے، مسند ابو یعلی رقم الحدیث: ۳۰٤٥، اس کے مخرج اور محقق حسین سلیم اسد نے بھی لکھا ہے اس کی سند صحیح ہے۔ امام ابن جریر نے بھی اسی سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے، جامع البیان رقم الحدیث: ۲٤۳٤٥، امام ابن

عبدالبر نے بھی اس سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (التمہید ج ۲ ص ۱٦۵)

"مسند احمد" ج ۲۰ ص ۳۳۵، رقم الحدیث: ۱۳۰۳٦، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱٤۱۸ھ میں بھی یہ حدیث موجود ہے اور اس کے محقق شیخ شعیب الارنؤط اور ان کے ساتھ دیگر محققین نے اس حدیث کے متعلق لکھا ہے:

اس حدیث کی سند امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور یہ حدیث "تفسیر عبدالرزاق" ج ۳ ص ۲۲۵ میں بھی مذکور ہے، (ہمارے پاس "تفسیر عبد الرزاق" کا جو نسخہ ہے اس کی جلد ۲ ص ۱۸۳ پر یہ حدیث اس سند کے ساتھ مذکور ہے، عبدالرزاق از معمر از قتادہ) اور اسی سند کے ساتھ یہ حدیث "ترمذی" رقم الحدیث: ۳۲٦۳ اور "مسند ابویعلیٰ" رقم الحدیث: ۳۰٤۵ میں مذکور ہے اور اسی سند کے ساتھ اس کو طبری نے بھی روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی سند یہ ہے: امام احمد از امام عبدالرزاق از معمر از قتادہ از حضرت انس رضی اللہ عنہم اور اس حدیث کا متن یہ ہے: حضرت انس (رض) بیان کرتے ہیں کہ جب ہم حدیبیہ سے واپس ہوئے تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر یہ آیت نازل ہوئی:

"لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ" (الفتح: ۲)

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: آج مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے تمام روئے زمین سے زیادہ محبوب ہے، پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مسلمانوں کے سامنے اس آیت کی تلاوت کی، مسلمانوں نے کہا: آپ کو مبارک ہو یارسول اللہ! بے شک اللہ عزوجل نے بیان فرمادیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا تو ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ پھر یہ آیت نازل ہوئی:

"لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" (الفتح: ۵)

قتادہ بن دعامہ کے ایک اور شاگرد ہیں ہمام بن یحییٰ بن دینار العوذی المتوفی ۱۶۳ھ، امام احمد بن حنبل، ابن مہدی، یحییٰ بن معین، عثمان بن سعید دارمی، محمد بن سعد وغیرہم نے ہمام کو اثبت، احفظ اور ثقہ لکھا ہے۔ ائمہ ستہ ان سے احادیث روایت کرتے ہیں۔(تہذیب الکمال ج ۱۹ ص ۳۰۵۔۳۰۱، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۴ھ)

امام احمد نے اس حدیث کو از ہمام از قتادہ از انس روایت کیا ہے۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۲۵۲۔۱۲۲ طبع قدیم، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۳۵۷۰۔۱۲۱۶۶، طبع قاہرہ)

اس کے حاشیہ پر حمزہ احمد زین نے لکھا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔ امام واحدی نے بھی اس سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔(اسباب النزول ص ۳۹۸)

امام بیہقی نے بھی اس سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

(دلائل النبوۃ ج ٤ ص ۱۰۸)

امام بغوی نے بھی اس حدیث کو ہمام از قتادہ سے روایت کیا ہے۔

(معالم التنزیل ج ٤ ص ۱۷۰)

"مسند احمد" ج ۱۹ ص ۲۵۷ رقم الحدیث: ۱۲۲۲۶، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۱۸ھ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ اس کے محقق اور مخرج شیخ شعیب الارنؤط دیگر محققین کے ساتھ اس حدیث کی تحقیق اور تخریج میں لکھتے ہیں:

یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

اس حدیث کو اس سند کے ساتھ امام واحدی نے "اسباب النزول" ص ۲۵۶ میں روایت کیا ہے (ہمارے پاس "اسباب النزول" کا جو نسخہ ہے اس کے ص ۳۹۸ پر یہ روایت ہے۔ سعید غفرلہٗ)۔ امام مسلم نے رقم الحدیث: ۱۷۸۷ میں اس کو روایت کیا ہے، امام طبری نے اس کو امام ابوداؤد طیالسی اور امام ابوعوانہ سے روایت کیا ہے ان کی سند ہے: عمرو بن عاصم از ہمام۔ امام عبد بن حمید نے اس کو رقم الحدیث: ۱۱۸۸ میں

اس کو روایت کیا ہے اور امام ابوعوانہ نے "مسند ابو عوانہ" ج ٤ ص ٢٤٨ - ٢٤٧ میں اور امام ابن حبان نے رقم الحدیث: ٣٧١ میں از حسن بصری از انس، اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

علاوہ ازیں علامہ احمد عبدالرحمن البنا نے بھی اس سند کے ساتھ اس حدیث کو "الفتح الربانی" ج ١٨ ص ٢٧٦ میں روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی سند یہ ہے: امام احمد از یزید بن ہارون از ھمام از قتادہ از انس اور اس کا متن یہ ہے: جب رسول اللہ (ﷺ) حدیبیہ سے واپس ہوئے تو آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: " انا فتحنا لك فتحا مبينا " الایۃ (الفتح: ١) تو مسلمانوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو جو اللہ نے آپ کو عطا کیا پس ہمارے لئے کیا ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی:"

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ الایۃ۔ (الفتح: ٥)

قتادہ بن دعامہ کے ایک اور شاگرد ہیں سعید بن ابی عروبہ العدوی المتوفی ١٥٧ھ۔ امام احمد، یحییٰ بن معین، ابوزرعہ، نسائی، ابوداؤد طیالسی وغیرہم نے ان کو ثقہ اور احفظ کہا ہے۔ ائمہ ستہ ان سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ٧ ص ٢٦٥ - ٢٦٢، مطبوعہ دارالفکر، بیروت، ١٤١٤ھ)

امام احمد نے از سعید از قتادہ از انس اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

(مسند احمد ج ٣ ص ٢١٥ طبع قدیم، مسند احمد رقم الحدیث: ١٣١٧٩، طبع قاہرہ)

اس کے حاشیہ میں حمزہ احمد زین نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

اس کے علاوہ یہ روایت مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث: ٣٢٠٤ - ٢٩٣٢ میں بھی ہے۔ اس کے محقق نے بھی لکھا ہے: اس کی سند صحیح ہے۔

(اسباب النزول للواحدی ص ٣٩٩، جامع البیان رقم الحدیث: ٢٤٣٤٤، سنن کبریٰ للبیہقی ج ٩ ص ٢٢٢)

یہ حدیث مسند احمد ج ۲۰ ص ۴۵۲، رقم الحدیث: ۱۳۲۴۶ میں بھی موجود ہے۔ اس کے محقق اور مخرج شیخ شعیب الارنؤط لکھتے ہیں:

یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام ابویعلیٰ نے رقم الحدیث: ۳۲۰۴۔۳۲۰۲۔۲۹۳۲ میں روایت کیا ہے، امام طبری نے اپنی تفسیر میں اور امام ابن حبان نے رقم الحدیث: ۳۷۰ میں اور امام بیہقی نے ج ۹ ص ۲۲۲ میں۔ اس حدیث کی سند یہ ہے کہ امام احمد از محمد بن بکر، از سعید و عبدالوہاب از سعید از قتادہ از انس بن مالک (رض)۔ اور اس حدیث کا متن یہ ہے: جب یہ آیت نبی (ﷺ) پر نازل ہوئی: "انا فتحنا لك فتحا مبينا" الایۃ (الفتح: ۱) تو آپ نے فرمایا: مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے، مسلمانوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمیں معلوم ہوگیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا پس ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ تب یہ آیت نازل ہوئی: "لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ" الایۃ۔ (الفتح: ۵)

قتادہ بن دعامہ کے ایک شاگرد ہیں شیبان بن عبدالرحمن تمیمی متوفی ۱۶۴ ھ۔ مشہور ائمہ حدیث نے ان کو ثقہ اور صدوق لکھا ہے اور ائمہ ستہ ان سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۸ ص ۴۱۷۔۴۱۴، مطبوعہ دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۴ھ)

امام بیہقی نے اس حدیث کو از شیبان از قتادہ از انس روایت کیا ہے۔

(سنن کبریٰ ج ۵ ص ۲۱۷)

قتادہ بن دعامہ کے ایک اور شاگرد ہیں حکم بن عبدالملک القرشی۔ امام بخاری نے "الادب المفرد" میں امام نسائی نے "خصائص نسائی" میں، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے اپنی "سنن" میں ان سے احادیث کو روایت کیا ہے، یہ اگرچہ ضعیف راوی ہے لیکن ان کی جن روایات کی متابعت کی گئی ہے، ان سے استدلال کرنا جائز ہے۔

(تہذیب الکمال ج ۵ ص ۹۳۔۹۲)

امام بیہقی نے از حکم بن عبد الملک از قتادہ از انس اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۵ ص ۲۱۷)

خلاصہ یہ ہے کہ قتادہ بن دعامہ کے شاگردوں میں سے معمر، ہمام، سعید، شیبان اور حکم بن عبد الملک نے اس پوری حدیث کو قتادہ سے سنا ہے اور اس پوری حدیث کو روایت کیا ہے اور صحاح اور سنن کے مصنفین نے ان کی روایات کو اپنی تصانیف میں درج کیا ہے اور ان کی اسانید کے متعلق محققین نے تصریح کی ہے کہ وہ صحیح ہیں۔ ماسوا حکم کی روایت کے لیکن ہم نے اس کو بطور تائید درج کیا ہے۔

علاوہ ازیں یہ حدیث قتادہ بن دعامہ کے علاوہ از ربیع بن انس بھی مروی ہے۔ لہٰذا اب اعتراض کی بنیاد ہی منہدم ہوگئی۔ امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ از ربیع از انس روایت کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

"وَمَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ" (الاحقاف:۹)

تو اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:

"لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ" (الفتح:۲)

تو صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے جان لیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا تو ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا" (الاحزاب:۴۷)

آپ نے فرمایا: فضل کبیر جنت ہے۔

(دلائل النبوۃ ج ۴ ص ۱۵۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۰ھ)

نیز امام ابن جریر نے اس حدیث کو تفصیل کے ساتھ عکرمہ اور الحسن البصری سے روایت کیا ہے۔

(جامع البیان رقم الحدیث: ۲۴۱۶۵، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

اعلیٰ حضرت کے جواب کی تقریر:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے "انباء المصطفیٰ" میں اس حدیث کو صحیح فرمایا ہے اور اس کو الاحقاف : ۹ کے لئے ناسخ قرار دیا ہے۔ بعض مخالفین نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ یہ حدیث غیر صحیح ہے کیونکہ شعبہ نے اس حدیث کا صرف ایک جملہ قتادہ سے سنا تھا اور باقی حصہ عکرمہ سے اور انہوں نے دونوں کو ملا کر قتادہ کی طرف منسوخ کر دیا۔ لیکن اس وجہ سے اس حدیث کو غیر صحیح قرار دینا درست نہیں ہے کیونکہ معمر، ہمام، سعید اور شیبان بھی قتادہ کے شاگرد ہیں اور صحاح ستہ کے راوی ہیں اور ان سے یہ ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے قتادہ سے یہ پوری حدیث نہیں سنی اور ان کی اس حدیث کو صحاح اور سنن کے مصنفین نے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے اور محققین نے ان کی ان روایات کو صحیح قرار دیا ہے، لہٰذا امام احمد رضا کا اس حدیث کو صحیح لکھنا برحق ہے۔ حدیث کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے مجھ پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ حدیث کی صحت پر جو اعتراض کیا جائے اس کو دور کروں۔ لہٰذا میں نے یہاں پر اس اعتراض کا جواب لکھ دیا ہے اور اعلیٰ حضرت سے قلت فہم حدیث کی تہمت دور کر دی ہے۔ (تبیان القرآن)

غلام رسول سعیدی لکھتا ہے: "الاحقاف : ۹ کو منسوخ ماننے پر مخالفین اعلیٰ حضرت کے ایک عقلی اعتراض کا جواب۔

یہاں تک جو ہم نے گفتگو کی اس میں یہ مباحث پوری تفصیل سے باحوالہ دلائل کے ساتھ آ گئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے الاحقاف : ۹ کے منسوخ ہونے پر "لیغفرلك الله" سے استدلال کیا اور یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اس آیت میں مغفرت کا تعلق آپ کے ساتھ ہے، "ترمذی" کی صحیح حدیث سے استدلال کیا۔ اس پر مخالفین نے یہ اعتراض کیا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اس کے ہم نے شافی

جوابات ذکر کر دیے۔ پھر اعلیٰ حضرت کے مخالفین نے اس استدلال پر عقلی طور سے یہ اعتراض کیا کہ الاحقاف: ۹ مکی ہے اور سورۃ الفتح مدنی ہے، اس سے لازم آئے گا کہ ایک طویل عرصہ تک تقریباً تیرہ سال تک آپ کو اپنی مغفرت کا علم نہیں ہوا۔ اس کا اولاً جواب یہ ہے کہ یہ صرف اعلیٰ حضرت نے نہیں کہا بلکہ بہت سے مفسرین اور محدثین نے کہا ہے، جن میں سے اکثر کے حوالے اس بحث کے شروع میں آ چکے ہیں۔

(تبیان القرآن)

مقصودی نکات: شیخ غلام رسول سعیدی بریلوی کی تحقیق سے درج ذیل نکات واضح ہوئے۔

1۔ احقاف آیت 9: وما ادری مایفعل بی ولا بکم۔
ترجمہ: اور نہ میں جانتا ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ (سورہ الفتح آیت 2)
لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
ترجمہ: تاکہ اللہ آپ کے لئے معاف فرما دے آپ کے اگلے اور پچھلے (بہ ظاہر) خلافِ اولیٰ سب کام (ترجمہ سعیدی) سے منسوخ ہے۔

2۔ وما ادری مایفعل بی ولا بکم، میں نفی علم اُمورِ آخرت کے بارے میں ہے نہ اُمورِ دنیا کے بارے میں۔

3۔ 6 ہجری تک نبی کریم ﷺ کو اپنی اور اپنے متعلقین کی آخرت اور مغفرت کا علم نہیں تھا۔ (معاذ اللہ) جب سورۃ فتح کی آیت لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ نازل ہوئی تب جا کر وما ادری مایفعل بی ولا بکم منسوخ ہوگئی اور آپ ﷺ کو اپنی آخرت کے انجام اور

مغفرت کا علم ہوا۔ (نعوذ باللہ)

4۔ اور بقول سعیدی احمد رضا خان بریلوی مفتی احمد یار خان گجراتی، صدرالافاضل نعیم الدین مرادآبادی، مفتی فیض احمد اُویسی وغیرہ بھی احقاف کی آیت مذکورہ بالا کو منسوخ قرار دے کر اسی خبط میں مبتلا ہیں۔ الخ

اہم فائدہ:

تمام محققین، مفسرین نے آیت وما ادری مایفعل بی ولا بکم کہ دو مفہوم درست ہیں۔

1۔ نفی علم کا تعلق امور دنیویہ سے ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ دنیا میں میرے ساتھ اور میرے مخالفین کے ساتھ کیا معاملات، واقعات پیش آئیں گے مجھے اس کی تفصیل کا علم نہیں۔ تفسیر ابن کثیر از ضحاک حسن بصری وغیرہ۔ کذافی المرقات ص456، ج2 معالم التنزیل ج4، ص59

2۔ اس آیت کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ نفی علم اُمورِ آخرت کی تفصیل کے بارے میں ہے نہ کہ اپنے خاتمہ یا نجاتِ آخرت اور مغفرت کے بارے میں ہے۔ یہ دونوں مفہوم درست ہیں اور دونوں صورتوں میں آپ ﷺ سے علم جمیع ماکان ومایکون کی نفی مستفاد ہے۔ جس کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب اتمام البرہان المعروف شواھد التوحید میں کردی ہے۔ وہاں ملاحظہ کرلی جائے۔

نوٹ: اس آیت کو منسوخ ماننے کی صورت میں دیگر کئی خرابیوں کے ساتھ ایک خرابی یہ بھی لازم آئے گی کہ سولہ سال اعلان نبوت کے بعد بھی آپ ﷺ کو اپنے خاتمہ نجات اور مغفرت کا علم نہیں تھا (معاذ اللہ) اور جب سورہ فتح نازل ہوئی تب

آپ ﷺ کو اپنی مغفرت کا علم ہوا۔ (معاذ اللہ) کما قالت العلماء البریلویہ

فیصلہ اعلیٰ حضرت:

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے یوں ہی اس کا قول کہ اپنے خاتمے کا بھی حال معلوم نہ تھا صریح کلمہ کفر وخسار اور بے شمار آیات قرآنیہ واحادیث متواترہ کا انکار ہے۔ الخ

نیز لکھتا ہے اپنے خاتمے کا حال حضور کو معلوم نہ ماننا صریح کفر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ص504، ج29)

تبصرہ:

بقول محقق سعیدی احمد رضا خان بریلوی مفتی احمد یار خان گجراتی، صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی، مفتی فیض احمد اُویسی وغیرہ علماء بریلویہ آیت احقاف کو منسوخ قرار دے کر آپ ﷺ کے بارے میں 6 ہجری تک اپنی مغفرت، نجاتِ آخرت سے بے علم ہونے کا نظریہ رکھ کر احمد رضا خان کے اپنے فتویٰ سے خان صاحب سمیت بھی مذکورین صریح کفر کے مرتکب ہوئے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

حقہ نوشی

تازیانہ نمبر150: احمد رضا خان لکھتا ہے "اگر کھانے کی ابتداء میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آ جائے فوراً بسم اللہ علی اولہ واخرہ پڑھ لے شیطان اسی وقت قے کر دیتا ہے۔ اور بفضلہ میں بھوکا ہی مارتا ہوں یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور جب چھالیہ منہ میں ڈالی تو بسم اللہ شریف ہاں حقہ پیتے وقت نہیں

پڑھتا۔" (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص 253)

مقصودی نکتہ:

ملفوظ نا مسعود سے واضح ہوا خان صاحب حقہ نوش فرماتے تھے۔

حقہ نوشی کا حکم:

بریلوی محقق نظام الدین لکھتا ہے ۔

یہ حقہ بڑبڑ کرتا ہے یہ شیطون کا خایہ ہے
یہ لمبا کانا ایسا ہے جیسا شیطون ذکر چھپایا ہے
کتنے پیر پیغمبر گزرے کسے نہ دھواں کھایا ہے
ہن ملاں قاضی پیون لگے انہاں بھی دین ونجایا ہے

(انوار شریعت ص 329، ج 1)

ایک شخص نے صرف حقہ مہمانوں کے لئے اپنے گھر میں بنا رکھا تھا اور اس سبب سے وہ آپ کی زیارت سے محروم رہا۔ (انوار شریعت ص 329، ج 1)

تبصرہ:

نظام الدین ملتانی کی تحقیق کی رو سے خان صاحب بریلوی حقہ پی کر بے دین آپ ﷺ کی زیارت سے محروم تھے۔ اور شیطان کا ذکر اپنے منہ میں رکھا کرتے تھے۔

انکارِ نبوت

تازیانہ نمبر 151: قرآن کی وہ آیات جن میں رب کائنات نے فرمایا۔
"میرے پیغمبر ﷺ آپ اعلان فرما دیں کہ میں غیب نہیں جانتا" یا ایسی احادیث جن میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ "میں غیب نہیں جانتا" ان کا جواب دیتے ہوئے حکیم

اُمت بریلویہ لکھتے ہیں کہ:

"یہ کلام تواضع اور انکسار کے طور پر بیان فرمایا گیا ہے"۔

(جاء الحق ص 59)

"اولاً یہ کہ اگر کوئی ہمارے سامنے ہماری تعریف کرے تو بطور انکسار کہتے ہیں۔ ارے میاں! یہ باتیں چھوڑو وہی باتیں کرو۔ یہ بھی انکسار فرمایا"۔

(جاء الحق ص 122)

ان عبارتوں کو بغور پڑھنے کے بعد دوسرا رخ دیکھئے۔

"معلوم ہوا کہ علم غیب نبی کے معنی میں داخل ہے۔ مگر مغیبات کا مطلق علم تفصیلی بعطائے الٰہی ضرور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے ثابت ہے انبیاء سے اس کی نفی مطلقاً ان کی نبوت ہی سے منکر ہونا ہے۔" (جاء الحق ص 85)

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:۔"جو کہے کہ انبیاء کو غیب کے علم نہ دیئے گئے وہ کافر ہے کہ نبوت کا منکر ہے۔ آئمہ دین فرماتے ہیں نبی وہی ہے جو غیب پر مطلع ہو۔" (فتاویٰ رضویہ ص 334، ج 29)

نیز لکھتا ہے مگر مغیبات کا مطلق علم تفصیلی بعطائے الٰہی ضرور تمام انبیاء کرام کے لیئے ثابت ہے انبیاء سے ان کی نفی مطلقاً ان کی نبوت سے ہی منکر ہونا۔

(احکام شریعت ص 255)

تبصرہ:

مفتی احمد یار خان اور احمد رضا خان کی تحقیق کی رو سے علم غیب نبوت کے معنی میں داخل ہے، علم غیب کا انکار نبوت کا انکار ہے۔ اور آپ سے علم غیب کی نفی بطور انکسار کے ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ ﷺ نے بطور انکسار اپنی نبوت کا انکار کر دیا۔ (معاذ اللہ) آپ ﷺ کی نبوت کا منکر بالاتفاق کافر ہے۔ خان صاحب بریلوی،

مفتی احمد یار اپنے فتویٰ کی رو سے اپنی تکفیر سازی مہم کا شکار ہوئے۔

مگر رضا خانیوں پر کشادہ ہیں راہیں
منسوب کریں پیغمبرؐ کی طرف جو چاہیں

انکارِ قرآن

تازیانہ نمبر152: خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:۔

ان ساتوں آیتوں کا حاصل ارشاد یہ ہے کہ کافر اگر کوئی بظاہر نیک کام مثل تصدق وغیرہ کرے بھی تو اس کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے، آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں وہاں انہیں کچھ ہاتھ نہ آئے گا، جنت کا کھانا پینا کافروں کے لئے حرام ہے، پاکیزہ رزق اور زینت کے سامان آخرت میں خاص مسلمانوں کے لئے ہیں، کافروں کے اعمال کو اللہ تعالیٰ برباد کر کے ایسا کر دیتا ہے کہ جیسے روزن میں دھوپ آئے تو اس کے اندر ریزے سے اُڑتے نظر آتے ہیں، اور ہاتھ میں لو تو کچھ نہیں، کافروں کے اعمال کی یہ مثال ہے کہ سخت شدید آندھی کے دن کہیں کچھ راکھ پڑی ہو جسے آندھی کے جھونکے اڑا لے گئے کہ اب وہ ذرے بھی نہیں دکھائی دیتے کچھ ہاتھ آنا تو بڑی بات ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص707، ج14)

☆.....پیر کرم شاہ بھیروی لکھتا ہے:۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خبر جب ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اسے دی تو اپنے بھتیجے کی ولادت کی خوشخبری سن کر اس نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔ اگرچہ اس کی موت کفر پر ہوئی اور اس کی مذمت میں پوری سورت نازل ہوئی لیکن میلاد مصطفیٰ پر اظہار مسرت کی برکت سے ہر سوموار کو اسے پانی کا گھونٹ پلایا جاتا ہے۔"

اور اس کے عذاب میں بھی اس روز تخفیف کی جاتی ہے۔

حافظ الشام شمس الدین محمد بن ناصر نے کیا خوب کہا ہے۔

ترجمہ: "جب ایک کافر جس کی مذمت میں پوری سورت "تبت یدا" نازل ہوئی اور جو تا ابد جہنم میں رہے گا۔ اس کے بارے میں ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت پر اظہار مسرت کی برکت سے ہر سوموار کو اس کے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے تو تمہارا کیا خیال ہے اس بندے کے بارے میں جو زندگی بھر احمد مجتبیٰ کی ولادت باسعادت پر خوشی مناتا رہا اور کلمہ توحید پڑھتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوا۔"

(ضیاء النبی ﷺ ص 55، ج2)

☆......مفتی احمد یار گجراتی لکھتا ہے:۔

"یہ تو مقبول بندوں کا ذکرے تھا۔ کفار نے بھی ولادت پاک کی خوشی منائی۔ تو کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل ہی کر لیا۔"........ جب ابولہب مر گیا تو اس کو بعض گھر والوں خواب میں برے حال میں دیکھا پوچھا کیا گزری ابولہب بولا کہ تم سے علیحدہ ہو کر مجھے کوئی خیر نصیب نہیں ہوئی ہاں مجھے اس کلمے کی انگلی سے پانی ملتا ہے کیونکہ میں نے ثویبہ لونڈی کو آزاد کیا تھا۔

بات یہ تھی کہ ابولہب حضرت عبداللہ کا بھائی تھا۔ اس کی لونڈی ثویبہ نے آکر اس کو خبر دی کہ آج تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند (محمد رسول اللہ) پیدا ہوئے۔ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ اس نے خوشی میں اس لونڈی کو انگلی کے اشارہ سے کہا کہ جاؤ تو آزاد ہے۔ یہ سخت کافر تھا۔ جس کی برائی قرآن میں آرہی ہے۔ مگر اس خوشی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ کرم کیا کہ جب دوزخ میں وہ پیاسا ہوتا ہے تو اپنی اس انگلی کو چومتا ہے۔ پیاس بجھ جاتی ہے۔ حالانکہ وہ کافر تھا۔ ہم مومن۔ وہ دشمن تھا۔ ہم ان کے بندے بے دام اس نے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی۔ نہ کہ رسول اللہ کی، ہم رسول اللہ کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ ولہ وسلم، تو وہ

کریم ہیں ہم ان کے بھکاری وہ کیا کچھ نہ دیں گے۔

(جاء الحق ص 235، ج 1)

نوٹ: خان صاحب بریلوی نے خود واقعہ ابولہب کو درست کہہ کر اس کا دفاع کیا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ) اور تقریباً تمام علماء بریلویہ نے اس واقعہ سے استدلال کیا ہے۔

تبصرہ:

خان صاحب بریلوی کا دعویٰ ہے کہ سات آیات مبارکہ میں تصریح ہے کہ کسی کافر کا کوئی عمل نفع نہیں دے گا۔ جبکہ خان صاحب سمیت تمام علماء بریلویہ ابولہب کافر کے عمل میلاد کا نفع دینا زور شور سے نہ صرف ثابت کرتے ہیں بلکہ اس کو میلاد کی دلیل بنا کر اس سے استدلال کر رہے ہیں اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو خان صاحب بریلوی کے دعویٰ کو سچ تسلیم کر کے سات آیات پر ایمان لایا جائے اور خان صاحب سمیت جن علماء بریلویہ نے ابولہب کے عمل میلاد کو ابولہب کے لیے نافع ثابت کر کے اس اسے استدلال کیا ان کو ان سات آیات کے انکار کی وجہ سے کافر قرار دیا جائے۔ یا پھر احمد رضا خان کو سات آیات کا معنیٰ غلط کرنے اور تحریف کرنے کے جرم میں بد دین اور یہودی قرار دیا جائے۔ جو صورت بھی فرض کی جائے خان صاحب بریلوی اپنی تحریر کی رو سے کفر سے بچ نہیں سکتے۔ **فافهم وتفکر**

فیصلہ رضا

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے "جو شخص قرآنِ مجید یا اس کے کسی حرف کی گستاخی یا اس کا انکار یا اس کی کسی بات کی تکذیب یا جس بات کی قرآن نے نفی فرمائی اس کا اثبات یا جس کا اثبات فرمایا اس کی نفی کرے دانستہ یا اس میں کسی طرح کا شک لائے وہ باجماع تمام علماء کے کافر ہے۔" (فتاویٰ رضویہ ص 211، ج 15)

تازیانہ نمبر153: تنقید اقتدار

مفتی اقتدار خان نعیمی گستاخ گروہوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کسی نے لکھا کہ معراج میں نبی کریم ﷺ لامکان پر نہ چڑھ سکے تو غوثِ پاک کی روح نے کندھا دے کر چڑھایا۔ (معاذ اللہ معاذ اللہ) (فتاویٰ نعیمیہ)

نیز یہی مفتی صاحب لکھتا ہے:۔

"کوئی بدنصیب کہتا ہے معاذ اللہ نبی کریم ﷺ لامکان پر نہ چڑھ سکے تو حضرت غوثِ اعظم کی روح نے کندھا دیا اور چڑھایا اور وہابی گستاخ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے معراج میں نبی کریم ﷺ سے فرمایا السلام علیك ایها النبی ہم التحیات میں اسی سلام کی نقل اور یادگار مناتے ہیں، کیا حماقت ہے۔

(تنقیداتِ علی مطبوعات ص115)

بدفِ تنقید

احمد رضا خان لکھتا ہے:۔

سوال:۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان اقوال کے باب میں، اوّل ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ شبِ معراج میں حضرت ﷺ کو حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرش معلّٰی پر اپنے اوپر سوار کر کے پہنچایا یا کندھا دے کر اوپر جانے کی معاونت کی یعنی یہ کام اوپر جانے کا براق اور جبرائیل علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ سے انجام کو نہ پہنچا۔

حضرت غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی۔

الجواب:۔ رہا شب معراج میں روح پرفتوح حضور غوثِ الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حاضر ہو کر پائے اقدس حضور سید عالم ﷺ کے نیچے گردن رکھنا اور وقت رکوب براق یا صعود عرش بننا شرعاً وعقلاً اس میں بھی کوئی استحالہ نہیں سدرۃ المنتہٰی اگر منتہائے

عروج ہے تو باعتبار اجسام نہ بنظر ارواح عروج روحانی ہزاروں اکابر اولیاء منکر بلکہ مافوق العرش تک ثابت وواقع جس کا انکار نہ کرے گا مگر علوم اولیاء کا منکر۔

(عرفانِ شریعت ص98)

تبصرہ:

مفتی اقتدار جانشینِ حکیم اہلِ بدعت کی تنقید کی رو سے معراج کی رات شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے کندھا دینے والی حکایت کا قائل بے ادب، گستاخ اور بد بخت بدنصیب ہے۔اور خان صاحب بریلوی نے نزدیک کندھا دینے والی روایت درست ہے،اور شرعاً وعقلاً اس میں کوئی استحالہ نہیں تو امام اہل بدعت خان صاحب بریلوی مفتی اقتدار احمد بریلوی کے فتویٰ کی رو سے بے ادب، گستاخِ رسول ﷺ اور بدنصیب قرار پائے۔

تازیانہ نمبر154:تنقید اقتدار

مفتی اقتدار نعیمی خان صاحب بریلوی کے ایک کفریہ شعر کی تاویل کرتے ہوئے پیر نصیر الدین کو خطاب کر کے لکھتا ہے:۔اسی طرح اگلے صفحہ 255 پر آپ نے حدائق بخشش دوم کے صفحہ 10 سے کچھ اشعار نقل فرمائے ہیں جس سے پہلا شعر اس طرح لکھا گیا ہے:

ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہاں!
وہ طبقہ مجملا فاضل ہے یا غوث
مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل
بحکمِ اولیاء باطل ہے یاغوث
کوئی سالک ہے یا واصل ہے یاغوث
وہ کچھ بھی ہو ترا واصل ہے یاغوث

تو اپنے وقت کا صدیق اکبر
غنی وحیدر و عادل یا غوثؒ

(لطمۃ الغیب علی ازالۃ الریب ص 255)

یہ شعر کاتب کی غلطی سے اس طرح لکھا گیا ہے اور خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم کے سراسر خلاف ہے۔ اصل شعر اس طرح ہونا چاہیئے: ہے تبع تابعی سے تو فزوں تر' وہ طبقہ مجملا فاضل ہے یا غوث۔ کیونکہ اس سے اوپر والا شعر ہماری اس تبدیلی واصلیت کو ثابت کر رہا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلا شعر اس طرح ہے: صحابیت ہوئی پھر تابعیت، بس آگے قادری منزل ہے یا غوث، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی امام اہلِ سنت پہلے تو حدیث وشریف کے مطابق شعر بنائیں اور پھر ایک دم غیر شرع خلاف شریعت پاک ایک شعر لکھ دیں اور پھر ایک نہیں دو نہیں سو یا ہزار نہیں بلکہ ہزاروں تابعی سے جس میں تقریبا سب ہی تابعین آ گئے، اگر کوئی شخص ہماری اس اصلی تبدیلی کو نہ مانے تو پھر قرآن وحدیث یا فقہ سے ثابت کرے کہ کس تابعی کا درجہ غوث پاک سے فزوں تر نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی نہ دکھا سکے گا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ اتنی بڑی خاندانی موروثی علمی شخصیت ایسی چشم پوشی کر گئی ایسی چشم پوشیوں سے دو نقصان ہوتے ہیں (1) اپنوں میں بدعقیدگی اور غیروں میں نفرت پیدا ہوتی ہے اس تجاوز حدود سے ہمیشہ گستاخوں اور گستاخیوں نے جنم لیا ہے۔ (العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ ص 301)

تبصرہ:

مفتی اقتدار نعیمی نے خان صاحب بریلوی کے اس شعر کا معنی کرتے ہوئے تحریر کیا کہ اس شعر میں شیخ عبد القادر جیلانی کو تقریبا سب تابعین سے افضل قرار دیا گیا، جو حدیث کی صریح مخالفت ہے، اور نہ صرف گستاخی ہے بلکہ گستاخیوں کا مصدر

ہے۔ مفتی اقتدار نے البتہ شعر مذکور کو تو رد کیا لیکن اعلیٰ حضرت کو کفر سے بچانے کے لیے کاتب کی غلطی کا بہانہ بنایا۔ مفتی اقتدار صاحب کی یہ تاویل تب معتبر ہوتی کہ حدائق بخشش کے کسی نسخہ میں شعر درست لکھا ہوتا۔ جبکہ ہمارے معلومات کے مطابق حدائق بخشش اور اس کی شروحات میں اسی طرح کفریہ شعر لکھا ہوا مذکور ہے۔ لہٰذا مفتی اقتدار کی یہ تاویل خان صاحب کو کفر سے بچانے سے قاصر ہے۔

تازیانہ نمبر155: امام اہل بدعت احمد رضا خان لکھتا ہے:۔

مسئلہ ۱۸۱: از حیدر آباد دکن محلہ افضل گنج اقامت گاہ مفتی لطف اللہ صاحب علی گڑھ جج ریاست حیدر آباد مرسلہ جناب صاحبزادہ مولوی سید احمد اشرف میاں صاحب متوطن کچھوچھا شریف ضلع فیض آباد، شاگرد رشید مفتی صاحب مذکور ۳ محرم الحرام شریف ۱۳۱۴ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ بندوق کی گولی سے مارا شکار حلال ہے یا حرام، گولی کو حلت صید میں تیر کا حکم ہے یا نہیں؟ لمبی شکل کی جو گولیاں ہوتی ہے ان کا کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:۔ بندوق کی گولی دربارہ حلت صید حکم تیر میں نہیں، اس کا مارا ہوا شکار مطلقا حرام ہے۔ کہ اس میں قطع وخرق نہیں، صدم ودق وکسر وحرق ہے۔

شامی میں ہے:

لا یخفی ان الجرح بالرصاص انما ہو بالاخراق، والثقل بواسطۃ اندفاعہ العنیف اذ لیس لہ حد فلا یحل وبہ افتی ابن نجیم۔

یہ مخفی نہیں کہ تانبے کی گولی کا زخم اس کے جلانے اور ثقل کی وجہ سے ہے جو بذریعہ شدید دباؤ کے حاصل ہوتا ہے کیونکہ دھار نہیں ہوتی تو شکار حلال نہ ہوگا، اور یہی ابن نجیم کا فتویٰ ہے۔ (ردالمحتار کتاب الصید دار احیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۳۰۴)

مطلول شکل کی جو گولیاں ہیں اولاً وہ بھی دھاردار نہیں ہوتی بلکہ تقریباً بیضوی شکل پر بنی جاتی ہیں، اور آلہ کا حدید یعنی تیز ہونا اگرچہ شرط نہیں مگر محدد یعنی باڑھ دار ہونا کہ قابل قطع وخرق ہو ضرور ہے۔ ثانیاً اگر بالفرض گولی تیر کی طرح دھاردار رہی بنائی جائے اور اسے بطور معہود بندوق سے سر کریں جب بھی ثبوت حلت میں نظر ہے کہ صرف دھاردار کا وجود ہی کافی نہیں، بلکہ تیقن بھی ضروری ہے، اس کی دھار سے قطع ہونا ہی باعث قتل ہوا۔ اور یہاں ایسا نہیں کہ اس کا احراق وصدمہ شدید قاتل ہے کما سمعت أنفا (جیسا کہ ابھی آپ نے سنا۔ ت) تو محتمل کہ یہی وجہ قتل ہوا ہو، نہ قطع، اور بحالت شک واحتمال حکم حرمت ہے۔

ہدایہ میں ہے:

الاصل فی ھذہ المسائل ان الموت اذا کان مضافا الی الجرح بیقین کان الصید حلالا. واذا کان مضافا الی الثقل بیقین کان حراما. وان وقع الشک و لایدری مات بالجرح او بالثقل کان حراما احتیاطا.

ان مسائل میں قاعدہ یہ ہے کہ اگر موت یقینی طور پر زخم کی طرف منسوب ہو تو شکار حلال ہے، اور اگر وہ ثقل کی طرف منسوب ہو تو یقینا حرام ہے، اور اگر شک ہو اور معلوم نہ ہو کہ زخم سے مرا ہے یا ثقل سے تو احتیاطا حرام ہے۔

(الہدایۃ کتاب الصید مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/۵۰۹)

اسی میں ہے:

لایوکل مااصابه البندقة فمات بها لانها تدق وتکسر ولا تجرح و کذلك ان رماه بحجر و کذلك ان جرحه. قالوا تاویله اذا کان ثقیلا وبه حدة لاحتمال انه

قتلہ بثقلہ۔ الخ. واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندوق لگنے سے ہلاک شدہ کو نہ کھایا جائے کیونکہ وہ دباؤ سے توڑتی ہے زخم نہیں کرتی، اور اسی طرح اگر پتھر مارا اور دباؤ سے زخمی ہوا، وضاحت یہ ہے کہ اگر پتھر بھاری ہو اور اس کی دھار ہو تو حرام ہے کیونکہ احتمال ہے کہ ثقل کے دباؤ سے ہلاک ہوا ہو، اس لئے حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الہدایہ کتاب الصید ۴/ ۵۰۸ و ۵۰۹) (فتاویٰ رضویہ ج20، ص343/ 344)

خلیفہ اعلیٰ حضرت امجد علی بریلوی لکھتا ہے:

"بندوق کا شکار مر جائے یہ بھی حرام ہے کہ گولی یا چھرا آلہ جارحہ نہیں' بلکہ اپنی قوت مدافعت کی وجہ سے توڑا کرتا ہے۔" (بہار شریعت ج ۱۷ 'ص ۲۳)

مقصودی نکتہ:

خان صاحب بریلوی اور ان کے خلیفہ امجد علی بریلوی کے نزدیک بندوق سے مارا ہوا شکار مطلقاً حرام ہے۔

بریلوی محقق غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:۔ قرآن مجید' احادیث صحیحہ اور فقہاء احناف کے قواعد کی روشنی میں مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔ قرآن مجید نے شکار کی حلت کا مدار شکار کو زخمی کرنا قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل احل لکم الطیبت وما علمتم من الجوارح مکلبین

(المائدہ:٤)

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو تم نے زخمی کرنے والے جانور سدھا لیے ہیں۔

الجوارح جارحہ کی جمع ہے اور جارحہ زخمی کرنے والے جانور کو کہتے ہیں اور

شکاری جانور کا کیا ہوا شکار اسی وقت حلال ہوتا ہے جب وہ شکار کو زخمی کرے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جوارح کے کیے ہوئے شکار کو کھانے کا حکم دیا ہے اور جب مشتق پر حکم لگایا جائے تو مشتق کا ماخذ اشتقاق سے بھی چونکہ شکار زخمی ہوتا ہے' اس لیے آیت شکار کے حلال ہونے کی علت اس کو زخمی کرنا ہے اور بندوق کی گولی یا اس کے چھروں سے بھی چونکہ شکار زخمی ہوتا ہے' اس لیے آیت کی تصریح کے مطابق بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور یہ موقوذ نہیں ہے' کیونکہ موقوذ ہوتا ہے جو چوٹ سے مرے' اس کو زخم آئے اور نہ اس سے خون بہے۔

احادیث صحیحہ کی روشنی میں بھی بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے۔ امام مسلم' حضرت عدی بن حاتم (رض) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

> اذا رمیت بالمعراض فخرق فکله واذا اصابه بعرضه فلاتاکله۔
>
> ترجمہ: جب تم شکار معراض پھینکو اور معراض شکار میں نفوذ کر جائے تو اس کو کھالو اور اگر شکار معراض کے عرض سے مرے تو اس کومت کھاؤ۔ (صحیح مسلم' ج ۲' ص ۱۴۵)

اور بندوق کی گولی اور چھرے بھی شکار میں نفوذ کر جاتے ہیں اس لیے بندوق سے مارا ہوا شکار جائز ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

اگر یہ کہا جائے کہ یہ فخرق ("ر" کے ساتھ) ہے تو اس کا معنی ہے جانور میں سوراخ کرنا۔ (فتح الباری' ج ۹' ص ۶۰۰' مطبع لاہور)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ لفظ "ر" کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے نفوذ کرنا اور بندوق

کی گولی میں نفوذ کر جاتی ہے اور اگر یہ لفظ (ر) کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے سوراخ کرنا اور پھاڑنا اور بندوق کی گولی شکار کو پھاڑ دیتی ہے اور اس میں سوراخ کر دیتی ہے۔ لہٰذا اس حدیث کے مطابق پر تقدیر پر بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے جس آلہ سے بھی جانور کا خون بہہ جائے وہ جائز ہے اور ذبیحہ اور شکار حلال ہے۔ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت رافع بن خدیج (رض) بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! کل ہم دشمن سے مقابلہ کریں گے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا جلدی کرنا۔ یا فرمایا اس کو جلدی ذبح کرنا (تاکہ وہ طبعی موت نہ مر جائے) جس چیز کا خون بہایا جائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے گا اس کو کھالو' مگر دانت اور ہڈی نہ ہوں۔ دانت کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ (اس غزوہ میں) ہم کو مال غنیمت میں بکریاں اور اونٹ ملے۔ ان میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا' ایک شخص نے اس کو تیر مارا' سو (اللہ نے) اس اونٹ کو روک دیا۔ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا ان اونٹوں میں سے بعض اونٹ وحشی جانوروں کی طرح ہیں' جب ان میں سے کوئی تم پر غالب آ جائے تو اسی طرح کیا کرو۔"

(صحیح بخاری' ج ۲' ص ۸۲۸' مطبوعہ کراچی)

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت رافع بن خدیج (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا دانت اور ناخن کے سوا جو چیز بھی خون بہا دے اس (کے مارے ہوئے) کو کھالو۔ (صحیح بخاری' ج ۲ ص ۸۲۸' مطبوعہ کراچی)

بندوق کی گولی ناخن اور ہڈی نہیں ہے اور جانور کا خون بہا دیتی ہے۔ لہٰذا اس حدیث کے مطابق اس کا مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔ بندوق

سے مارے ہوئے شکار کے حلال ہونے پر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ حدیث میں ہے۔ جب جانور "معراض" کی دھار سے مرے تو اس کو کھا لو اور جب وہ معراض کے عرض سے مرے تو وہ وقیذ ہے' اس کو مت کھاؤ۔ (صحیح مسلم' ج ۲' ص ۱۴۵' مطبوعہ کراچی)

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی اور چھروں میں چونکہ دھار نہیں ہوتی' اس لیے اس لیے بندوق سے مارا ہوا جانور وقیذ ہے اور حلال نہیں ہے۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباس (رض) سے موقوذہ کی یہ تفسیر نقل کی ہے موقوذہ وہ جانور ہے جس کو لکڑیوں کی ضرب سے مار کر ہلاک کیا جائے۔ (صحیح بخاری' ج ۲ ص ۸۲۳)

اور جو جانور معراض کے عرض سے مارا جائے' وہ وقیذ ہے۔ اس کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: کیونکہ اس صورت میں وہ معراض بھاری لکڑی' پتھر اور بھاری چیز کے حکم میں ہے۔ (فتح الباری' ج ۹' ص ۶۰۰' مطبوعہ لاہور)

خلاصہ یہ ہے کہ موقوذہ وہ جانور ہے جس کو کسی بھاری اور وزنی چیز کی ضرب سے مار کر ہلاک کیا جائے اور بندوق کی گولی یا چھرے بھاری اور وزنی نہیں ہوتے' اس لیے ان سے مارا ہوا جانور موقوذہ نہیں۔ بندوق کی گولی نوکدار ہوتی ہے' اس لیے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ البتہ بندوق کے چھروں میں نوک نہیں ہوتی لیکن چونکہ وہ گوشت کو پھاڑتے ہیں اور خون بہاتے ہیں' اس لیے وہ دھار والی چیز کے حکم میں ہیں۔ اس لیے بندوق کی گولی یا چھروں سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

یہ ملحوظ رہے کہ بعض صحابہ اور فقہاء تابعین غلیل کی گولی سے مارے ہوئے شکار کو بھی جائز اور حلال کہتے ہیں۔ جبکہ غلیل کی گولی سے جانور کے زخم آتا ہے نہ خون بہتا ہے اور ہمارے نزدیک اس کی وقیذ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اس کے باوجود

جب غلیل میں گولی سے مارے ہوئے شکار کی حرمت متفق علیہ نہیں ہے تو بندوق کی گولی یا چھروں سے مارے ہوئے شکار کو حرام کہنا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے؟

امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ روایت کرتے ہیں:

ابن مسیب کہتے ہیں کہ جس وحشی جانور کو تم نے پتھر' غلیل کی گولی یا پتھر سے مارا' اس کو کھالو۔

ابن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر نے کہا جب تم پتھر یا غلیل کی گولی مارو اور بسم اللہ پڑھ لو تو پھر کھالو۔

ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ابن ابی لیلیٰ کے بھائی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے غلیل کے ساتھ ایک پرندہ یا شکار مارا' پھر میں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے اس کے متعلق سوال کیا' انہوں نے مجھے اس کو کھانے کا حکم دیا۔

ابن طاؤس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے معراض کے شکار کے متعلق یہ کہا۔

جب معراض شکار میں نفوذ کر جائے تو پھر اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے' اگر تم نے ایسا تیر مارا جس میں لوہا (یا دھار) نہیں تھا اور شکار گر گیا تو اس کو کھالو۔

(مصنف عبدالرزاق ج ٤ ص ٤٧٧' ٤٧٤' مطبوعہ بیروت)

ان آثار سے یہ واضح ہوگیا کہ بعض صحابہ اور فقہاء تابعین غلیل کی گولی اور بغیر لوہے کے تیر سے مارے ہوئے شکار کو حلال اور جائز کہتے تھے۔ اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ غلیل کی گولی اور بغیر دھار کے تیر سے مارے ہوئے شکار کی حرمت بھی قطعی' یقینی اور اتفاقی نہیں ہے۔ اور بندوق کی گولی سے مارے ہوئے شکار کو بھی اگرچہ بعض متاخرین فقہاء نے موقوذہ قرار دے کر حرام کہا ہے' لیکن یہ ان کی اجتہادی خطا ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ بندوق کی گولی سے مارا ہوا شکار قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی

روشنی میں حلال اور طیب ہے۔ (تبیان القرآن، ج3، ص80)

مقصودی نکتہ:

غلام رسول سعیدی کے نزدیک بندوق کی گولی سے مارا ہوا شکار قرآنِ مجید اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں حلال اور طیب ہے۔

تبصرہ:

غلام رسول سعیدی بریلوی کی تحقیق کی رو سے خان صاحب بریلوی نے قرآنِ مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت شدہ حلال کو مطلقاً حرام قرار دیا۔ اب خان صاحب بریلوی کا اپنا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

فیصلہِ رضا

☆......جو شخص قرآنِ مجید یا اس کے کسی حرف کی گستاخی یا اس کا انکار یا اس کی کسی بات کی تکذیب یا جس بات کی قرآن نے نفی فرمائی اس کا اثبات یا جس کا اثبات فرمایا اس کی نفی کرے دانستہ یا اس میں کسی طرح کا شک لائے وہ باجماع تمام علماء کے کافر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص211، ج15)

☆......حلال کو حرام، حرام کو حلال ٹھہرانا ائمہ حنفیہ کے مذہب راجح میں مطلقاً کفر ہے......، اللہ عزوجل کفار کا بیان فرماتا ہے:

لایحرمون ما حرم اللہ ورسولہ۔ جسے اللہ ورسول نے حرام فرمایا کافر اسے حرام نہیں ٹھہراتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج14، ص147)

تبصرہ:

محقق سعیدی کی تحقیق کی رو سے بندوق کی گولی سے مارا ہوا شکار قرآن واحادیث کی نصوص سے حلال ہے تو خان صاحب بریلوی اپنے فتویٰ کی رو سے قرآن

پاک سے ثابت شدہ اس حلال کو حرام قرار دیکر بقولِ خود اور آئمہ حنفیہ کے نزدیک کافر قرار پائے۔

مذہبِ امام کا انکار

تازیانہ نمبر156: بریلوی محقق غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:۔

امام ابوحنیفہ نے عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے کو مطلقاً مکروہ قرار دیا ہے خواہ متصل روزے رکھے جائیں یا منفصل تا کہ فرض پر زیادتی کے ساتھ تشبیہ نہ ہو لیکن حدیث صحیح میں اس کی فضیلت اور استحباب ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ ہمیشہ روزے رکھنے کی مثل ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۱۶۴)

لیکن چونکہ امام اعظم (رح) کا یہ قول حدیث صحیح کے خلاف ہے اس لیے علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ نے لکھا ہے کہ لیکن عام متاخرین فقہاء کے نزدیک شوال کے چھ روزے رکھنے میں مطلقاً کوئی کراہت نہیں ہے۔

(البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۸)

علامہ ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ علامہ طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ اور علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ سب نے اسی طرح لکھا ہے اور ان روزوں کو مستحب قرار دیا ہے۔

اسی طرح امام محمد نے امام ابوحنیفہ سے یہ روایت کی ہے کہ لڑکے کا عقیقہ کیا جائے نہ لڑکی کا۔ (الجامع الصغیر ص ۵۳۴)

اور تمام فقہاء احناف نے عقیقہ کرنے کو مکروہ یا مباح لکھا ہے۔

(بدائع الصنائع ج ۵ ص ۶۹ عالمگیری ج ۵ ص ۳۶۲)

لیکن چونکہ بہ کثرت احادیث سے عقیقہ کا سنت ہونا ثابت ہے اس لیے امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ نے لکھا ہے کہ عقیقہ سنت ہے۔

(فتاوی رضویہ ج ۸ ص ۵۴۲ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

مقصودی نکتہ:

شوال کے روزوں میں محقق سعیدی اور مسئلہ عقیقہ میں خان صاحب بریلوی نے امام ابوحنیفہؒ کے قیاس کو ناحق قرار دیکر رد کر دیا۔

فیصلہ رضا

☆۔۔۔۔۔احمد رضا خان لکھتا ہے:۔ "یعنی جو شخص کہے کہ امام ابوحنیفہ کا قیاس حق نہیں وہ کافر ہو جائے گا۔ ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے۔" (فتاویٰ رضویہ ص 602، ج 27)

تائیدِ ملتانی

☆۔۔۔۔۔بریلوی محقق نظام الدین ملتانی لکھتا ہے:۔

سوال:۔ ایک شخص اپنے آپ کو حنفی کہلاتا ہے لیکن امام صاحب کے مذہب کو حقیر جانتا ہے اور ان کے حکم کے خلاف کام کرتا ہے۔ الخ

الجواب:۔ "بیشک ایسا شخص مفتری اور مضل ہے اور جو شخص مذہب امام صاحب کو حقیر جانتا ہے وہ ملعون اور مردود ہے کیونکہ مذہب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عین مطابق حکم خداوند کریم و نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہے۔

فلعنة ربنا اعدادِ رمل
علی من رد قول ابی حنیفہؒ

ترجمہ: جو شخص امام ابوحنیفہؒ کے کسی قول کو رد کرتا ہے اس پر ریت کے ذروں کے برابر رب کی لعنت ہے از ناقل"۔

(انوار شریعت ص 275)

تبصرہ:

غلام رسول سعیدی اور خان صاحب بریلوی شوال کے روزوں اور مسئلہ عقیقہ میں امام ابوحنیفہؒ کے قیاس قول اور مذہب کو ناحق سمجھ کر اور احادیث صحیحہ کے مخالف قرار دیکر رد کرنے کے جرم میں خان صاحب بریلوی کے اپنے فتویٰ اور مناظر ملتانی کی تحقیق کی روسے کافر قرار پائے۔ اور ریت کے ذروں کے برابر لعنت کے مستحق ہوئے۔

تازیانہ نمبر157: امام اہلِ بدعت احمد رضا خان لکھتا ہے:۔

قال اللہ تعالیٰ:

لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ (القرآن الکریم ۲۴/ ۶۳)

کہ اے زید، اے عمرو۔ بلکہ یوں عرض کرو: یارسول اللہ، یا نبی اللہ، یا سید المرسلین، یا خاتم النبیین، یا شفیع المذنبین، صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم وعلی الك اجمعین۔

ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی:

قال کانوا یقولون یا محمد یا اباالقاسم فنهٰهم اللہ عن ذٰلك اعظاماً لنبیه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم،

فقالوا یا نبی اللہ، یارسول اللہ۔

یعنی پہلے حضور کو یا محمد یا ابالقاسم کہا جاتا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس

سے نہی فرمائی، جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہا کرتے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الاول عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۷)

(الدر المنثور تحت ال آیۃ ۲۴/ ۶۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/ ۲۱۱)

بیہقی امام علقمہ و امام اسود اور ابو نعیم امام حسن بصری و امام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں راوی:

لا تقولوا یا محمد ولکن قولوا یا رسول الله، یا نبی الله

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہو۔

(تفسیر الحسن البصری تحت الآیۃ ۲۴/ ۶۳ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمۃ ۲/ ۱۶۴)

(الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید عن سعید بن جبیر والحسن تحت الآیۃ ۲۴/ ۶۳/ ۶/ ۲۱۱)

اسی طرح امام قتادہ تلمیذ انس بن مالک سے روایت کی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

لہٰذا علماء تصریح فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔ اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا: اگر یہ لفظ کسی دعاء میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے یا محمد انی توجهت بك الی ربی

اے محمد! میں آپ کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا۔

(المستدرک للحاکم کتاب صلوۃ التطوع دعاء رد البصر ۱/ ۵۲۶ ۱۹۳۱۳)

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ باب ماجاء فی حاجۃ الصلوۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰)

تاہم اس کی جگہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ چاہیے، حالانکہ الفاظ دعاء میں حتی الوسع تغیر نہیں کی جاتی۔

كما يدل عليه حديث نبيك الذى ارسلت ورسولك

الذى ارسلت

جیسا کہ اس پر دلالت کرتی ہے حدیث مبارک "تیرا نبی جس کو تو نے بھیجا

اور تیرا رسول جس کو تو نے بھیجا"

یہ مسئلہ مہمہ جس سے اکثر اہل زمانہ غافل ہیں نہایت واجب الحفظ ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج30، ص156)

مقصودی نکات:

خان صاحب بریلوی کی تصریحات سے درج ذیل نکات واضح ہوئے:۔

1۔ آیت لاتجعلوادعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضاً کا معنی یہی ہے کہ یا محمد ﷺ کہہ کر مت بلاؤ۔

2۔ آپ ﷺ کو یا محمد ﷺ کہہ کر نداء کرنا حرام ہے۔

3۔ آپ ﷺ کو یا محمد ﷺ کہہ کر نداء کرنا آپ ﷺ کے ادب کے خلاف ہے۔

4۔ اس مسئلہ پر عمل کرنا اور یاد رکھنا واجب ہے۔

5۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یا محمد کہہ کر نداء نہیں کی۔

بریلوی محقق غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تصریحات سے نداء یا محمد کا جواز

ہم نے پہلے وہ احادیث ذکر کیں جن میں حضرت جبریل، حضرت عبداللہ بن عمر اور عام صحابہ کرام نے یا محمد کہا اس کے بعد ہم نے صحاح ستہ کے حوالوں سے وہ احادیث ذکر کیں جن میں اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو یا محمد فرمایا ہے۔ اس لئے اب یہ اعتراض ساقط ہو گیا کہ جب اللہ تعالیٰ آپ کو مالک اور مولیٰ ہونے کے باوجود آپ کو

یا محمد کے ساتھ نداء نہیں کرتا تو ہم غلاموں کی کیا مجال کہ آپ کو یا محمد کے ساتھ نداء کریں۔ اعلیٰ حضرت نے بہ کثرت احادیث پیش کی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء نے اور فرشتوں نے آپ کو یا محمد کے اتھ نداء کی ہے اب ہم وہ نقول پیش کر رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں:

احمد و بیہقی ابوہریرہ (رض) سے راوی سئل عنھا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یعنی قولہ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محموداً فقفال ھی الشفاعۃ اور شفاعت کی حدیثیں خود متواتر و مشہور اور صحاح وغیرہ میں مروی و مسطور جن کی بعض انشاء اللہ تعالیٰ ہیکل دوم میں مذکور ہوں گی، اس دن آدم صفی اللہ سے عیسیٰ کلمۃ اللہ تک سب انبیاء اللہ علیہم الصلوۃ السلام نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انالھا انا لھا "میں ہوں شفاعت کے لئے میں ہوں شفاعت کے لئے" انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین سب ساکت ہوں گے اور وہ متکلم سب سربہ گریباں وہ ساجد و قائم سب محل خوف میں وہ آمن و ناعم سب اپنی فکر میں، انہوں فکر عوالم سب زیر حکومت وہ مالک و حاکم بارگاہ الٰہی میں سجد کریں گے، ان کا رب انہیں فرمائے گا یا محمد ارفع راسک وقل تسمع وسل تعطہ واشفع تشفع "اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہے" اس وقت اولین و آخرین میں حضور کی حمد و ثنا کا غلغلہ پڑجائے گا اور دوست دشمن موافق مخالف ہر شخص حضور کی افضلیت کبریٰ و سیادت عظمٰی پر ایمان لائے گا والحمد للہ رب العلمین۔

(تجلی الیقین ص 34-35)

ابن عساکر و خطیب بغدادی انس (رض) عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے ہیں۔

لما اسری بی قربنی ربی حتی کان بینی وبینہ کقاب قوسین او ادنی و قال لی یا محمد هل غمك ان جعلتك اخر النبیین قلت لا ربا (رب) قال فهل غم امتك ان جعلتهم اخر الامم قلت لا (یارب) قال اخیر امتك انی جعلتهم اخر الامم لافضح الامم عندهم ولا افضحهم عند الامم

"شب اسرا مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا، رب نے مجھ سے فرمایا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا تجھے کچھ برا معلوم ہوا کہ میں نے تجھے سب انبیاء سے متاخر کیا، عرض کی نہیں اے رب میرے! فرمایا کیا تیری امت کو غم ہوا کہ میں نے انہیں سب امتوں سے پیچھے کیا، میں نے عرض کی نہیں اے میرے رب! فرمایا اپنی امت کو خبر دے کہ میں نے انہیں سب امتوں سے اس لئے پیچھے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں کسی کے سامنے رسوا نہ کروں۔" (تجلی الیقین ص ٤٥)

ان دونوں حدیثوں میں اللہ عزوجل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یا محمد کہہ کر نداء فرمائے گا لہٰذا یہ اعتراض ساقط ہو گیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور کا مالک و مولیٰ ہو کر آپ کو یا محمد کے ساتھ ندا نہیں فرمائی تو ہم غلاموں کے لئے کب جائز ہوگا کہ آپ کو یا محمد کہہ کر پکاریں اور ترک ادب کے مرتکب ہوں!

حدیث موقوف مفصل مطول احمد و بخاری و مسلم و ترمذی نے ابوہریرہ (رض) اور بخاری و مسلم و ابن ماجہ نے انس اور ترمذی و ابن خزیمہ نے ابوسعید خدری اور احمد و بزار، و ابن حبان و ابویعلیٰ نے صدیق اکبر اور احمد و ابویعلیٰ نے ابن عباس

(ﷺ) سے مرفوعاً الی سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور عبداللہ بن مبارک و ابن ابی شیبہ و ابن ابی عاصم وطبرانی نے بہ سند صحیح سلمان فارسی (رض) سے موقوفاً روایت کی، ان سب کے الفاظ جدا جدا نقل کرنے میں طول کثیر ہے لہٰذا میں ان کے منظم لفظوں کو ایک منتظر سلسلہ میں یکجا کر کے اس جان فزا قصہ کی تخلیص کرتا ہوں، وباللہ التوفیق (الی قولہ) مطلوب بلند عزت ملجاء عاجزاں ماورائے بیکسان مولائے دو جہاں حضور پرنور محمد رسول اللہ شفیع یوم النشور افضل صلوات اللہ و اکمل تسلیمات اللہ واز کی تحیات اللہ وائمی برکات اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وعیالہ میں حاضر آئے اور بہ ہزاراں ہزار نالہائے زار ودل بے قرار چشم اشکبار یوں عرض کرتے ہیں:

یا محمد ویا نبی اللہ انت الذی فتح اللہ بك و جئت فی هذا الیوم امنا. انت رسول اللہ و خاتم الانبیاء اشفع لنا الی ربك فلیقض بیننا الاتری الی مانحن فیه الاتری ماقد بلغنا،

اے محمد اے اللہ کے نبی آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتح باب کیا اور آج آپ آمن و مطمئن تشریف لائے حضور اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں اپنے رب کی بارگاہ ہیں ہماری شفاعت کیجیے کہ ہمارا فیصلہ فرمادے، حضور نگاہ تو کریں ہم کس درد میں ہیں، حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس حال کو پہنچے ہیں۔

(تجلی الیقین ص ۶۷-۷۲ ملخصاً)

اس حدیث میں جو متعدد کتب حدیث سے نقل ہے یہ تصریح ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تمام امتی آپ کو یا محمد کے الفاظ سے نداء کریں گے سو اگر آپ کو یا محمد سے نداء کرنا موجب ترک ادب ہوتا تو آپ کے تمام امتی قیامت کے دن طلب شفاعت کے وقت آپ کو یا محمد کہہ کر نداء نہ کرتے، بلکہ یا رسول اللہ کہہ

کرندا کرتے!

امام ابوزکریا یحییٰ بن عائذ حضرت عبداللہ بن عباس (رض) سے راوی حضرت آمنہ (رض) قصہ ولادت اقدس میں فرماتی ہیں مجھے تین شخص نظر آئے، گویا آفتاب ان کے چہروں سے طلوع کرتا ہے ان میں ایک نے حضور کو اٹھا کر ایک ساعت تک حضور کو اپنے پروں میں چھپایا اور گوش اقدس میں کچھ کہا کہ میری سمجھ میں نہ آیا، اتنی بات میں نے بھی سنی کہ عرض کرتا ہے۔

ابشر یا محمد فما بقی لنبی علم الا وقد اعطیته فانت اکثرهم علما و اشجعهم قلبا معك مفاتیح النصر قد البست الخوف والرعب لا یسمع احد بذکرك الا وجل فؤاده و خاف قلبه و ان لم یرك یا خلیفة الله

اے محمد! مژدہ ہو کہ کسی نبی کا کوئی علم باقی نہ رہا جو حضور کو نہ ملا ہو تو حضور ان سب سے علم میں زائد اور شجاعت میں فائق ہیں جو نصرت کی کنجیں حضور کے ساتھ ہیں، حضور کو رعب دبدبہ کا جامہ پہنایا ہے، جو حضور کا نام پاک سنے گا اس کا جی ڈر جائے گا اور دل سہم جائے گا اگرچہ حضور کو دیکھا نہ ہو، اے اللہ کے نائب!" ابن عباس فرماتے ہیں کان ذلك رضوان خازن الجنان" یہ رضوان داروغہ جنت تھے" علیہ الصلوۃ والسلام۔ (تجلی الیقین ص 81-82)

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ معزز فرشتے جنت کے داروغہ رضوان نے آپ کو یا محمد کے ساتھ نداء فرمائی۔

شب اسراء حضور سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی امامت فرمانا حدیث ابوہریرہ وحدیث انس وحدیث ابن عباس و حدیث ابن مسعود وحدیث ابی لیلیٰ وحدیث ابوسعید وحدیث ام ہانی وحدیث ام

المومنین صدیقہ وحدیث ام المومنین ام سلمہ (رض) عنہم واثر کعب احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہوا۔ حضرت ابوہریرہ (رض) بیان اللہ تعالیٰ عنہ صحیح مسلم میں ہے، حضور سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میں نے اپنے کو جماعت انبیاء میں دیکھا، موسیٰ وعیسیٰ وابراہیم علیہم الصلوۃ والتسلیم کو نماز پڑھتے پایا فحانت الصلوۃ فامتھم "پھر نماز کا وقت آیا میں نے ان سب کی امامت کی۔" انس (رض) سے نسائی کی روایت میں ہے جمع لی الانبیاء فقدمنی جبریل حین امتھم "میرے لئے انبیاء جمع کئے گئے، جبریل نے مجھے آگے کیا، میں نے امامت فرمائی۔"

ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے:

فلم البث الایسیرا حتی اجتمع ناس کثیر ثم اذن مئوذن و قامت الصلوۃ فقمنا صفو فانتظر من یومنا فاخذ بیدی جبریل فقدمنی فصلیت بھم فلما انصر فت قال جبریل یا محمد اتدری من صلی خلفك قلت لاقل صلی خلفك کل نبی بعثه الله

مجھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ بہت لوگ جمع ہو گئے مؤذن نے اذان کہی اور نماز برپا ہوئی، ہم سب صف باندھے منتظر تھے کہ کون امام ہوتا ہے، جبریل نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا، میں نے نماز پڑھائی سلام پھیرا تو جبریل نے عرض کی، حضور نے جانا یہ کس کس نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی؟ فرمایا نہ عرض کی ہر نبی کہ خدا نے بھیجا حضور کے پیچھے نماز میں تھا، طبرانی وبیہقی وابن جریر وابن مردویہ کی روایت موقوفہ میں ہے۔

ثم بعث له ادم فمن دونه من الانبیاء فامھم رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

حضور کے لئے آدم اور ان کے بعد جتنے نبی ہوئے سب اٹھائے گئے، حضور نے ان کی امامت فرمائی، (ﷺ)۔ (تجلی الیقین ص 83-84)

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ حضرت جبریل (علیہ السلام) نے شب معراج رسول اللہ ﷺ کو یا محمد کہہ کر نداء فرمائی اگر یہ کلمہ موجب توہین اور موجب ترک ادب ہوتا تو حضرت جبریل آپ کو یا محمد کہہ کر ندا نہ کرتے بلکہ یا رسول اللہ کہہ کر نداء کرتے!

اعلیٰ حضرت نے حدیث کی جتنی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں ان میں سے کسی کی صفحہ وار تخریج نہیں فرمائی اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ قدیم علماء میں اس طرح تخریج کا رواج نہ تھا، دوسری وجہ یہ ہے کہ ان میں سے بیشتر کتب اس وقت تک چھپی نہ تھیں خصوصاً امام ابن عساکر، امام ابن ابی عاصم، امام ابن ابی حاتم اور امام ابو یعلی وغیرہ کی کتابیں، غالباً یہ تمام حوالے اعلیٰ حضرت نے حافظ سیوطی کی الخصائص الکبریٰ سے چن چن کر نقل فرمائے ہیں اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا عام اسلوب یہی ہے۔ رہا یہ کہنا کہ جس حدیث میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود یا محمد کہنے کی تلقین فرمائی ہو اس میں بھی یا محمد کے بجائے یا روسول اللہ کہنا چاہئے سو یہ ہماری سمجھ سے ماورا ہے۔ ہمارا مقصد صرف اتنا تھا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی تصریحات سے نداء یا محمد کا جواز ثابت کیا جائے، الحمد اللہ ہم نے احادیث، آثار، علماء اسلاف، علماء دیو بند اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تصریحات سے ندائے یا محمد کا جواز ثابت کر دیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)، (تبیان القرآن ج 8، ص 197 / 198)

مقصودی نکات:

عباراتِ سعیدی سے درج ذیل نکات واضح ہوئے:۔

1۔ یا محمد ﷺ کہہ کر نداء کرنے کے اعلیٰ حضرت خود قائل ہیں۔

2۔ یا محمد ﷺ کہہ کر نداء کرنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یا محمد ﷺ کہہ کر نداء کی ہے۔

4۔ آیت "لا تجعلو" کا یہ معنی قطعاً یہ نہیں کہ یا محمد ﷺ کہہ کر نداء نہ کرو۔

تبصرہ:

ایک طرف تو خان صاحب بریلوی نے نداء یا محمد ﷺ کو حرام کہا اور اس پر آیت "لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا" پیش کر کے ثابت کیا کہ آیت کا معنی یہی ہے کہ یا محمد ﷺ کہہ کر نداء کرنا اور آپ ﷺ کو بلانا اس آیت سے ممنوع ہے۔ اور جن احادیث میں لفظ "یا محمد ﷺ" آ چکا ہے ان کو بدل دینے کا حکم دیا اور نداء یا محمد ﷺ کو آپ ﷺ کی بے ادبی قرار دیا جبکہ دوسری طرف بقول محقق سعیدی کے خان صاحب بریلوی خود نداء یا محمد ﷺ کے جواز کے قائل ہوئے اور نداء یا محمد ﷺ کو احادیث متواترہ سے ثابت کیا۔ اب اگر خان صاحب بریلوی کا پہلا موقف درست تسلیم کیا جائے کہ نداء یا محمد حرام اور بے ادبی ہے اور نص قطعی سے ممنوع ہے تو بقول سعیدی خان صاحب اپنے دوسرے موقف کہ نداء یا محمدؐ جائز ہے کی رو سے نص قطعی کے منکر بے ادبی کے مرتکب اور حرام کو حلال قرار دے کر کافر قرار پائیں گے اور اگر خان صاحب کا دوسرا موقف درست قرار دیا جائے تو پہلے موقف کی رو سے محرف قرآن، مفتری اور فرمودات رسول ﷺ کے منکر ہو کر کافر قرار پائیں گے۔ واللہ اعلم

فیصلہ اعلیٰ حضرت:

☆ ۔۔۔۔۔ حلال کو حرام، حرام کو حلال ٹھہرانا ائمہ حنفیہ کے مذہب راجح میں مطلقاً کفر ہے ۔۔۔۔۔ اللہ عزوجل کفار کا بیان فرماتا ہے:

لا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ

جسے اللہ ورسول نے حرام فرمایا کا فر اسے حرام نہیں ٹھہراتے۔

(فتاوی رضویہ ج14،ص147)

جو شخص قرآنِ مجید یا اس کے کسی حرف کی گستاخی یا اس کا انکار یا اس کی کسی بات کی تکذیب یا جس بات کی قرآن نے نفی فرمائی اس کا اثبات یا جس کا اثبات فرمایا اس کی نفی کرے دانستہ یا اس میں کسی طرح کا شک لائے وہ باجماع تمام علماء کے کافر ہے۔ (فتاوی رضویہ ص211،ج15)

تازیانہ نمبر158:

بریلوی پیر معین الدین شاہ گولڑوی المعروف لالہ جی سجادہ نشین گولڑہ لکھتا ہے:۔

بشر کہنے والوں کو دھوکہ ہوا ہے
مجسم وہ نورِ خدا بن کے آیا
کیا رنگ ہستی کو بے رنگ جس نے
وہی اک حقیقت نمابن کے آیا
ہر ایک رنگ میں اپنی رنگت دکھا کر
زمانے میں بہروپیا بن کے آیا

(اسرار المشتاق ص27)

مقصودی نکتہ:

لالہ جی نے اپنے ان اشعار میں رسول اللہ ﷺ کو بہروپیا کہا ہے (معاذ اللہ)

نوٹ: یہ کتاب پیرانِ گولڑا کی ترجمان اور گولڑوی پیروں کے استاذ الکل مولوی فیض احمد ملتانی کے مصدقہ ہے۔

فیصلہ اعلیٰ حضرت خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:۔"رسول اللہ ﷺ

کو روپ بدلنے والا، کھیل کھیلنے والا اور بہروپیا کہنا ان کی توہین اور کفر ہے۔"

(فتاوی رضویہ ج 15، ص 308، فہارس فتاوی رضویہ)

تبصرہ:

اگر خان صاحب کا فتویٰ درست تسلیم کیا جائے تو خان صاحب کے فتویٰ کی رو سے پیرانِ گولڑہ اور ان کے استاذ الکل فیض احمد ملتانی گستاخ رسول ﷺ اور ایسے کافر ہوئے کہ جو شخص ان کے کفر میں شک کرے یا توقف کرے یا ان کا عالم جانے اور پیر مانے وہ بھی کافر قرار پائے۔ کما قال احمد رضا خان فی عرفانِ شریعت اور اگر خان صاحب کا فتویٰ درست تسلیم نہ کیا جائے تو خان صاحب اپنے فتویٰ کی رو سے (کہ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ فتاویٰ رضویہ) خان صاحب بریلوی پیر گولڑوی اور فیض ملتانی جیسے بریلوی اولیاء اور علماء کو کافر قرار دے کر خود کافر ہوئے۔

اعلیٰ حضرت کے باغی

تازیانہ نمبر159: بریلوی محقق غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:۔

اس طرح امام احمد رضا قادری کے بعد کے علماء نے امام احمد رضا قادری سے بھی اختلاف کیا ہے۔

امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ بدھ کے دن ناخن کاٹنے کے متعلق لکھتے ہیں:

نہ چاہئے حدیث میں اُس سے نہی (ممانعت) آئی کہ معاذ اللہ مورث برص ہوتا ہے بعض علماء رحمہم اللہ نے بدھ کو ناخن کتروائے کسی نے برنباء حدیث منع کیا، فرمایا صحیح نہ ہوئی فوراً برص ہو گئے۔ (فتاوی رضویہ ج۱۰، ص ۳۷)

صدر الشریعہ مولانا امجد علی قادری متوفی ۱۳۷۶ھ لکھتے ہیں: ایک حدیث

ہے جو ہفتہ کے دن ناخن ترشوائے اس سے بیماری نکل جائے گی اور شفا داخل ہوگی اور جو اتوار کے دن ترشوائے فاقہ نکلے گا، اور تونگری آئے گی، اور جو پیر کے دن ترشوائے جنون جائے گا اور صحت آئے گی اور جو منگل کے دن ترشوائے مرض جائے گا اور شفا آئے گی اور جو بدھ کے دن ترشوائے وسواس وخوف نکلے گا اور امن وشفا آئے گی الخ۔

(درمختار، ردالمختار) (بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۲۲ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور)، (تبیان القرآن)

فائدہ: امجد علی کی تحقیق کی رو سے خان صاحب بریلوی نے بدھ کے دن ناخن تراشنے سے منع کر کے فرمانِ رسول کی مخالفت کی ہے۔

تازیانہ نمبر160: امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

انگریزی رقیق دوائیں جو ٹنچر کہلاتی ہیں ان میں عموماً اسپرٹ پڑتی ہے اور اسپرٹ یقیناً شراب بلکہ شراب کی نہایت بدتر قسموں سے ہے وہ نجس ہے ان کا کھانا حرام لگانا حرام بدن یا کپڑے یا دونوں کی مجموع پر ملا کر اگر روپیہ بھر جگہ سے زیادہ میں ایسی شے لگی ہوئی ہو نماز نہ ہوگی۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۱ ص ۸۸ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی متوفی ۱۹۶۶ء لکھتے ہیں:

لیکن ہم نے جہاں تک ڈاکٹروں کی زبانی سنا یہی معلوم ہوا کہ یہ (اسپرٹ) بھی شراب سے نہیں بنائی جاتی جس کو شرعاً خمر کہا جاتا ہے بلکہ یہ (اسپرٹ) ایسی شراب کا جوہر ہے جو گنے وغیرہ سے بنائی گئی ہے پس اگر یہ صحیح ہے تو اس کا استعمال بغرض صحیح (اس مقدار میں جو مسکر نہیں ہے) حرام نہیں اور اس کی بیع وشراء بھی جائز ہے۔ (فتاوی مظہریہ ص ۲۸۹) (تبیان القرآن)

فائدہ: مفتی مظہر اللہ بریلوی کی تحقیق کی رو سے خان صاحب بریلوی حلال کو حرام ٹھہرانے کے مرتکب ہوئے۔

تازیانہ نمبر165: امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ سید مہدی حسن مارہرہ کے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

حضور عورتوں کو لکھنا سکھانا شرعاً ممنوع وسنت نصاری وفتح یاب ہزاراں فتنہ اور مستان سرشار کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے۔

(فتاوی رضویہ ج۱۰ ص۱۰۴ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

فقیہ اعظم مفتی نور اللہ نعیمی متوفی ۱۴۰۳ھ لکھتے ہیں:

پھر حدیث صحیح سے بھی یہ مسئلہ تعلیم الکتابۃ للنساء ثابت ہے مسند احمد بن حنبل ج۶ ص۳۷۲، سنن ابوداؤد ج۲ ص۱۸۶، مستدرک حاکم ج۴ ص۵۷، سنن بیہقی ج۹ ص۳۴۹، میں حضرت شفا بنت عبداللہ (رض) سے بکلمات متقاربہ ثابت ہے کہ حضور پرنور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت حفصہ (رض) کے پاس تشریف لائے اور میں بھی حاضر تھی تو مجھے فرمایا کی تو اس کو رقیۃ النملۃ کی تعلیم نہیں دیتی جیسے اس کو کتابت کی تعلیم تم نے دی ہے حاکم نے کہا یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(فتاوی نوریہ ج۳ ص۴۷۴) (تبیان القرآن)

فائدہ: مفتی نور اللہ نعیمی کی تحقیق کی رو سے خان صاحب بریلوی عورتوں کو لکھنا سیکھانا شرعاً ممنوع اور سنت نصاریٰ قرار دیکر حدیث صحیح کی مخالفت کے مرتکب ہوئے۔

تازیانہ نمبر166:

نیز امام احمد رضا قادری نے سماع مع المزامیر کو حرام لکھا ہے اور استاذ العلماء مولانا حافظ عطا محمد چشتی اور حضرت غزالی زماں امام اہل سنت سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ نے اس کو جائز لکھا ہے۔ (تبیان القرآن ج2، ص709)

فائدہ: محقق سعیدی، علامہ کاظمی، بریلوی استاذ العلما عطاء بندیالوی کی تحقیق کی رو سے خان صاحب بریلوی ایک کارِ ثواب حلال کو حرام قرار دینے کے مرتکب

ہوئے۔ خان صاحب خود لکھتا ہے۔

☆..... حلال کو حرام، حرام کو حلال ٹھہرانا ائمہ حنفیہ کے مذہب راجح میں مطلقاً کفر ہے..... اللہ عزوجل کفار کا بیان فرماتا ہے:

لا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ۔

جسے اللہ ورسول نے حرام فرمایا کافر اسے حرام نہیں ٹھہراتے۔

(فتاویٰ رضویہ ج 1، ص 147)

تو خان صاحب اپنے فتویٰ کی رو سے کافر قرار پائے۔

دیوبندی کو عالم یا مولانا کہنے والے کا حکم

تازیانہ نمبر167:

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:۔ "نانوتوی، گنگوہی وتھانوی کی نسبت نام بنام تصریح فرما چکے ہیں کہ سب کفار ومرتدین ہیں۔ اور یہ کہ من شك فی كفره وعذابه فقد كفر جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر نہ کہ ان پیشوا اور سرتاج اہل سنت جاننا بلاشبہ جو ایسا جانے ہرگز صرف بدعتی وبدمذہب نہیں قطعاً کافر ومرتد ہے اور ان تمام احادیث کا کہ سوال میں فتاویٰ الحرمین سے مقبول ہوئیں مورد ہے بلاشبہ اس سے دور بھاگنا اور اسے اپنے سے دور کرنا۔ اس سے بغض اس کی اہانت اس کا رد فرض ہے اور توقیر حرام وہدم اسلام۔ اسے سلام کرنا حرام۔ اس کے پاس بیٹھنا حرام اس کے ساتھ کھانا پینا حرام اس کے ساتھ شادی وبیاہت حرام اور قربت زنائے خالص اور بیمار پڑے تو اسے پوچھنے جانا حرام مرجائے تو اس کے جنازے میں شرکت اسے مسلمان کا سا غسل دینا حرام۔ اس پر نماز جنازہ پڑھنا حرام بلکہ کفر اس کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھانا اس کے جنازے کی مشایعت حرام۔ اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا حرام اس کی قبر پر کھڑا ہونا حرام اس کے لیے دعائے مغفرت یا ایصال

ثواب حرام بلکہ کفر والعیاذباللہ رب العلمین، واللہ تعالیٰ اعلم ۔۔۔۔۔
انہیں عالم جانے یا قابل امامت مانے ان کے پیچھے نماز پڑھے وہ بھی انہی کی طرح
کافر و مرتد ہے۔" (عرفان شریعت ص 68)

احمد رضا خان بریلوی لکھتا ہے:۔
"کسی بدمذہب کو مولانا صاحب کہنا کفر ہے۔"

(الطاری الداری حصہ اول، ص 34)

"دیوبندی وہابی کو مولانا لکھنا کفر ہے۔" (ایضاً ص 22)

مقصودی نکتہ

خان صاحب کی عبارات کی رو سے واضح ہوا کہ کسی دیوبندی کو عالم
کہنا یا مولانا وغیرہ کہنا یا لکھنا یا کوئی ایسا لفظ لکھنا جس میں ان کی عزت ہو کفر ہے۔

فتویٰ اعلیٰ حضرت کا اجراء:

خان صاحب کے اس فتویٰ سے خان صاحب سمیت تمام بریلوی علماء دیوبند
کے لیے عالم، مولوی، مولانا، شیخ وغیرہ کے الفاظ لکھ کر کافر قرار پاتے ہیں۔ جن میں
سے بعض کی عبارات حاضر خدمت ہیں۔

☆۔۔۔۔۔خان صاحب بریلوی خود حضرت تھانویؒ کے بارے میں لکھتا ہے۔"وسیع
المناقب جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی (مکتوبات احمد رضا ص 129)

☆۔۔۔۔۔بریلوی پروفیسر محمد مسعود احمد لکھتا ہے۔"مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا محمود
حسن۔" (فاضل بریلوی اور ترک موالات ص 37)

بریلوی مولوی ارشد القادری لکھتا ہے:۔

"اب آپ ہی بتائیے! میں اپنی مظلومی کی فریاد کہاں لے جاؤں، ایک

عربی مدرسہ کے فاضل کو میں نے مولوی، مولانا اور ملا کہہ دیا تو میرے لیے کفر اور ارتداد کا فتویٰ ہے۔" (زیروزبر ص 293)

☆.....بریلوی مناظر اور مشہور معاند سعید اسد لکھتا ہے:۔

"دیوبندی عالم مولانا سرفراز خان صفدر گکھڑوی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری۔" (اختیارات مصطفیٰ ص 18)

☆.....بریلوی علامہ کوکب نورانی لکھتا ہے:۔

"مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا محمد الیاس، مولانا شبلی نعمانی"

(دیوبند سے بریلی ص 6)

تبصرہ:

امام اہلِ بدعت احمد رضا خان کا فتویٰ درست قرار دیا جائے خان صاحب بریلوی مسعود احمد بریلوی، ارشد القادری بریلوی، سعید اسد بریلوی، کوکب نورانی وغیرہ بریلوی اکابر علمائے دیوبند کو وسیع المناقب عالم مولوی، مولانا لکھ کر کافر اور مرتد قرار پائے، اور اگر خان صاحب بریلوی کا فتویٰ درست نہیں تو خان صاحب اپنے فتویٰ کی رو سے مسلمانوں کو کافر قرار دے کر خود کافر ہوئے۔ کما قال فی الفتاویٰ

عصمت داؤد پر حملہ

تازیانہ نمبر168:

☆.....وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ

ترجمہ: اور کیا تمہیں اس دعوے والوں کی بھی خبر آئی جب وہ دیوار کود کر داؤد کی مسجد میں آئے۔

☆.....إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا

تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ

ترجمہ: جب وہ داؤد پر داخل ہوئے تو وہ ان سے گھبرا گیا انہوں نے عرض کی ڈریے نہیں ہم دو فریق ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو ہم میں سچا فیصلہ فرما دیجئے اور خلاف حق نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ بتایے۔

☆.....قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَى نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ

ترجمہ: داؤد نے فرمایا بیشک یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کو مانگتا ہے، اور بیشک اکثر ساجھے والے ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور وہ بہت تھوڑے ہیں اب داؤد سمجھا کہ ہم نے یہ اس کی جانچ کی تھی (ف ۳۹) تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑا اور رجوع لایا۔

☆.....تفسیر: اے سید عالم (ﷺ)۔ یہ آنے والے بقول مشہور ملائکہ تھے جو حضرت داؤد (علیہ السلام) کی آزمائش کے لئے آئے تھے۔

تفسیر: ان کا یہ قول ایک مسئلہ کی فرضی شکل پیش کر کے جواب حاصل کرنا تھا اور کسی مسئلہ کے متعلق حکم معلوم کرنے کے لئے فرضی صورتیں مقرر کر لی جاتی ہیں اور معین اشخاص کی طرف انکی نسبت کر دی جاتی ہے تا کہ مسئلہ کا بیان بہت واضح طریقہ پر ہو اور ابہام باقی نہ رہے یہاں جو صورت مسئلہ ان فرشتوں نے پیش کی اس سے مقصود

حضرت داؤد (علیہ السلام) کو توجہ دلانا تھی اس امر کی طرف جو انہیں پیش آیا تھا اور وہ یہ تھا کہ آپ کی ننانوے بیبیاں تھیں اس کے بعد آپ نے ایک اور عورت کو پیغام دے دیا جس کو ایک مسلمان پہلے سے پیام دے چکا تھا لیکن آپ کا پیام پہنچنے کے بعد عورت کے اعزہ و اقارب دوسرے کی طرف التفات کرنے والے کب تھے آپ کے لئے راضی ہو گئے اور آپ سے نکاح ہو گیا ایک قول یہ بھی ہے کہ اس مسلمان کے ساتھ نکاح ہو چکا تھا آپ نے اس مسلمان سے اپنی رغبت کا اظہار کیا اور چاہا کہ وہ اپنی عورت کو طلاق دے دے وہ آپ کے لحاظ سے منع نہ کر سکا اور اس نے طلاق دے دی آپ کا نکاح ہو گیا اور اس زمانہ میں ایسا معمول تھا کہ اگر کسی شخص کو کسی عورت کی طرف رغبت ہوتی تو اس سے استدعا کر کے طلاق دلوا لیتا اور بعد عدت نکاح کر لیتا، یہ بات نہ تو شرعاً ناجائز ہے نہ اس زمانہ کے رسم و عادت کے خلاف لیکن شان انبیاء بہت ارفع و اعلیٰ ہوتی ہے اس لئے یہ آپ کے منصب عالی کے لائق نہ تھا تو مرضی الٰہی یہ ہوئی کہ آپ کو اس پر آگاہ کیا جائے اور اس کا سبب یہ پیدا کیا کہ ملائکہ مدعی اور مدعا علیہ کی شکل میں آپ کے سامنے پیش ہوئے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر بزرگوں سے کوئی لغزش صادر ہو اور کوئی امر خلاف شان واقع ہو جائے تو ادب یہ ہے کہ معترضانہ زبان نہ کھولی جائے بلکہ اس واقعہ کی مثل ایک واقعہ متصور کر کے اس کی نسبت سائلانہ و مستفتیانہ و مستفیدانہ سوال کیا جائے اور ان کی عظمت و احترام کا لحاظ رکھا جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ مالک و مولیٰ اپنے انبیاء کی ایسی عزت فرماتا ہے کہ ان کو کسی بات پر آگاہ کرنے کے لئے ملائکہ کو اس طریق ادب کے ساتھ حاضر ہونے کا حکم دیتا ہے۔

☆...... جس کی غلطی ہو بے رو رعایت فرما دیجیے۔

☆...... **تفسیر:** حضرت داؤد (علیہ السلام) کی یہ گفتگو سن کر فرشتوں میں سے ایک

نے دوسرے کی طرف دیکھا اور تبسم کر کے وہ آسمان کی طرف روانہ ہو گئے۔

اور دنبی ایک کنایہ تھا جس سے مراد عورت تھی کیونکہ ننانوے عورتیں آپ کے پاس ہوتے ہوئے ایک اور عورت کی آپ نے خواہش کی تھی اس لئے دنبی کے پیرایہ میں سوال کیا گیا جب آپ نے یہ سمجھا۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں رکوع کرنا سجدہ تلاوت کے قائم مقام ہو جاتا ہے جب کہ نیت کی جائے۔

مفتی احمد یار گجراتی لکھتا ہے:۔

"واقعہ یہ تھا کہ حضرت داؤد (علیہ السلام) کی ننانوے بیویاں تھیں، اور آپ نے ایک عورت کو اور بھی نکاح کا پیغام دیا جس کو ایک اور شخص پیغام دے چکا تھا۔ اس عورت نے آپ سے نکاح کر لیا۔ بعض نے فرمایا کہ وہ عورت دوسرے کے نکاح میں تھی، آپ نے اس سے طلاق حاصل کر کے اس عورت سے نکاح کر لیا جیسا کہ اس زمانہ میں عام رواج تھا چونکہ شان نبوت بہت بلند ہے، اسلیے رب تعالیٰ نے آپ کو اس طرف متوجہ فرمایا۔ سبحان اللہ (خزائن العرفان) اس عورت کا نام متشاوع بنت شائع تھا اس کے خاوند کا نام اوریا ابن خبانا تھا"۔ (روح)

تنبیہ: بریلوی صدر الافاضل بریلوی حکیم الامت نے جس یہودیانہ روایت پر اعتماد کر کے اور حسب عادت قطع برید کر کے حضرت داؤد علیہ السلام نبی معصوم کی عصمت پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ اُس مردود روایت کی تفصیل بریلوی محقق سعیدی سے ملاحظہ فرمائیں۔

مقصودی نکتہ: مفتی احمد یار خان اور نعیم الدین مراد آبادی دونوں نے ایک یہودیانہ روایت پر اعتماد کر کے دنبیوں سے مراد حضرت داؤد کی "بیویاں" لی ہیں اور حضرت داؤد کی لغزش ان کے نکاح کو قرار دیکر ایک فحش روایت پر اعتماد کر کے اور اس

کا اختصار کر کے عصمتِ داؤدیؑ پر حملہ کرنے کی کوشش کی جس تفصیل محقق سعیدی نے بیان کر دی ہے۔

بریلوی محقق سعیدی بریلوی لکھتا ہے:۔

تفسیر: حضرت داؤد (علیہ السلام) نے اپنے جس فعل پر اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی تھی اس کے متعلق تورات کا بیان

ص ٓ: ۲۵۔۲۴ میں حضرت داؤد (علیہ السلام) کے استغفار اور توبہ کرنے کا ذکر ہے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد (علیہ السلام) سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو گیا تھا جس پر انہیں توبہ کرنے کی ضرورت پیش آئی، ان کے اس فعل کا بیان تورات میں بھی ہے اور بعض قدیم مفسرین کی عبارات میں بھی ہے اور بعض محتاط مفسرین کی عبارات میں بھی اور بعض محققین کی عبارات میں بھی ہے ہم ترتیب دار ان سب کی عبارات پیش کریں گے، پہلے ہم تورات کی عبارت پیش کر رہے ہیں:

"باب ۱۱: اور ایسا ہوا کہ دوسرے سال جس وقت بادشاہ جنگ کے لئے نکلتے ہیں داؤد نے یوآب اور اس کے ساتھ اپنے خادموں اور سب اسرائیلیوں کو بھیجا اور انہوں نے بنی عمون کو قتل کیا اور ربہ کو جا گھیرا پر داؤد یروشلیم ہی میں رہا اور شام کے وقت داؤد اپنے پلنگ پر سے اٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی تب داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا اور کسی نے کہا: کیا وہ العام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حتی اوریاہ کی بیوی ہے؟ اور داؤد نے لوگ بھیج کر اسے بلا لیا۔ وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی (کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہو چکی تھی)۔ پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہو گئی، سو اس نے داؤد کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں اور داؤد نے یوآب کو کہلا بھیجا کہ حتی اوریاہ کو میرے پاس بھیج

دے۔ سو یوآب نے اوریاہ کو داؤد کے پاس بھیج دیا اور جب اوریاہ آیا تو داؤد نے پوچھا کہ یوآب کیسا ہے اور لوگوں کا کیا حال ہے اور جنگ کیسی ہو رہی ہے؟ پھر داؤد نے اوریاہ سے کہا کہ اپنے گھر جا اور اپنے پاؤں دھو اور ریاہ بادشاہ کے محل سے نکلا اور بادشاہ کی طرف سے اس کے پیچھے پیچھے ایک خوان بھیجا گیا پر اوریاہ بادشاہ کے گھر کے آستانہ پر اپنے مالک کے اور سب خادموں کے ساتھ سویا اور اپنے گھر نہ گیا اور جب انہوں نے داؤد کو یہ بتایا کہ اوریاہ اپنے گھر نہیں گیا تو داؤد نے اوریاہ سے کہا: کیا تو سفر سے نہیں آیا؟ پس تو اپنے گھر کیوں نہ گیا؟ اوریاہ نے داؤد سے کہا کہ صندوق اور اسرائیل اور یہوداہ جھونپڑیوں میں رہتے ہیں اور میرا مالک یوآب اور میرے مالک کے خادم کھلے میدان میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں تو کیا میں اپنے گھر جاؤں اور کھاؤں پیوں اور اپنی بیوی کے ساتھ سوؤں؟ تیری حیات اور تیری جان کی قسم! مجھ سے یہ بات نہ ہوگی پھر داؤد نے اوریاہ سے کہا کہ آج بھی تو یہیں رہ جا۔ کل میں تجھے روانہ کردوں گا۔ سو اوریاہ اس دن اور دوسرے دن بھی یروشلم میں رہا اور جب داؤد نے اسے بلایا تو اس نے اس کے حضور کھایا پیا اور اس نے اسے پلا کر متوالا کیا اور شام کو وہ باہر جا کر اپنے مالک کے اور خادموں کے ساتھ اپنے بستر پر سو رہا پر اپنے گھر کو نہ گیا صبح کو داؤد نے یوآب کے لئے ایک خط لکھا اور اسے اوریاہ کے ہاتھ بھیجا اور اس نے خط میں یہ لکھا کہ اوریاہ کو گھمسان میں سب سے آگے رکھنا اور تم اس کے پاس سے ہٹ جانا تا کہ وہ مارا جائے اور جان بحق ہو اور یوں ہوا کہ جب یوآب نے اس شہر کا ملاحظہ کرلیا تو اس نے اوریاہ کو ایسی جگہ رکھا جہاں وہ جانتا تھا کہ بہادر مرد ہیں تب یوآب نے آدمی بھیج کر جنگ کا سب حال داؤد کو بتایا اور اس نے قاصد کو تاکید کردی کہ جب تو بادشاہ سے جنگ کا سب حال عرض کر چکے تب اگر ایسا ہو کہ بادشاہ کو غصہ آجائے اور وہ تجھ سے کہنے لگے کہ تم لڑنے کو شہر کے ایسے نزدیک کیوں چلے گئے؟ کیا

تم نہیں جانتے تھے کہ وہ دیوار پر سے تیر ماریں گے؟ یُربست کے بیٹے ابی ملک کو کس نے مارا؟ کیا ایک عورت نے چکی کا پاٹ دیوار پر سے اس کے اوپر ایسا نہیں پھینکا کہ وہ تیبض میں مر گیا؟ سوتم شہر کی دیوار کے نزدیک کیوں گئے؟ تو پھر تو کہنا کہ تیرا خادم حتی اوریاہ بھی مر گیا ہے سو وہ قاصد چلا اور آ کر جس کام کے لیے یوآب نے اسے بھیجا تھا وہ سب داؤد کو بتایا اور اس قاصد نے داؤد سے کہا کہ وہ لوگ ہم پر غالب ہوئے اور نکل کر میدان میں ہمارے پاس آ گئے، پھر ہم ان کو رگیدتے ہوئے پھاٹک کے مدخل تک چلے گئے تب تیر اندازوں نے دیوار پر سے تیرے خادموں پر تیر چھوڑے۔ سو بادشاہ کے تھوڑے سے خادم بھی مرے اور تیرا خادم حتی اوریاہ بھی مر گیا تب داؤد نے قاصد سے کہا کہ تو یوآب سے یوں کہنا کہ تجھے اس بات سے ناخوشی نہ ہو اس لئے کہ تلوار جیسا ایک کو اڑاتی ہے ویسا ہی دوسرے کو۔ سو تو شہر سے اور سخت جنگ کر کے اسے ڈھادے اور تو اسے دم دلاسا دینا جب اوریاہ کی بیوی نے سنا کہ اس کا شوہر اوریاہ مر گیا تو وہ اپنے سوہر کے لئے ماتم کرنے لگی اور جب سوگ کے دن گزر گئے تو داؤد نے اسے بلوا کر اس کو اپنے محل میں رکھ لیا اور وہ اس کی بیوی ہو گئی اور اس سے اس کا ایک لڑکا ہوا، پر اس کام سے جسے داؤد نے کیا تھا خداوند ناراض ہوا

باب ۱۲: اور خداوند نے ناتن کو داؤد کے پاس بھیجا۔ اس نے اس کے پاس آ کر اس سے کہا: کسی شہر میں دو شخص تھے۔ ایک امیر دوسرا غریب اس امیر کے پاس بہت سے ریوڑ اور گلے تھے پر اس غریب کے پاس بھیڑ کی ایک پٹھیا کے سوا کچھ نہ تھا جسے اس نے خرید کر پالا تھا اور وہ اس کے اور اس کے بال بچوں کے ساتھ بڑھی تھی۔ وہ اسی کے نوالہ میں سے کھاتی اور اس کے پیالہ سے پیتی اور اس کی گود میں سوتی تھی اور اس کے لئے بطور بیٹی کے تھی اور اس امیر کے ہاں کوئی مسافر آیا۔ سو اس نے اس مسافر کے لئے جو اس کے ہاں آیا تھا پکانے کو اپنے ریوڑ اور گلہ میں سے کچھ نہ لیا بلکہ

اس غریب کی بھیڑ لے لی اور اس شخص کے لیے جو اس کے ہاں آیا تھا پکائی تب داؤد کا غضب اس شخص پر بشدت بھڑکا اور اس نے ناتن سے کہا کہ خداوند کی حیات کی قسم کہ وہ شخص جس نے یہ کام کیا واجب القتل ہے سو اس شخص کو اس بھیڑ کا چوگنا بھرنا پڑے گا کیونکہ اس نے ایسا کام کیا اور اسے ترس نہ آیا تب ناتن نے داؤد سے کہا کہ وہ شخص تو ہی ہے۔ خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ میں نے تجھے مسح کر کے اسرائیل کا بادشاہ بنایا اور میں نے تجھے ساؤل کے ہاتھ سے چھڑایا اور میں نے تیرے آقا کا گھر تجھے دیا اور تیرے آقا کی بیویاں تیری گود میں کر دیں اور اسرائیل اور یہوداہ کا گھرانا تجھ کو دیا اور اگر یہ سب کچھ تھوڑا تھا تو میں تجھ کو اور اور چیزیں بھی دیتا سو تم نے کیوں خداوند کی بات کی تحقیر کر کے اس کے حضور بدی کی؟ تو نے متی اور یاہ کو تلوار سے مارا اور اس کی بیوی لے لی تا کہ وہ تیری بیوی بنے اور اس کو بنی عمون کی تلوار سے قتل کروایا سو خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں شر کو تیرے ہی گھر سے تیرے خلاف اٹھاؤں گا اور میں تیری بیویوں کو لے کر تیری آنکھوں کے سامنے تیرے ہمسایہ کو دوں گا اور وہ دن دہاڑے تیری بیویوں سے صحبت کرے گا کیونکہ تو نے چھپ کر یہ کیا، پر میں سارے اسرائیل کے روبرو دن دہاڑے یہ کروں گا تب داؤد نے ناتن سے کہا: میں نے خداوند کا گناہ کیا۔ ناتن نے داؤد سے کہا کہ خداوند نے بھی تیرا گناہ بخشا، تو مرے گا نہیں تو بھی چونکہ تو نے اس کام سے خداوند کے دشمنوں کو کفر بکنے کا بڑا موقع دیا ہے اس لئے وہ لڑکا بھی جو تجھ سے پیدا ہوگا مر جائے گا پھر ناتن اپنے گھر چلا گیا اور خداوند نے اس لڑکے کو جو اور یاہ کی بیوی کے داؤد سے پیدا ہوا تھا مارا اور وہ بہت بیمار ہو گیا اس لئے داؤد نے اس لڑکے کی خاطر خدا سے منت کی اور داؤد نے روزہ رکھا اور اندر جا کر ساری رات زمین پر پڑا رہا اور اس کے گھرانے کے بزرگ اٹھ کر اس کے پاس آئے کہ اسے زمین پر سے اٹھائیں پر وہ نہ اٹھا اور نہ اس نے ان کے ساتھ کھانا کھایا

اور ساتویں دن وہ لڑکا مر گیا اور داؤد کے ملازم اسے ڈر کے مارے یہ نہ بتا سکے کہ لڑکا مر گیا کیونکہ انہوں نے کہا کہ جب وہ لڑکا ہنوز زندہ تھا اور ہم نے اس سے گفتگو کی تو اس نے ہماری بات نہ مانی، پس اگر ہم اسے بتائیں کہ لڑکا مر گیا تو وہ بہت ہی کڑھے گا پر جب داؤد نے اپنے ملازموں کو آپس میں پھسپھساتے دیکھا تو داؤد سمجھ گیا کہ لڑکا مر گیا۔ سو داؤد نے اپنے ملازموں سے پوچھا: کیا لڑکا مر گیا؟ انہوں نے جواب دیا: مر گیا تب داؤد زمین پر سے اٹھا اور غسل کر کے اس نے تیل لگایا اور پوشاک بدلی اور خداوند کے گھر میں جا کر سجدہ کیا۔ پھر وہ اپنے گھر آیا اور اس کے حکم دینے پر انہوں نے اس کے آگے روٹی رکھی اور اس نے کھائی۔" (سموئیل باب: ۱۱ آیت: ۲۷۔۲، باب: ۱۲، آیت: ۲۱۔۱، کتاب مقدس، پرانا عہد نامہ ص ۳۰۵۔ ۳۰۳، بائیل سوسائٹی انارکلی لاہور ۱۹۹۲ء) ص ۱: سموئیل، باب: ۱۲ آیت ایک سے آیت بیس تک یہ کچھ تحریف اور رنگ آمیزی کے ساتھ وہی قصہ ہے جس کو قرآن مجید نے ص: ۲۵۔۲۱ میں بیان فرمایا ہے، تورات کی اس عبارت میں بھی ناتن سے مراد کوئی انسان ہے فرشتہ نہیں ہے۔ تورات کی ان آیات میں تحریف کر کے حضرت داؤد (علیہ السلام) پر متی اور یاہ کو قتل کرانے اور اس کی بیوی سے زنا کرنے کا بہتان تراشا گیا ہے۔ العیاذ باللہ، حضرت داؤد (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں اور ان کا دامن اس فحش کام اور گناہ کبیرہ سے پاک ہے، حضرت داؤد (علیہ السلام) اور اللہ تعالیٰ کے تمام نبی معصوم ہیں، ان سے کسی قسم کا گناہ سرزد نہیں ہوتا، صغیرہ نہ کبیرہ، سہواً نہ عمداً صورتاً نہ حقیقتاً، البتہ اجتہادی خطاء سے ان سے بعض خلاف اولیٰ یا مکروہ تنزیہی کام صادر ہو جاتے ہیں اور خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی عصمت کے خلاف ہیں نہ گناہ ہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام سے ان کا صدور اس لیے ہوتا ہے تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ ان کاموں کا کرنا فی نفسہ جائز ہے مکروہ تحریمی نہیں ہے اور انبیاء علیہم السلام

پر چونکہ شریعت کا بیان کرنا فرض ہے اس لیے ان کو ان کاموں پر فرض کا اجر وثواب ملتا ہے اور یہ کام بہ ظاہر خلاف اولیٰ ہوتے ہیں، حقیقت میں درجہ فرض میں ہوتے ہیں، اسی لیے کہا جاتا ہے: حسنات الابرار سیئات المقربین۔

بعض قدیم مفسرین کا تورات کی محرف روایت کو نقل کر کے اس سے استدلال کرنا:

علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے تورات کی اس روایت میں کچھ تخفیف کر کے اس طرح لکھا ہے: وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات حضرت داؤد (علیہ السلام) بیٹھے ہوئے زبور پڑھ رہے تھے کہ روشن دان سے ایک کبوتر اتر آیا، حضرت داؤد اس کو دیکھنے لگے، وہ اڑ کر چلا گیا۔ حضرت داؤد (علیہ السلام) یہ دیکھنے لگے کہ وہ کبوتر کہاں جاتا ہے، پھر ایک نظر ایک عورت پر پڑی جو غسل کر رہی تھی، وہ بے حد حسین اور جمیل عورت تھی، جب اس نے دیکھا کہ حضرت داؤد (علیہ السلام) اس کی طرف دیکھ رہے ہیں تو اس نے اپنے سر کے بالوں سے اپنا جسم چھپا لیا، حضرت داؤد (علیہ السلام) کے دل میں مسلسل اس عورت کا خیال آتا رہا اور وہ فتنہ میں مبتلا ہو گئے، انہوں نے اس کے شوہر کو ایک جنگ میں بھیج دیا اور سپہ سالار کو حکم دیا کہ اس کو ایسی جگہ بھیج دینا جہاں یہ مارا جائے، حتیٰ کہ وہ اس جنگ میں مارا گیا۔

(جامع البیان رقم الحدیث: ۲۲۹۳۹)

علامہ ابن جریر نے دوسری روایت حسن بصری سے ذکر کی ہے، اس میں مذکور ہے: جب مثی اور یاہ جنگ سے واپس نہیں آیا تو حضرت داؤد (علیہ السلام) نے اس کی بیوی کو نکاح کا پیغام دیا اور اس سے نکاح کر لیا اور قتادہ نے کہا: جب وہ مارا گیا تو آپ نے اس کی بیوی سے نکاح کر لیا اور وہی عورت حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی ماں تھی۔ (جامع البیان رقم الحدیث: ۲۲۹۳۸)

امام عبد الرحمن بن محمد بن ابی حاتم متوفی ۳۲۷ھ نے بھی اپنی سند کے ساتھ

اس کو روایت کیا ہے۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: ۱۸۳۶۶، ج ۱۰ ص ۳۲۳۹-۳۲۳۸)

امام ابو اسحاق احمد بن ابراہیم الثعلبی المتوفی ۴۲۷ ھ، علامہ ابو الحسن علی بن محمد الماوردی المتوفی ۴۵۰، امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری المتوفی ۴۶۵ ھ اور اعلامہ جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ ھ نے اس اسرائیلی روایت کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (الکشف والبیان ج ۸ ص ۱۸۶، النکت والعیون ج ۵ ص ۸۶-۸۵، تفسیر القشیری ج ۳ ص ۱۰۲-۱۰۱، الدر المنثور ج ۷ ص ۱۳۹-۱۳۸)

جن محتاط مفسرین نے اس اسرائیلی روایت کو مسترد کر دیا:

اکثر محتاط مفسرین نے اس روایت کو رد کر دیا اور کہا: یہ روایت انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے منافی ہے اور انہوں نے سورۃ "ص" کی ان آیات کا یہ محمل بیان کیا کہ انہوں نے متی اور یاہ سے یہ کہا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے تاکہ حضرت داؤد (علیہ السلام) اس سے نکاح کر لیں اور یہ چیز ان کی شریعت میں معروف اور مروج تھی۔

امام الحسین بن مسعود البغوی المتوفی ۵۱۶ ھ لکھتے ہیں:

حضرت ابن مسعود (رض) نے فرمایا کہ حضرت داؤد (علیہ السلام) نے اس شخص سے یہ کہا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو ان کے لیے چھوڑ دے۔ مفسرین نے کہا ہے کہ یہ ان کی شریعت میں مباح تھا، لیکن اللہ تعالیٰ ان کی اس بات سے راضی نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جتنی عورتیں ان کے نکاح میں دی تھیں اس کی وجہ سے ان کو اس کی ضرورت نہ تھی۔

(معالم التنزیل ج ۴ ص ۵۹، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ ھ)

حسب ذیل مفسرین نے بھی اس اسرائیلی روایت کو رد کر کے سورۂ ص کی

ان آیات کا یہی محمل لکھا ہے۔

حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں حضرت داؤد (علیہ السلام) کے استغفار کی کوئی وجہ ذکر نہیں کی، البتہ انہوں نے اس اسرائیلی روایت کا بہت سختی کے ساتھ رد کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ٤ ص ٣٤، دار الفکر، بیروت، ١٤١٩ ھ)

مفسرین کرام نے حضرت داؤد (علیہ السلام) کے استغفار کی جو توجیہات اور محامل بیان کیے ہیں اب ہم ان کو اختصار اور تلخیص کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔

حضرت داؤد (علیہ السلام) کے استغفار کی توجیہات اور محامل

علامہ محمود بن عمر زمخشری متوفی ٥٣٨ ھ لکھتے ہیں:

اس اسرائیلی روایت میں حضرت داؤد (علیہ السلام) کی طرف یہ منسوب کیا ہے کہ آپ نے (معاذ اللہ) اوریاہ کو قتل کرایا اور پھر اس کی بیوی سے نکاح کرلیا اور یہ ایسا فعل ہے جس کو عام ایک مسلمان کے متعلق بھی سخت عیب، باعث مذمت اور گناہ کبیرہ قرار دیا جاتا ہے۔ چہ جائیکہ اس فعل کو اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم نبی کے ساتھ منسوب کیا جائے۔

سعید بن مسیب اور حارث اعور روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب (رض) نے فرمایا: جس شخص نے حضرت داؤد (علیہ السلام) کے متعلق اس روایت کو بیان کیا میں اس کو ایک سو ساٹھ کوڑے ماروں گا اور انبیاء علیہم السلام پر بہتان لگانے والے کی یہی سزا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے سامنے ایک شخص نے کہا: یہ جھوٹی روایت ہے۔

قرآن مجید میں اس قصہ کے متعلق جو بیان کیا گیا ہے اس کے خلاف بیان

کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا: اس شخص کی بات سننا میرے نزدیک ان تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی ہے جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے۔

(الکشاف ج ٤ ص ٨٤۔ ٨٣، ١٤١٧ھ)

علامہ عبد الرحمان بن علی بن محمد الجوزی المتوفی ٥٩٧ ھ لکھتے ہیں:

یہ اسرائیلی روایت سند کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے اور معنی کے اعتبار سے جائز نہیں ہے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام ایسے فعل سے منزہ ہیں۔

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی ٦٠٦ ھ نے اسرائیلی روایت کا رد کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عتاب کے چار محمل ذکر کیے ہیں، تین محمل وہ ہیں جن کو علامہ ابن جوزی نے نمبر ١، نمبر ٣ اور نمبر چار میں بیان کیا ہے اور چوتھا محمل یہ بیان کیا ہے کہ اوریاہ کی بیوی کی وجہ سے آپ پر عتاب نہیں ہوا، بلکہ اس وجہ سے آپ پر عتاب ہوا کہ آپ نے ایک فریق کی بات سنے بغیر دوسرے فریق کے حق میں فیصلہ کر دیا۔

(تفسیر کبیر ج ٩ ص ٣٨١۔ ٣٨٠، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ١٤١٥ھ)

علامہ ابو الحیان محمد بن یوسف اندلسی متوفی ٧٥٤ ھ نے لکھا ہے کہ آنے والے دو آدمیوں کے متعلق آپ نے یہ گمان کیا تھا کہ وہ آپ کو ضرر پہنچانے آئے ہیں، لیکن جب ایسا نہیں ہوا تو آپ نے ان کے متعلق غلط گمان پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا۔ (البحر المحیط ج ٩ ص ١٥١، دار الفکر، بیروت، ١٤١٢ھ)

علامہ سید محمود آلوسی متوفی ١٢٧٠ ھ نے لکھا ہے:

جو دو آدمی آئے تھے وہ آپ کو قتل کرنے یا ایذاء پہنچانے آئے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ آپ کے پاس اور لوگ بھی ہیں تو تو انہوں نے یہ بہانا کیا کہ وہ آپ کے پاس فیصلہ کرانے آئے ہیں، حضرت داؤد (علیہ السلام) کو معلوم ہو گیا کہ ان کی اصل غرض کیا تھی، آپ نے ان سے انتقام لینے کا ارادہ کیا، پھر انہوں نے یہ

گمان کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان اور آزمائش ہے کہ آیا وہ اپنے نفس کی وجہ سے غضب میں آتے ہیں یا نہیں، تب انہوں نے اپنے رب سے استغفار کیا کہ انہوں نے اپنے نفس کے لیے انتقام لینے کا ارادہ کیا تھا، جب کہ ان کے لائق عفو ودرگزر تھا جس سے انہوں نے عدول کیا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو دو آدمی آپ پر حملہ کرنے کے ارادہ سے آئے تھے آپ نے ان کے لیے اپنے رب سے استغفار کیا اور حضرت داؤد (علیہ السلام) کے یہی شایان شان ہے۔

(روح المعانی جز ۲۳ ص ۲۷۳، دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۳ھ)

موجودہ محرف تورات میں حضرت داؤد (علیہ السلام) کے کردار کو بہت بدنما بنا کر پیش کیا گیا ہے، مجھے عرصہ سے یہ خواہش تھی کہ میں اس موضوع کی چھان پھٹک کروں اور حضرت داؤد (علیہ السلام) کی عصمت کے خلاف جو کچھ لکھا گیا ہے اس کے بطلان کو واضح کروں، فالحمد للہ رب العلمین، اللہ تعالیٰ نے میری یہ خواہش پوری کی اور مجھے حضرت داؤد (علیہ السلام) کے دامن عصمت سے مخالفین کی گرد جھاڑنے کی توفیق، ہمت اور سعادت عطا فرمائی۔

تعریض: محقق سعیدی نے اگرچہ اس روایت مردودہ کو عصمت انبیاء کرام کے مناقض سمجھا شانِ وعظمت انبیاء کے خلاف سمجھا اور اس روایت کو رد کرنے کی کوشش کی۔لیکن شیخ سعیدی چونکہ ذہنی طور پر بریلوی ہے اس لیے دفاع عصمت داؤد میں ناکام رہے۔روایت کو رد کرتے کرتے خود روایت کے بھنور میں پھنس گئے۔اس لیے اس آیت کی تفسیر جواہر القرآن میں ملاحظہ فرمائیں۔

تبصرہ:

بریلوی حکیم الامت احمد یار خان گجراتی اور بریلوی صدر الافاضل نعیم الدین مرادآبادی نے جس مردود موضوع اور اسرائیلی روایت کا اختصار کر کے عصمت

داوُدؑ پر گرد جھاڑنے کی کوشش کی محقق سعیدی بریلوی نے اس روایت کی تفصیل ذکر کر کے بریلوی اکابر کی گستاخی اور جہالت سے پردے چاک کر دیئے، محقق سعیدی کی تحقیق کی رو سے صدرالافاضل، مرادآبادی اور احمد یار گجراتی نے جس روایت کو اختصاراً ذکر کیا وہ روایت یہود سے لی گئی ہے۔ اور بقول سعیدی وہ مردود روایت عصمتِ انبیاء کے خلاف ہے۔ تو بریلوی اکابر عصمت الانبیاء کا انکار کر کے نبوت انبیاء کرام کے منکر قرار پائے۔

مسئلہ عصمت یوسف علیہ السلام

تازیانہ نمبر169: مفتی احمد یار لکھتا ہے:۔

"یوسف علیہ السلام نے ایک نازک موقعہ پر دیکھا کہ یعقوب علیہ السلام سامنے کھڑے ہیں اور دانت میں انگلی دبا کر اشارہ فرمارہے ہیں۔ کہ نبی کے بیٹے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ چٹی چادر پر دھبہ لگ جائے۔"

(خزائن العرفان) (نورالعرفان ص378)

بریلوی صدرالافاضل لکھتا ہے۔

"ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس وقت زلیخا آپ کے درپے ہوئی، اس وقت آپ نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا کہ انگشت مبارک دندانِ اقدس کے نیچے دبا کر اجتناب کا اشارہ فرماتے ہیں۔" (خزائن العرفان ص354)

مفتی احمد یار اور بریلوی صدرالافاضل وغیرہ نے جس روایت کو تفسیر قرآن میں گھسیڑنے کی کوشش کی حسب عادت قطع وبرید سے کام لیا اب بریلوی محقق غلام رسول سعیدی کے قلم سے پوری روایت ملاحظہ فرمائیں۔

غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:۔

"وھم بھا کی باطل تفسیریں امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی نیشاپوری متوفی

٤٦٨ھ لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس (رض) سے سوال کیا گیا کہ حضرت یوسف (علیہ السلام) کے ھم (قصد) کی کیا کیفیت تھی؟ انہوں نے کہا وہ عورت چت لیٹ گئی اور حضرت یوسف (علیہ السلام) بیٹھ گئے۔ (اس کے آگے حیا سوز عبارت ہے) اور یہ سعید بن جبیر، ضحاک، سدی، مجاہد، ابن ابی بزہ، اعمش اور حسن بصری کا قول ہے اور یہی متقدمین کا قول ہے اور متاخرین نے دونوں قصدوں میں فرق کیا ہے۔ ابوالعباس احمد بن یحییٰ نے کہا اس عورت نے گناہ کا قصد کیا اور وہ اپنے قصد پر ڈٹی رہی اور حضرت یوسف (علیہ السلام) نے بھی معصیت کا قصد کرلیا تھا لیکن انہوں نے معصیت کا ارتکاب نہیں کیا اور نہ اس پر اصرار کیا پس دونوں کے ھم (قصد) میں فرق ہے اور ابن الانبار نے اس کی شرح میں کہا اس عورت نے زنا کا عزم کیا اور حضرت یوسف (علیہ السلام) کے قلب میں معصیت کا خطرہ ہوا اور حدیث نفس بھی عارض ہوئی لیکن ان کے اس ھم (قصد) پر گناہ لازم نہیں آیا، جیسے کسی نیک شخص نے سخت گرمی کے دنوں میں روزہ رکھا ہوا ہو اور اس کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی دکھائی دے اور اس کے دل میں پانی پینے کا خیال آئے اور وہ اس کا منصوبہ بھی بنائے لیکن وہ خوف خدا کی وجہ سے پانی نہ پیے تو اس سے اس بات پر مواخذہ نہیں ہوگا کہ اس کے دل میں پانی پینے کا خیال کیوں آیا تھا۔ زجاج نے کہا: مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت یوسف (علیہ السلام) نے گناہ کا ھم (قصد) کرلیا تھا اور جس طرح مرد عورت کے ساتھ اس کام کو کرنے کے لیے بیٹھتا ہے وہ اس طرح بیٹھ گئے تھے کیونکہ انہوں نے کہا تھا:

وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم۔ (یوسف: ٥٣)

اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں کہتا بے شک نفس تو برائی کا بہت

حکم دینے والا ہے سوا اس کے جس پر میرا رب رحم فرمائے بے
شک میرا رب بہت بخشنے والا ہے بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

ابن الانباری نے کہا: اس آیت کی تفسیر میں صحابہ اور تابعین سے جو روایات ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ حضرت یوسف (علیہ السلام) نے گناہ کو قصد کرلیا تھا اور وہ ان اس کو ان کا عیب نہیں شمار کرتے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے گناہ کا قصد کرنے کے باوجود اپنے آپ کو نفس کی خواہش پوری کرنے سے روکا اور ان کا یہ اقدام محض اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کے احکام کی تعظیم کی وجہ سے تھا اور جن لوگوں نے حضرت یوسف (علیہ السلام) کے لیے گناہ کا قصد ثابت کیا ہے وہ حضرت علی اور حضرت ابن عباس (رض) ہیں اور تابعین میں سے وہب بن منبہ اور ابن سیرین وغیرہم ہیں اور یہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے حقوق اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے بلندر درجات کو ان لوگوں کی بہ نسبت بہت زیادہ جاننے والے تھے جنہوں نے حضرت یوسف (علیہ السلام) سے گناہ کی قصد کی نفی کی ہے۔ حسن بصری نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے گناہوں کا اس لیے ذکر نہیں فرمایا کہ اس سے ان کا عیب بیان کیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کا اس لیے ذکر فرمایا ہے تا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور ابو عبید نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اور وہ بھی اس کا قصد کر لیتے اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے۔

لولا ان دابرھان ربہ کی باطل تفسیریں حضرت ابن عباس (رض) اور عامتہ المفسرین نے یہ کہا ہے کہ حضرت یوسف (علیہ السلام) کو حضرت یعقوب (علیہ السلام) کی صورت کی مثال دکھائی گئی کہ وہ اپنی انگلی دانتوں میں دبائے ہوئے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں: کیا تم بدمعاشوں کا سا عمل کر رہے ہو حالانکہ تمہارا نام انبیاء علیہم السلام میں لکھا ہوا ہے پس حضرت یوسف (علیہ السلام) کو یہ سن کر حیا

آ گئی۔ حسن بصری نے کہا: حضرت جبریل (علیہ السلام) حضرت یعقوب (علیہ السلام) کی صورت میں متمثل ہو کر آ گئے تھے اور سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس (رض) سے روایت کیا ہے کہ ان کے لیے حضرت یعقوب مثالی جسم میں آئے اور ان کے سینہ پر ہاتھ مارا تو ان کی انگلیوں کی پوروں سے شہوت نکل گئی۔ سدی نے کہا کہ حضرت یوسف (علیہ السلام) نے دیکھا کہ حضرت یعقوب اپنے گھر میں کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں: اے یوسف! اس سے بدکاری نہ کرو تم ایسا شخص جب تک بدکاری نہ کرے وہ اس پرندہ کی طرح ہے جو فضا میں اور رہا ہو اور اس کو کوئی پکڑ نہ سکتا ہو اور جب وہ بدکاری کر لے تو وہ اس پرندہ کی مثل ہوگا جو مرنے کے بعد زمین پر گر جائے اور اپنے نفس سے کسی چیز کو دور نہ کر سکے اور مجاہد نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف (علیہ السلام) جب اس عورت کے پاس بیٹھ گئے تو ان کے سامنے ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس پر لکھا ہوا تھا:

ولا تقربوا الزنی انه کان فاحشة وساء سبیلا۔

(بنی اسرائیل:۳۲)

اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے۔

حضرت یوسف (علیہ السلام) پھر اٹھ کر بھاگے اور وہ عورت بھی بھاگی اور جب ان کے دلوں سے دہشت دور ہو گئی تو پھر پہلی حالت پر لوٹ گئے تب پھر اسی طرح ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس پر لکھا ہوا تھا:

واتقو یوما ترجعون فیه الی الله ثم توفی کل نفس ما کسبت وهم لا یظلمون۔ (البقرہ:۲۸۱)

اور اس دن سے ڈرو جس دن میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے

پھر ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور
ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

وہ دونوں پھر اٹھ کر بھاگے اور جب ان سے خوف دور ہو گیا تو پھر وہ سابقہ حالت کی طرف لوٹ گئے۔ تب اللہ تعالٰی نے جبریل سے کہا: اس سے پہلے کہ میرا بندہ گناہ میں مبتلا ہو جائے اس کو جا کر سنبھال لو، تب حضرت جبریل اپنی انگلی دانتوں میں دبائے ہوئے آئے اور کہا: اے یوسف! تم جاہلوں کا عمل کر رہے ہو حالانکہ تمہارا نام انبیاء میں لکھا ہوا ہے۔

(الوسیط ج ۲، ص ۶۰۹-۶۰۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ)

ہمارے نزدیک یہ تمام روایات باطل اور مردود ہیں اور وضاعین نے جعلی سند بنا کر ان روایات کو حضرت ابن عباس اور حضرت علی (رض) ایسے صحابہ اور اخیار تابعین کی طرف منسوب کر دیا ورنہ ان نفوس قدسیہ کا مرتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ وہ حضرت یوسف (علیہ السلام) ایسے عفت م آب اور مقدس نبی کے متعلق ایسی عریاں اور فحش روایات بیان کرتے۔ غور کیجیے کہ قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ جب عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف (علیہ السلام) کو دعوت گناہ دی تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی پناہ! وہ میری پرورش کرنے والا ہے، اس نے مجھے عزت سے جگہ دی ہے بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے۔ (یوسف: ۲۳)

اور ان وضاعین نے ایسی ننگی خرافات کو حضرت یوسف (علیہ السلام) کی طرف منسوب کر دیا۔ (تبیان القرآن)

تبصرہ:

مفتی احمد یار گجراتی، نعیم الدین مراد آبادی نے اپنا عقیدہ باطلہ حاضر و ناظر کشید کرنے کی خاطر جس حیا سوز یہودیانہ روایت کو اختصاراً ذکر کیا بریلوی محقق

سعیدی نے اس کی تفصیل ذکر کردی اور محقق سعیدی نے ان روایات کو موضوع فحش، جعلی، ننگی، خرافات قرار دیتے ہوئے عصمت و عظمت یوسفؑ کے خلاف قرار دیا محقق سعیدی کی تحقیق کی روسے بریلوی اکابر احمد یار خان گجراتی اور نعیم الدین مرادآبادی محشی کنزالایمان ترجمہ احمد رضا حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف موضوع فحش، ننگی باطل اور مردود روایت کو قابل استدلال قرار دے کر گستاخ یوسف علیہ السلام اور عصمت یوسفؑ کے منکر ثابت ہوئے اور جو شخص کسی بھی نبی کا گستاخ اور بے ادب ہو اور ان کی عصمت کا منکر ہو، خان صاحب کے فتویٰ کی روسے اس شخص کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہوا کرتا ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں اگر خان صاحب کا فتویٰ درست ہے تو بریلوی حکیم الامت احمد یار خان گجراتی اور بریلوی مفسر نعیم الدین مرادآبادی کے کفر میں شک کرنے کافر قرار پائے گا۔ اور اگر خان صاحب کا فتویٰ درست نہیں تو خان صاحب اپنے فتویٰ کے مطابق مسلمانوں کو کافر قرار دیکر بقول خود کافر قرار پائیں گے۔

عصمتِ ملائکہ پر بریلوی حملہ

تازیانہ نمبر 170: مفتی احمد یار گجراتی لکھتا ہے:۔ ہاروت ماروت دو فرشتے ہیں جو تمام فرشتوں سے زیادہ عابد و زاہد تھے۔ ایک دفعہ بشکل انسانی دنیا میں قاضی و حاکم بنا کر بھیجے گئے، ایک عورت زہرہ کا مقدمہ پیش ہوا۔ جس پر یہ عاشق ہو گئے اور اسکے عشق میں بہت گناہ کر بیٹھے، ادریس (علیہ السلام) کا زمانہ تھا، ان کے وسیلے سے توبہ تو قبول ہوئی مگر بابل کے کنوئیں میں قید کر دیے گئے اور انہیں جادو کی تعلیم کے لیے مقرر کر دیا گیا۔ پتہ لگا کر نورانی فرشتے جب شکل انسانی میں آئیں تو ان میں کھانے پینے بلکہ جمع کرنے کی قوتیں پیدا ہو سکتی ہیں، موسیٰ (علیہ السلام) کی لاٹھی سانپ بن کر کھاتی تھی تلقف ما یافکون لہٰذا حضور بھی اللہ کے نور ہیں مگر بشری

لباس میں آئے تو کھاتے پیتے سوتے جاگتے تھے۔ کبھی نورانیت کا ظہور ہوتا تو کھانے پینے سے بے نیاز بھی ہو جاتے تھے جیسے معراج میں اور روزہ وصال میں، عیسیٰ (علیہ السلام) چوتھے آسمان اور اصحاب کہف غار میں ہزاروں سال سے بغیر کھائے پیئے زندہ ہیں۔ یہ ہے نورانیت کا ظہور۔ (نور العرفان ص 24)

بریلوی مناظر اعظم لکھتا ہے: ھاروت ماروت دونوں فرشتے تھے۔۔۔۔۔ تو دونوں نے شراب پی پھر جب دونوں بیہوش نشہ ہوئے تو زہرہ عورت پر چڑھے، اور دونوں نے اس سے زنا کیا، تو ان دونوں کو ایک آدمی نے دیکھ لیا تو انہوں نے اس آدمی کو قتل کر دیا کیوں جی اب تمہاری تسلی ہو گئی کہ نوری صحبت کر سکتا ہے کھا پی سکتا ہے اس سے نور میں فرق نہیں آتا ھاروت و ماروت نوری ہیں نور کی پیدائش میں پھر انہوں نے زنا کر کے قتل کر کے دکھا دیا تا کہ میرے پیارے نوری مصطفیٰ ﷺ جو مبرا ہیں ہر عیب سے کے ازواجِ مطہرات اور حلال کھانے پینے سے نور میں فرق نہ آئے۔۔۔۔۔۔

ھاروت و ماروت فرشتوں کا بازاروں میں چلنا اور زنا کرنا:

پھر وہ دو فرشتے زہرہ کے مکان پر آئے تو دو فرشتے زہرہ کے پاس جمع ہوئے تو زہرہ کا بھی ارادہ ھو گیا۔ تو زہرہ نے کہا کہ میں تو تمہارے پاس نہیں آؤں گی۔ حتیٰ کہ تم دونوں میری شراب پیو اور میرے پڑوسی کے بیٹے کو قتل کرو۔ اور میرے بت کو سجدہ کرو تو دونوں نے جواب دیا ہم سجدہ نہیں کرینگے۔ پھر دونوں نے شراب پی لی۔ پھر وہ قتل کیے گئے، دونوں عورت پر واقع ہو گئے تو دونوں ڈرے کہ ان دونوں کی خبر انسان دے دے گا۔ تو ان دونوں نے اس کو قتل کر دیا۔

(مقیاسِ نور ص 180)

فیصلہ اعلیٰ حضرت:

احمد رضا خان بریلوی لکھتا ہے:۔

الجواب: جناب من! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔ قصہ ہاروت وماروت جس طرح عام میں شائع ہے ائمہ کرام کو اس پر سخت انکار شدید ہے، جس کی تفصیل شفاء شریف اور اس کی شروح میں ہے، یہاں تک کہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

هذه الاخبار من كتب اليهود وافترائهم۔

یہ خبریں یہودیوں کی کتابوں اور ان کی افتراؤں سے ہیں۔ ان کو جن یا انس مانا جائے جب بھی درازی عمر مستبعد نہیں۔ سیدنا خضر وسیدنا الیاس وسیدنا عیسیٰ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم انس ہیں اور ابلیس جن ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص 397، ج 26)

تبصرہ:

بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی اور بریلوی مناظر اعظم عمر اچھروی نے اپنا عقیدہ باطلہ انکارِ بشریت کشید کرنے کے لیے ایک موضوع مردود اور یہودیانہ روایت سے استدلال کرتے ہوئے عصمتِ ملائکہ پر حملہ آور ہو کر ملائکہ کو زانی اور شرابی قرار دیا، جبکہ خان صاحب بریلوی نے اس روایت اور یہودیوں کا افتراء قرار دیا اور انکارِ شدید نقل کیا تو اب دو ہی صورتیں ہیں اگر خانصاحب کا فتویٰ درست تسلیم کیا جائے تو مناظر اعظم محمد عمر اچھروی اور مفتی احمد یار گجراتی یہودی، مفتری عصمتِ ملائکہ کے منکر ہو کر کافر قرار پائیں گے، اور اگر خان صاحب کا فتویٰ درست نہیں تو خان صاحب دونوں بریلوی علماء کو یہودی، مفتری اور کافر قرار دیکر اپنے فتویٰ کی روسے بریلویوں کے نزدیک کافر قرار پائیں گے۔

تنویر مزید:

بریلوی محقق سعیدی لکھتا ہے: ھاروت اور ماروت اللہ تعالیٰ کے دو مقرب فرشتے ہیں اور ان کا واقعہ صرف اسی قدر ہے جس کو ہم نے بیان کر دیا ہے' بعض روایات میں ان کے متعلق یہ مذکور ہے کہ انہوں زمین پر آ کر گناہ کیا' ان تمام روایات کو محققین علماء نے مسترد کر دیا ہے' ہم پہلے وہ روایات بیان کرتے ہیں' پھر ان کے مردود ہونے پر دلائل کو پیش کریں گے' پھر ان کے متعلق محققین کی تصریحات کو بیان کریں گے۔ فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق:

امام ابن جریر طبری (رح) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لیے آسمان سے جھری کی' جب انہوں نے بنو آدم کو گناہوں کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا: اے رب! یہ وہ بنو آدم ہیں جن کو تو نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا اور وہ گناہوں کا ارتکاب کر رہے ہیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر ان کی جگہ تم ہوتے تو تم بھی ان کی طرف عمل کرتے' انہوں نے کہا: تو سبحان ہے' ہم ایسا نہیں کر سکتے' پھر ان سے کہا گیا کہ تم دو فرشتوں کو منتخب کرلو تو انہوں نے ھاروت اور ماروت کو منتخب کر لیا' انہیں زمین پر بھیج دیا گیا اور ان کے لیے زمین پر ہر چیز حلال کر دی گئی اور شرک' چوری' زنا' شراب نوشی اور قتل ناحق سے منع کر دیا' وہ زمین پر آ کر رہنے لگے وہاں انہوں نے بیذغت نام کی ایک عورت دیکھی جو بہت حسین تھی' وہ اس پر فریفتہ ہو گئے انہوں نے اس سے زنا کا ارادہ کیا لیکن جب وہ عورت اس کے بغیر راضی نہ ہوئی تو انہوں نے یہ سب کام کر لیے' اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ منظر دکھایا فرشتوں نے کہا: تو سبحان ہے اور تجھ کو خوب علم ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان۔۱ (حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام ابن اسحق کے

حوالے سے لکھا ہے کہ ھاروت اور ماروت کا قصہ حضرت نوح (علیہ السلام) کے زمانہ سے پہلے کا ہے اور سحر نوح (علیہ السلام) سے پہلے موجود تھا' اسی لیے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ قوم نوح نے ان کو ساحر گمان کیا اور قوم فرعون سے پہلے سحر موجود تھا' وہ بھی حضرت سلیمان (علیہ السلام) سے پہلے تھی۔ (فتح الباری ج ۱۰ص ۱۲۳)

اور طبری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے زمانہ کا ہے' واللہ اعلم۔ ۱۲۔

بن داؤد (علیہ السلام) کے ذریعہ ان کو یہ پیغام دیا کہ وہ دنیا اور آخر کے عذاب میں سے کسی ایک کو اختیار کرلیں انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کرلیا' سو ان کو بابل (دنیا وند یا عراق یا کوفہ کی ایک بستی) میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ (مجاہد نے بیان کیا کہ وہ لوہے کی زنجیروں کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں (ص ۳٦٥) اور ان کے ٹخنوں کو ان کی گردنوں کے ساتھ بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے۔

(جامع البیان ج ۱ص' ۳٦۳' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت' ۱٤۰۹ھ)

امام ابن جریر (رح) نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی (رض) سے روایت کیا ہے کہ فارس میں زہرہ نام کی ایک حسین عورت تھی' ھاروت اور ماروت نے اس سے اپنی خواہش پوری کرنا چاہی' اس نے کہا: مجھے وہ کلام سکھاؤ جس کو پڑھ کر میں آسمان پر چلی جاؤں انہوں نے اس کو وہ کلام سکھایا' وہ اس کو پڑھ کر آسمان پر چلی گئی اور وہاں اس کو مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا گیا۔

(جامع البیان ج ۱ص' ۳٦۳' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت' ۱٤۰۹ھ)

ھاروت اور ماروت کی معصیت کی روایت کا قرآن مجید سے بطلان: زہرہ ستارہ تو آسمان پر شروع سے موجود ہے اس لیے یہ روایت عقلا باطل ہے اور ھاروت اور ماروت کے گناہ کا جو ذکر ہے یہ قرآن مجید کی ان آیات کے خلاف ہے جن میں

فرشتوں کی عصمت کو بیان فرمایا ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) "لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون"

(التحریم:٦٦)

ترجمہ: وہ (فرشتے) اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

(آیت) "بل عباد مکرمون ۔ لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون"۔ (الانبیاء:٢٧-٢١)

ترجمہ: بلکہ (سب فرشتے) ان کے مکرم بندے ہیں۔ اس (کی اجازت) سے پہلے بات نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند رہتے ہیں۔

"وھم لا یستکبرون۔ یخافون ربھم من فوقھم ویفعلون ما یؤمرون"۔ (النحل:٥٠-٤٩)

ترجمہ: وہ (فرشتے) تکبر نہیں کرتے۔ اپنے اوپر اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔۔

"ومن عندہ لا یستکبرون عن عبادتہ ولا یستحسرون"۔ "یسبحون الیل والنھار لا یفترون"

(الانبیاء:٢٠-١٩)

ترجمہ: اور جو اس کے پاس (فرشتے) ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ وہ تھکتے ہیں۔ رات اور دن اس کی تسبیح کرتے ہیں (اور ذرا) سستی نہیں کرتے۔

اپنی سند کے ساتھ کعب احبار سے روایت کیا ہے اور اس کی سند زیادہ صحیح

ہے' امام حاکم نے "مستدرک" میں اور امام ابن ابی حاتم (رح) نے اس کو اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۳۸۔ ۳۷ 'مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

یہ تمام روایات ضعیف ہیں' حضرت ابن عمر وغیرہ سے' بہت بعید ہے کہ وہ ایسی روایت کریں' ان میں سے کوئی روایت صحیح نہیں ہے' فرشتے اللہ کے سفیر اور اس کی وحی پر امین ہیں' وہ اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے' ہر چند کہ عقلاً فرشتوں سے معصیت ممکن ہے اور ان میں شہوت کا پیدا ہونا ممکن ہے اور ہر ممکن اللہ کی قدرت میں ہے' لیکن یہ ممکن بغیر کسی صحیح حدیث کے ثابت نہیں ہو سکتا اور اس قصہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے' اور اس کے صحیح نہ ہونے پر یہ دلیل ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں ان سات سیاروں کو پیدا کیا' زحل' مشتری' بہرام' عطارد' زہرہ' شمس اور قمر' اور اس روایت میں یہ بیان کیا ہے کہ وہ عورت زہرہ ستارہ بن گئی۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۵۲ '۱۳۸۷ھ)

قاضی ابوبکر بن العربی نے لکھا ہے کہ فرشتوں سے معصیت ممکن ہے اور قرآن مجید کی جن آیات میں بہ طرق عموم فرشتوں کی عصمت بیان کی گئی ہے ان میں تخصیص ہو سکتی ہے کیونکہ علم اصول میں مقرر ہے کہ عام میں تخصیص ہو سکتی ہے۔

(احکام القرآن ج ۱ ص ۴۷، ۱۴۰۸ھ)

قاضی ابوبکر کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید کا عموم قطعی ہے اور اس کے عموم کا ناسخ اور مخصص بھی اس کے مساوی ہونا چاہیے' اس لیے اس عموم کا مخصص یا تو قرآن مجید ہو سکتا ہے یا حدیث صحیح متواتر' اور ان روایات میں سے تو ایک حدیث بھی

صحیح نہیں ہے چہ جائیکہ احادیث صحیحہ متواترہ ہوں۔

امام رازی لکھتے ہیں:

یہ تمام روایات فاسد مردود اور غیر مقبول ہیں' کتاب اللہ میں ان میں سے کسی پر دلالت نہیں ہے' اور قرآن مجید میں فرشتوں کی عصمت بیان کی گئی ہے' یہ روایات اس کی مخالف ہیں' نیز ان روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ھاروت اور ماروت کو عذاب دنیا اور عذاب آخرت میں اختیار دیا گیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ تاحیات شرک کرنے والے کو بھی توبہ اور عذاب آخرت کے درمیان اختیار دیتا ہے' سو یہ روایات اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ کے بھی خلاف ہیں' اور ان بعض روایات میں بھی مذکور ہے کہ وہ حالت عذاب میں لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور جادو کی دعوت دیتے تھے اور یہ غیر معقول ہے' رہا یہ امر کہ ان فرشتوں کو کیوں نازل کیا گیا تھا؟ سو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں بہت جادوگر ہو گئے تھے جو جادو سے عجیب وغریب کام کرتے اور نبوت کا دعویٰ کرتے اور لوگوں کو اس کے معارضہ کا چیلنج کرتے' تب اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو جادو سکھانے کے لیے بھیجا تاکہ مومنین جھوٹے نبیوں کا جادو سے معارضہ کر سکیں۔ (تفسیر کبیر ج۱ ص ۴۲۹ '۱۳۹۸ھ)

امام رازی کی بیان کردہ یہ وجہ صحیح نہیں ہے کیونکہ جادو کا معارضہ کرنا جادو کرنے پر موقوف ہے حالانکہ لوگوں کو جادو کرنے سے وہ فرشتے منع کرتے تھے' البتہ یہ کہنا صحیح ہے کہ جادو کی حقیقت جاننے کے بعد لوگوں پر یہ بات کھل گئی تھی کہ جھوٹے نبی جو کچھ عجیب وغریب کام دکھا رہے ہیں یہ جادو ہے معجزہ نہیں ہے' اس لیے اس زمانہ میں جادو کا سیکھنا اور سکھانا صحیح تھا۔

علامہ ابوالحیان اندلسی لکھتے ہیں:۔

ان روایات میں سے کوئی چیز صحیح نہیں ہے' اور فرشتے معصوم ہیں' وہ اللہ تعالیٰ

کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے' اور فرشتوں کو جادو سکھانے کے لیے اس لیے بھیجا گیا تھا کہ جس جادو سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور اس کے دوستوں میں تفرقہ ہو جائے وہ اس زمانہ میں مباح یا مستحب تھا۔ (البحر المحیط ج ۱ ص ۵۲۸ 'مطبوعہ دار الفکر' بیروت' ۱۴۱۲ھ)

قاضی بیضاوی شافعی لکھتے ہیں:

یہ روایات یہود سے نقل کی گئی ہیں۔ (تبیان القرآن)

تازیانہ نمبر171: بریلوی مناظر اعظم نظام الدین ملتانی لکھتا ہے۔

سوال: ۔ مسجد میں ب آواز بلند درود شریف یا کوئی اور ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں؟۔

الجواب: ۔ جائز ہے بشرطیکہ دوسروں کو اس کی آواز سے تکلیف نہ پہنچے۔ اور اصول کا مسئلہ اصل اشیاء میں اباحت ہے جب تک اس کی ممانعت پر شرعی دلیل ناطق نہ ہو اور ذکر اذکار جہر کے کرنے پر حدیث مسلم و جوہر نقی مشکوٰۃ باب الذکر بعد" الصلوٰۃ عن عبد اللہ بن الزبیر قال کان رسول اللہ ﷺ اذا سلم من صلوتہ یقول بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ" الخ

پس اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ ذکر بلند آواز سے کرنا جائز ہے ورنہ آنحضرت ﷺ کیوں بعد صلوٰۃ کے جہر ذکر فرماتے وھکذا فی فتاویٰ عالمگیر وغیرہ۔ فقط والعلم عند اللہ۔ (المجیب فقیر محمد نظام الدین ملتانی عفی عنہ) (انوار شریعت ص 277)

☆......امام اہل بدعت احمد رضا خان لکھتا ہے:۔

وثانیاً منع الاذان فی المسجد منع رفع الصوت فیہ ومنع رفع الصوت بالذکر لیس منع الذکر فقد ثبت عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بعض المواطن اذقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ایھا الناس

اربعوا علی انفسکم فانکم لاتدعون اصم ولا غائبنا
ولکن تدعون سمیعًا بصیرا۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذ اعلا عقبۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۴۴) (صحیح مسلم
کتاب الذکر والدعاء باب خفض الصوت بالذکر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۴۶)

وما کان لینہاھم عن ذکر اللہ تعالٰی وقد قدمنا عن
الدرر والاشباہ وغیرھما کراھۃ رفع الصوت بالذکر
فی المسجد

(الاشباہ والنظائر الفن الثالث القول فی احکام المسجد ادارۃ القرآن کراچی ۲/۲۲۳)

ثانیاً مسجد میں اذان منع کرنے کا مطلب آواز بلند کرنے کو منع کرنا ہے اور ذکر الٰہی کے ساتھ آواز بلند کرنے کی ممانعت ذکر کی ممانعت نہیں ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ بعض مواقع پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ذکر بالجہر سے منع فرمایا، ارشاد نبوی ہے: "اے لوگو! اپنے نفسوں پر آسانی کرو تم کسی غائب اور بہرے کو نہیں بلا رہے ہو، تم تو سننے والے اور دیکھنے والے کو پکار رہے ہو۔" بھلا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کسی کو ذکر الٰہی سے روکتے تھے، ہم ماسبق میں درر وغیرہ کے حوالے سے واضح کر چکے ہیں "کہ مسجد میں بلند آواز سے ذکر مکروہ ہے"۔

وفی المسلک المتقسط لعلی القاری: "قد صرح ابن
الضیاء ان رفع الصوت فی المسجد حرام ولو بالذکر"
ملا علی قاری کی مسلک متقسط میں ابن ضیاء کی تصریح ہے
کہ "مسجد میں آواز بلند کرنا حرام ہے چاہے ذکر الٰہی ہی کیوں نہ ہو۔"

(المسلک المتقسط مع ارشاد الساری فصل استلام الرکن الیمانی مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۱۰)

وصرح فی الکافی الامام الحاکم شهید الذی جمع فیه
کلام الامام محمد وفی المحیط والفتح والبحر وشرح
اللباب و ردالمحتار و غیرها بکراهة رفع الصوت
بالقرآن فی الطواف فهل تراهم (والعیاذ بالله)
داخلین فی هذا الوعید الشدید حاشاهم عن ذلك بل
انت فی ضلال بعید.

کافی حاکم شہید مجموعہ کلام امام محمد اور محیط، فتح القدیر، بحر الرائق، شرح لباب وشامی وغیرہا میں ہے: "طواف میں بلند آواز سے قرآن شریف منع ہے۔" تو پناہ بخدا یہ کہا جائے گا کہ یہ سارے ائمہ وعلماء معاذ اللہ قرآن وحدیث کی مذکورہ بالا وعید میں داخل ہیں۔ وہ حضرات تو اس وعید سے بلاشبہ پاک ہیں، یہ خود آپ کی اپنی گمراہی ہے۔ (ردالمحتار کتاب الحج باب الاحرام داراحیاء التراث العربی بیروت ۲ / ۱۶۸)(فتح القدیر کتاب الحج باب الاحرام مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲ / ۳۹۰)، (بحر الرائق کتاب الحج باب الاحرام ۲ / ۳۲۹)(فتاویٰ رضویہ، ج27، ص287)

تبصرہ:

بریلوی مناظر اعظم نظام الدین ملتانی کی تحقیق کی رو سے مسجد میں بآوازِ بلند ذکر کرنا جائز ہے اور صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ جبکہ خان صاحب بریلوی کے نزدیک مسجد میں بآوازِ بلند ذکر کرنا حرام ہے، نظام الدین ملتانی کے فتویٰ کی رو سے خان صاحب بریلوی جائز اور حلال کو حرام قرار دیکر اور فرمانِ رسول ﷺ کے منکر اور واصل جہنم قرار پائے۔ اور خان صاحب کے فتویٰ کی رو سے نظام الدین ملتانی حرام کو جائز قرار دیکر مرتکب کفر ثابت ہوئے۔

ایٹمی حملہ

تازیانہ نمبر172: خان صاحب بریلوی لکھتا ہے۔

سوال: ۔مسئلہ خدا کو ہر جگہ حاضر کہنا کیسا ہے۔

الجواب: ۔اللہ عزوجل جگہ سے پاک ہے یہ لفظ بہت برے معنی کا احتمال رکھتا ہے اس سے احتراز لازم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص640 ج14)

☆۔۔۔۔مفتی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے: ہر جگہ میں حاضر ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں۔ (جاء الحق ص:۱۶۱)

☆۔۔۔۔خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے ہر جگہ میں ہونا رسول خدا ﷺ کی ہی شان ہوسکتی ہے۔ (جاء الحق)

بریلوی غزالی زماں رازی دوراں علامہ احمد سعید کاظمی لکھتا ہے: "کوئی شخص قیامت تک ثابت نہیں کرسکتا کہ صحابہ کرام ؓ یا تابعین یا آئمہ مجتہدین نے کبھی اللہ تعالیٰ کے لیے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کیا ہو۔ اور اسی لیے متاخرین کے زمانہ میں بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا شروع کیا تو اس دور کے علماء نے اس پر انکار کیا بلکہ بعض علماء نے اس اطلاق کو کفر قرار دے دیا۔

(مقالات کاظمی، ج3/ص109، تسکین الخواطر ص5)

مقصودی نکتہ:

خان صاحب بریلوی احمد یار گجراتی، احمد سعید کاظمی کی عبارات سے واضح ہوا کہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر و ناظر کہنا برے معنی کا محتمل یعنی گستاخی، بے ادبی، بے دینی اور کفر ہے۔

ہدفِ حملہ:

سلطان باہو فرماتے ہیں:۔

نال یقین کمال مکمل ایہ گل ثابت ہوئی
دوہیں جہانیں حاضر و ناظر اللہ باجھ نہ کوئی
اے دل چپ کر ہو کے فانی نہ پڑھ ثالث ثانی
اکو اوہ مقصود دلاں دا حاضر و ناظر جانی

دیوان باہو:

☆۔۔۔۔۔بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار خان لکھتا ہے:۔
"اس طرح ہر جگہ ہر ایک کے ساتھ ہونا خدا تعالیٰ کی صفت ہے۔"

(معلم تقریر ص147)

نیز لکھتا ہے:۔"وہ (اللہ تعالیٰ) تو ہر جگہ ہمارے ساتھ حاضر ہے۔"

(ایضاً ص146)

☆۔۔۔۔۔بریلوی مناظر اشرف سیالوی لکھتا ہے:۔
"خدا مصطفیٰ ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھ کر پوری ایمان داری اور دیانت داری سے فیصلہ کرو۔" (تنویر الابصار ص8)
☆۔۔۔۔۔بریلوی خواجہ شمس الدین سیالوی لکھتا ہے:۔
"خدا کو حاضر و ناظر جان کر نماز اور روزے پر استقامت کرو۔"

(مراۃ العاشقین ص119)

مقصودی نکتہ:

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ، خواجہ شمس الدین سیالوی، مناظر اشرف سیالوی اور مفتی احمد یار گجراتی بذاتِ خود اللہ تعالیٰ کے لیے ہر جگہ حاضر و ناظر کہنے پر زور دے رہے ہیں۔

تبصرہ:

خان صاحب بریلوی، بریلوی حکیم الامت احمد یار گجراتی، بریلوی اور غزالی دوراں احمد سعید کاظمی کے فتویٰ کی رو سے سلطان باہوؒ، خواجہ شمس الدین سیالوی، خود احمد یار گجراتی، اشرف سیالوی، نظام الدین سیالوی وغیرہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہہ کر بے ادب، گستاخ بارگاہ الٰہی، بے دین اور بعض بریلوی علماء کے نزدیک کافر قرار پائے۔ خواص و عوام بریلویہ کے لیے اب دو ہی راستے ہیں اگر بریلوی علماء کے فتویٰ پر اعتماد کریں تو مذکورہ شخصیات کو کافر سمجھنا واجب اور ضروری ہوگا ورنہ اپنا ایمان جائے گا اور اگر علمائے بریلویہ کا فتویٰ درست تسلیم نہ کیا جائے تو علمائے بریلویہ کو تکفیر اولیاء کے جرم میں زندیق اور کافر سمجھنا بقائے ایمان کے لیے شرط ہوگا۔

☆......بریلوی مناظر نظام الدین ملتانی لکھتا ہے:۔

تازیانہ نمبر173:

سوال:۔ از جانب حضرت مولانا مولوی معنوی استاذیم صاحب جان محمد مدظلہ العالی مورخہ 12/5/6 کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی صاحب ہمارے علاقہ میں وعظ کرتا پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والاصفات کو ہر آن و ہر وقت حاضر و ناظر سمجھنا چاہیئے اور مسلمانوں کے ہر گھر میں موجود رہتے ہیں پس یہ کہنا مولوی مذکور کا شرعاً کہاں تک صحیح اور درست ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ ہر آن اور ہر وقت حاضر و ناظر خداوند کریم لم یلد ولم یولد کا خاصہ ہے اور ذات لایزال لیس کمثلہ شیئ ہے اور اس کے صفات بھی لیس کمثلہ شیئ ہیں اور اسی طرح کے صفات ذاتیہ ہیں کسی انبیاء و اولیاء عظام کو شریک کرنا یا ویسا ہی سمجھنا اور اس پر اعتقاد کرنا صریح کفر ہے۔ چنانچہ فتاویٰ بزازیہ سے مولانا مولوی

عبدالحی مرحوم ومغفوراپنے (فتاویٰ جلد اول صفحہ 328وجلد 3،صفحہ 5) میں بایں طور پر تحریر فرماتے ہیں"وتزوج بلا شهود وقال"وخدائے ورسول وفرشتگان را گواه کردم یکفر لانه اعتقد ان الرسول والملك يعلمان الغيب انتهى ونيز بزازيه است" وعن هذاقال علماؤنامن قال ان الارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر انتهى "اور جلد سوم یوں مسطور ہے۔

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے:الجواب:

خان صاحب بریلوی لکھتا ہے: جس نے کہا کہ دُور سے سننا صرف اُس کی شان ہے اس نے رب عزوجل کی شان گھٹائی وہ پاک ہے اس سے کہ دور سے سُنے ،وہ ہر قریب سے قریب تر ہے، دور سے سننا اس کی عطا سے اس کے محبوبوں ہی کی شان ہے،اُسے حاضروناظر بھی نہیں کہہ سکتے ،وہ شہید وبصیر ہے، حاضر وناظر اس کی عطا سے اُس کے محبوب علیہ افضل الصلوۃ والسلام ہیں۔(فتاویٰ رضویہ ج29/ص333)

ارشادات مناظر اعظم: بریلوی مناظر اعظم مولوی عمر اچھروی لکھتا ہے:اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ کی تمام اُمتوں پر گواہی لی جائے گی اور لفظ شہادت سے صاف ظاہر ہے کہ شہادت حاضر ناظر کی ہوسکتی ہے ورنہ شہادت کا مصداق صحیح نہیں بن سکتا۔(مقیاس حنفیت:ص:۲۶۴)

☆۔۔۔آپ ﷺ کا رسول اللہ ہونا تمام کی طرح تب صحیح ہوسکتا ہے جب آپ ﷺ تمام کے واسطے حاضر ناظر ہوں (ص:۲۶۶)

☆۔۔۔بہر حال تم کو اس آیت کریمہ کے مطابق نبی ﷺ کو حاضر ناظر ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔(ص:۲۶۷)

☆۔۔۔افسوس کی بات ہے کہ جب اللہ تعالی ارشاد فرماوے کہ شیطان تمہارے لئے حاضر ناظر ہے تو اس کے حاضر ناظر ہونے پر فورا ایمان لے آؤ۔۔۔لیکن اللہ

تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے حاضر ناظر ہونے کی صاف دلیل ارشاد فرما دیں تو اس کا صاف انکار کیا جاتا ہے۔(ص:۲۷۲،۲۷۳)

☆۔۔۔۔ ما کنت تقول فی ھذا الرجل۔۔۔۔۔۔ تمام روئے زمین میں کروڑو ل مرتے ہیں ہر ملک میں اور ہر ایک مردہ کو زندہ کر کے منکر نکیر ایک ہی وقت میں کروڑہا مقامات پر اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ بھی کروڑھا جگہ ایک ہی وقت میں تمام قبور میں پیش کئے جاتے ہیں اور اسی وقت ہی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں بھی آپ تشریف فرماتے ہوتے تھے ایک ہی وجود اطہر اللہ کے حکم سے بلا تجزیہ نفس و بلا تعدد ذات ایک ہی وقت میں کروڑہا جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا ایک ہی وقت میں روئے زمین پر حاضر و ناظر ہیں جو اپنے زائرین کو مختلف مقامات پر زیارت سے مشرف فرما رہے ہیں اور تحت الارض بھی کروڑہا ملکوں میں بلا امتیاز زیارت کروا رہے ہیں اور خواص کو بلا نوم و بلا مراقبہ بالمشافہ زیارت سے سرفراز فرما رہے ہیں جیسے کہ قبور میں اہل قبور کے واسطے نبی ﷺ کا حاضر ناظر ہونا اور آپ کی پہچان پر فلاح کا دارومدار ہے اسی طرح فوق الارض بھی ہر اہل ایمان کے واسطے آپ کو حاضر و ناظر سمجھنا کسوٹی ایمان ہے۔ بلکہ اگر آدمی کو سمندر میں مچھلیاں نگل جائیں اور غذا بنالیں تو وہاں بھی نکیرین آپ ہی کی ذات بابرکات کو جو نفس کے واپس آنے سے اولیٰ تر ہیں انہیں کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ اب عالم برزخ میں بھی آپ کا حاضر ناظر ہونا عالم دنیا میں بھی اور عالم ملکوت میں بھی اور لامکان میں بھی اور روضہ اطہر پر جا نے والوں کو بھی سوال کا جواب دیتے، فرماتے ہیں اور جنت پر تخت نشین بھی ہیں ۔۔۔۔۔ الخ (مقیاس حنفیت:ص:۲۷۷)

☆۔۔۔۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ کے حاضر و ناظر ہونے کے واسطے قید زمانی یا مکانی نہیں۔(ص:۲۷۸)

☆ ۔۔۔اگر نبی ﷺ تمام دنیا میں حاضر و ناظر نہیں تو السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ کہنا آپ کیوں ارشاد فرماتے ہیں۔ (مقیاس: ص: ۲۷۸)

☆ ۔۔۔لہٰذا آپ تمام روئے زمین پر حاضر ناظر ثابت ہوئے۔ (ص: ۲۷۹)

☆ ۔۔۔ثابت ہوا کہ حضور ﷺ زوجین کے جفت کے ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ (ص: ۲۸۲)

☆ ۔۔۔بلاشک آپ ﷺ کے جسم اطہر سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے، نہ کوئی جگہ نہ محل، نہ امکان، نہ عرش، نہ کرسی نہ قلم نہ جنگل نہ دریا نہ نرم زمین نہ سخت زمین اور نہ برزخ اور نہ قبر۔ (ص: ۲۸۶)

اِرشادات حکیم الامت:

☆ ۔۔۔بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں:۔ اور ایک وقت میں ہزارہا جگہ ہزاروں مردے دفن ہوتے ہیں تو اگر حضور حاضر ناظر نہیں ہیں تو ہر جگہ جلوہ گری کیسی؟ ثابت ہوا کہ حجاب ہماری نگاہوں پر ہے۔ (جاء الحق: ص: ۱۴۶)

☆ ۔۔۔ان عبارات سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی نگاہ پاک ہر وقت عالم کے ذرہ ذرہ پر ہے۔ (ص: ۱۵۵)

☆ ۔۔۔اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے عالم ظہور میں جلوہ گری سے پہلے ہر ایک کے ایک ایک حالات کا مشاہدہ فرمایا۔ (ص: ۱۵۶)

وہی لامکان کے مکیں ہوں
سرِ عرش تخت نشین ہوئے
وہ نبی ہیں جن کے ہیں
یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکان نہیں

(ص: ۱۶۲)

☆ ۔۔۔۔خلیفہ اعلیٰ حضرت امجد علی بریلوی لکھتا ہے: زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے۔ (بہار شریعت: ص: ۱۳، ج: ۱)

ارشاداتِ امین:

مولوی امین فیصل آبادی لکھتا ہے:۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضور ﷺ صرف روح کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں یہ خیال صحیح نہیں ہے بلکہ سید دو عالم ﷺ اپنے حقیقی جسم مبارک کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں چنانچہ مندرجہ بالا ارشاد میں اسی کی تصدیق موجود ہے بلکہ ہمارے اکابر نے اس امر کی تصریح بھی فرمادی ہے۔ (حاضر ناظر رسول: ص: ۹۳)

☆ ۔۔۔۔سید العالمین ہم میں ظاہری اور معنوی طور پر بلکہ اپنے جسم و روح مبارکہ کے ساتھ موجود ہیں، علم باطن کے طور پر بھی اور دلائل شرعیہ کے طور پر بھی موجود ہیں۔ (ص: ۹۴)

☆ ۔۔۔۔یوں ہی سید العالمین ﷺ کا جسد حقیقی کون و مکان سے فرش و عرش سے لوح و قلم سے بدر جہا بڑا ہے اس لئے مشرق و مغرب سے، شمال و جنوب سے بیک وقت زیارت کی جاسکتی ہے۔ (ص: ۵۴)

☆ ۔۔۔۔ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر سے نہ کوئی مکان خالی ہے نہ زمان نہ کوئی محل خالی ہے نہ امکان نہ عرش نہ لوح نہ کرسی نہ قلم نہ خشکی خالی ہے نہ دریا، نہ نرم زمین خالی ہے، نہ سخت نہ برزخ خالی ہے نہ کوئی قبر اور بے شک نبی اکرم ﷺ کے جسد اطہر سے روضہ اقدس پر ہے یوں ہی ملک اور ملکوت بھی پر ہیں۔ (ص: ۴۵)

☆ ۔۔۔۔رسول اکرم ﷺ سب جہانوں میں حاضر موجود ہیں اور سید العالمین ﷺ سے کون و مکان اور زمان پر ہیں۔ (ص: ۳۸)

☆ ۔۔۔۔اللہ تعالیٰ حاضر ناظر ہے تو بالذات اور اللہ تعالیٰ کے نبی حاضر و ناظر ہیں تو

اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ (ص:۱۰)

☆۔۔۔روئے زمین ولیوں کی نظر میں یوں جیسے دستر خوان ہوتا ہے۔ (ص:۷۷)

☆۔۔۔میں کہتا ہوں کہ روئے زمین ولیوں کی نظر میں یوں جیسے انگلی کا ناخن ہوتا ہے (ص:۷۷)

تلبیساتِ سعید:

☆۔۔۔مشہور معاند و مجادل مولوی سعید اسد لکھتا ہے:۔ہم اہل سنت و جماعت نبی مکرم ﷺ کے جسم بشری کے ساتھ ہر جگہ موجود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی نورانیت کے ساتھ روئے زمین پر موجود ہے اسی طرح نبوت کے آفتاب حضرت جناب محمد ﷺ اپنے جسم اطہر جسم بشری کے ساتھ گنبد خضریٰ میں جلوہ گر ہیں لیکن اپنی نورانیت روحانیت اور علمیت کے ساتھ ہر جگہ جلوہ گر ہیں۔

(حاضر ناظر: ص:٦)

☆۔۔۔ہم اہل سنت و جماعت نبی اکرم ﷺ کو امت کے جملہ اعمال پر حاضر ناظر نزول قرآن کی تکمیل کے بعد سے مانتے ہیں، نزول قرآن کی تکمیل سے پہلے امتیوں کے ہر ہر عمل پر حاضر ناظر ہونے کا ہم قطعاً دعویٰ نہیں کرتے۔ (ص:۷)

☆۔۔۔اگر کوئی صاحب اس براہ راست مشاہدہ کو تسلیم نہ کریں اور نہ ہی قرآن کریم کے ذریعے اس مشاہدہ کو مانیں بلکہ عرض اعمال کے ذریعے ہمارے اعمال سے نبی کریم ﷺ کو آگاہ ہونا تسلیم کریں تب بھی چشم ما روشن دل ما شاد کیونکہ نتیجہ سب کا ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ ہمارے اعمال سے واقف ہیں ناواقف نہیں۔

(ص:۴۰)

نوٹ: مولوی امین صاحب مشہور معاند مولوی سعید اسد کے والد ہیں اور دونوں

باپ، بیٹا اس عقیدہ میں ایک دوسرے کے خلاف ہیں، باپ کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ ﷺ جسمانی طور پے ہر جگہ حاضر وناظر ہیں جبکہ بیٹے کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ ﷺ صرف روحانی طور پر حاضر وناظر ہیں۔ اگر باپ کا عقیدہ درست مانا جائے تو بیٹا کافر قرار پائے گا اور اگر بیٹے کا عقیدہ درست مانا جائے تو باپ کافر قرار پائے گا۔

تبصرہ:

بریلوی مناظرِ اعظم مولوی نظام الدین ملتانی کی تصریح کے مطابق کہ ہر آن اور ہر وقت حاضر وناظر خداوند کریم لم یلد ولم یولد کا خاصہ ہے اور ذات لایزال لیس کمثلہ شیئ ہے اور اس کے صفات بھی لیس کمثلہ شیئ ہیں اور اسی طرح کے صفات ذاتیہ ہیں کسی انبیاء واولیاء عظام کو شریک کرنا یا ویسا ہی سمجھنا اور اس پر اعتقاد کرنا صریح کفر ہے کی روسے خان صاحب، بریلوی مفتی احمد یار گجراتی، عمر اچھروی، امجد علی بریلوی، امین فیصل آبادی اور سعید اسد بریلوی وغیرہ علمائے بریلویہ رسول اللہ ﷺ کو ہر آن ہر وقت حاضر وناظر کا عقیدہ رکھ کر کٹر مشرک اور قطعی کافر قرار پائے۔

☆☆☆

خاتمہ

آخر میں امام المکفرین مجددِ بدعات خانصاحب بریلوی کے تربیت یافتگان کی ایک دوسرے کے خلاف تکفیری مہم پر چند اشارات ذکر کیے جاتے ہیں۔ جس کی تفصیل کے لیے دفتر درکار ہے۔

1۔ بریلوی غزالی ازماں احمد سعید کاظمی علماء بریلویہ کے نزدیک گستاخ رسول ﷺ مرتد، زندیق اور واجب القتل ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔
بریلوی کرنل انور مدنی کی تصنیف لطیف "پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں"، اظہارِ حقیقت حسن علی رضوی خلافِ اولیٰ کے رد میں مفتی ذوالفقار علی رضوی جانشین شیر سانگلہ ہل مواخذہ التبیان وغیرہ کتب

2۔ بریلوی مناظر مولوی سعید اسد کے استاذ مشہور معاند اشرف سیالوی علمائے بریلویہ کے نزدیک گستاخِ رسول ﷺ کافر اور مشرک ہے۔ تفصیل دیکھیں لطمۃ الغیب از پیر نصیر الدین گولڑوی، تحقیقات از اشرف سیالوی، پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں، نبوتِ مصطفیٰ ﷺ ہر آن ہر لحظہ، پیدائشی نبی، تجلیات علمی

3۔ حسن علی رضوی علمائے بریلویہ کے نزدیک گستاخِ رسول ﷺ اور سنیوں کی لیڈرین، تفصیل دیکھیں پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں

4۔ ابوداؤد صادق گوجرانوالہ علمائے بریلویہ کے نزدیک کذاب، فراڈیہ، گستاخ

رسول ﷺ ہے۔ تفصیل دیکھیں پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں

5۔ پیر کرم شاہ بھیروی بریلوی علمائے بریلویہ کے فتویٰ کی رو سے گستاخِ رسول ﷺ، کافر اور زندیق ہے۔ تفصیل دیکھیں پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں، جسٹس کرم شاہ کا تنقیدی جائزہ، پیر کرم شاہ کا علمی محاسبہ

6۔ بریلوی علامہ پیر محمد چشتی علمائے بریلویہ کے فتویٰ کی رو سے گستاخِ رسول ﷺ، اغلظ ترین کافر، زندیق مسلیمہ کذاب ہے۔ تفصیل دیکھیں، ہدایت السالکین، الفتنۃ الشدیدہ، خطرہ کا سائرن

7۔ بریلوی سفید پگڑی والا پیر سیف الرحمٰن افغانی علمائے بریلویہ کے فتویٰ کی رو سے گستاخِ رسول ﷺ، کافر اور مرتد ہے۔ تفصیل دیکھیں، کفر کا پھندہ پیٹ کا دھندا، شمشیر پاکستانی برگردن پیر افغانی، فتنہ سیفیہ کی حقیقت کا انکشاف، قہر یزدانی بر فتنہ پیر افغانی، الفتنۃ الشدیدہ وغیرہ

8۔ پیر نصیر الدین گولڑوی علمائے بریلویہ کے فتویٰ کی رو سے گستاخِ رسول ﷺ، کافر اور وہابی ہے۔ تفصیل دیکھیں، ازالۃ الریب، ہدایۃ المتذبذب، الحیران، شرعی استفتاء۔

9۔ بریلوی محقق غلام رسول سعیدی علمائے بریلویہ کے فتویٰ کی رو سے گستاخِ رسول ﷺ، کافر اور زندیق ہے۔ تفصیل دیکھیں، الذنب فی القرآن،

10۔ ڈاکٹر طاہر القادری علمائے بریلویہ کے فتویٰ کی رو سے گستاخ رسول ﷺ، محرف قرآن، کذاب اور فراڈیہ ہے۔ تفصیل دیکھیں، قرآن کی فریاد، خطرے کی گھنٹی، طاہر القادری کا علمی و تحقیقی جائزہ

11۔ پیر الیاس قادری علمائے بریلویہ کے فتویٰ کی رو سے گستاخ رسول ﷺ، کافر اور فراڈیہ ہے، تفصیل دیکھیں، ابلیس کا رقص وغیرہ

بریلوی سلام

سگ رضا امیر اہلِ بدعت ہری پگڑی والے بریلویوں کے امام الیاس قادری لکھتا ہے:۔

وہ مدینے کے پیارے کبوتر ، جب نظر آئیں تجھ کو برادر
ان کو تھوڑے سے دانے کھلا کر، تو سلام اُن سے رورو کے کہنا

تو درختوں کو اور جھاڑیوں کو، ان کی گلیوں کی سب گاڑیوں کو
ہاتھ اپنا ادب سے لگا کر، تو سلام اُن سے رو رو کے کہنا

بوتلوں بلکہ تو ڈھکنوں کو، دال، گندم کے دانوں، چنوں کو
چوم کر آنکھ سے بھی لگا کر، تو سلام اُن سے رو رو کے کہنا

بینگنوں، بھنڈیوں، توریوں کو، گوبیوں، گاجروں، مولیوں کو
آنکھ سے لوکیوں کو لگا کر، تو سلام اُن سے رو رو کے کہنا

کہنا سیبوں کو اور آڑوؤں کو، اور کیلوں کو ، زرد آلوؤں کو
اور تربوز سر پر اٹھا کر، تو سلام اُن سے رو رو کے کہنا

تو قنادیل کو قمقموں کو، تو سوچ تار کو، کولروں کو
ٹھنڈا پانی کسی کو پلا کر، تو سلام اُن سے رو رو کے کہنا

چیونٹیوں، کھونٹیوں، ٹونٹیوں کو ہر طرح کی جڑی بوٹیوں کو
بار بار ان پہ نظریں جما کر، تو سلام اُن سے رو رو کے کہنا

چاولوں، روٹیوں، بوٹیوں کو، مرغ، انڈوں کو اور مچھلیوں کو
سبزیوں کو وہاں پکار کر، تو سلام اُن سے رو رو کے کہنا

تھالیوں کو پیالوں کو بھائی! مرچ کو اور مسالوں کو بھائی!
چائے کی کیتلی کو اٹھا کر، تو سلام اُن سے رو رو کے کہنا

ٹھنڈے پنکھوں کو اور ہیٹروں کو بلکہ تاروں کو اور میٹروں کو
بتیوں کو وہاں کی جلا کر، تو سلام اُن سے رو رو کے کہنا

جس قدر بھی ہیں پانی کے نلکے، پھل تو پھل بلکہ بیج اور چھلکے
ہاتھ ان کی طرف بھی بڑھا کر، تو سلام اُن سے رو رو کے کہنا

تو مکانوں کو بھی کھڑکیوں کو اور دیواروں، سیڑھیوں کو
ہاں عقیدت سے دل میں بٹھا کر، تو سلام اُن سے رو رو کے کہنا

رسیوں، قینچیوں اور چھریوں، چادروں، سوئی، دھاگوں کو دریوں کو
سب کو سینے سے اپنے لگا کر، تو سلام اُن سے رو رو کے کہنا

کاش ہوتا میں سگ سیدوں کا، بن کے دربان پہرا بھی دینا
رب نے بھیجا ہے انسان بنا کر، تو سلام اُن سے رو رو کے کہنا

مسجد پاک کے مصحفوں کو، خوبصورت وہاں کی صفوں کو
خاک آنکھوں میں اپنی لگا کر، تو سلام اُن سے رو رو کے کہنا
(وسائلِ بخشش ص598/600)

فیصلہ مفتی اعظم:

بریلوی مفتی اعظم پاکستان جانشین احمد یار خان صاحبزادہ اقتدار خان نعیمی ان اشعار کے متعلق لکھتا ہے۔ "اب اگر کوئی شخص سلام کرنے کو عبادت سمجھتے ہوئے سلام کرنے کی بھرمار کردے کہ آتے جاتے ہر کمرے سے نکلتے السلام علیکم۔ السلام علیکم ہر بات کے شروع پر مخاطب کو سلام کرے تو وہ شریعت میں فاسق گناہ گار یا احمق دیوانہ شمار ہوگا۔ پاکستان میں ایک نئے عاشق مدینہ صوفی صاحب کا ایک مکتوب مطبوعہ سلام نظر سے گزرا۔ جس میں انہوں نے مدینہ منورہ کی نسبت ایک منظوم سلام ترتیب دیا ہے لکھتے ہیں۔ بھنڈیوں، توریوں، سبزیوں کو سلام، مچھروں، مکڑیوں کو سلام وغیرہ وغیرہ۔ استغفر اللہ ربی۔ یہ وہ احمق و پاگل پن ہے جس سے توہین سلام و گستاخی شعائر اسلام ظاہر ہے۔" (العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ جلد 5، ص 219)

الیاس قادری لکھتا ہے:۔

"کسی بھی شعائر اسلام کی توہین کفر ہے۔" (کفریہ کلمات ص159)

تبصرہ:

مفتی اقتدار نعیمی کی تحقیق کی رو سے پیر الیاس قادری توہینِ شعائرِ اسلام کا مرتکب ہے، جبکہ قادری صاحب اور ان کے مصدقین کے نزدیک شعائر اسلام کی توہین کفر ہے۔ تو الیاس قادری اپنے ہی اقرار سے مرتکبِ کفر ہوا۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

کتبہ خضر حیات اعوان ککلور کوٹ بھکر

پرنسپل و مدرس دار العلوم مفتاح القرآن

خطیب جامع مسجد طوبیٰ G/16 بھڈانہ کلاں اسلام آباد

☆☆☆

اکابر کا باغی کون؟
خضر حیات
المسلک المنصور
فی
احوال من فی القبور